

چینی مسلمان

از

بدرالدین چینی بی، اے (جام)

سابق مدرس دارالعلوم ندوۃ

— ❦ —

باہتمام

مسعود علی ندوی

مطبعة معارف، پریس، عظیم گٹ،

۱۳۲۵
۱۹۲۵

قیمت: پندرہ روپے

تعداد طبع: ۱۰۰۰

چینی مسلمان

چینی مسلمانوں کے حالات سے ہندوستان کے مسلمان تقریباً واقف ہیں، بلکہ یہ بھی انکو نہیں معلوم کہ چین میں مسلمان آباد بھی ہیں یا نہیں، ہندوستان میں اس کے متعلق سب سے پہلی اطلاع سابق پروفیسر علیگڑھ کالج مسٹر آرنلڈ (ماسون علیہ) کی کتاب پرچنگ آف اسلام (دعوت اسلام) کے ذریعہ سے ۱۸۹۶ء میں ملی انہوں نے اپنی اس کتاب کے صفحہ ۱۱۷ سے ۳۳۲ تک بڑے صفحوں میں وہاں کے لوگوں میں اسلام کی اشاعت کی تاریخ اور چینی مسلمانوں کے کچھ مذہبی حالات یورپین ماخذوں سے لکھے تھے، اس وقت سے ہندوستان کے مسلمانوں کو اپنے ان دور دراز بسنے والے مسلمان بھائیوں کے مزید حالات سننے کا اشتیاق برابر رہا مگر معلومات کا کوئی نیا سرمایہ اس بڑی جنگ کے خاتمہ تک ہاتھ نہ آیا،

اس بڑی جنگ نے دنیا کو ہلا دیا، اور ان گوشوں میں بھی ذہنی ہل چل اور دماغی جنبش پیدا کر دی جو ایک زمانہ سے چپ چاپ کہیں پڑے ہوئے تھے اور سکون کی قانع زندگی بسر کر رہے تھے، انہیں ہمارے چینی مسلمان بھائی بھی داخل ہیں، اس جنگ کے بعد سے خود ان کے اندر بھی اپنی حالت کا احساس پیدا ہے، چین کی سیاسی چھٹش بھی ان کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر جگا رہی ہے، ہر حال صورت حال یہ ہے کہ اب چینی مسلمان نوجوان، چینی دیوار کو توڑ کر دنیا کے اسلام میں اور خصوصاً ہندوستان اور مصر میں تعلیم کی غرض سے پھیل رہے ہیں، انہیں میں سے ایک ہمارا عزیز نوجوان بھائی بدرالدین ہے، غالباً ۱۹۲۵ء یا ۱۹۲۶ء تک کہ کلکتہ سے برادرم مولوی عبدالرزاق صاحب طبع آبادی نے اطلاع دی کہ کلکتہ میں ایک چینی مسلمان ہونہار لڑکا اسلامی تعلیم حاصل کرنے کے لئے آیا ہے، آپ اسکو ندوہ میں داخل کر لیجئے، میں نے اسکو ندوہ میں بلوایا، اور تعلیم شروع ہو گئی، کچھ دنوں کے بعد اس نے پہلے انگریزی کی تحصیل میں

بھی اور جامعہ ملیہ میں چلا گیا۔ وہاں اُسے بی اے تک کی تعلیم امتیاز کیساتھ حاصل کی، اور کہا جاسکتا ہے کہ وہ جامعہ کے معاصرین سے ایک ہی پھر مزید عربی تعلیم اور عربی تحریر و زبان کی مشق کی غرض سے وہ دارالعلوم ندوہ میں آئے اور یہاں دو تین سال ہر اُسے عربی لکھنے پڑھنے کی خاصی مشق حاصل کی، یہاں تک کہ ہمارے عربی رسالہ الضیاء میں اُسے چند مضمون بھی وہ ہمارے ملک میں گناہ سمجھا جاتا تھا، اور بجا ہے کہ ایک دشمن عالم وادیب کی صورت میں اس ملک عزیز موصوف کا شوق طلب اسکو متیاب و سیرار رکھتا تھا، ان کو خیال تھا کہ کچھ زمانہ تک جامعہ مصر میں رہ کر عربی تعلیم حاصل کریں، چنانچہ اسکا سامان بھی خدا تعالیٰ نے کر دیا، اور پچھلے رمضان المبارک میں وہ مصر روانہ ہو گئے عزیز موصوف کا مدت تک میرا ساتھ رہا، آج تک ایسا شائق علم محنتی، نیک اخلاق اور درویش اسلام مسلمان طالب علم بیرون ہند سے ہمارے پاس نہیں پہنچا، موصوف نے کچھ تو خود اپنے جی سے اور کچھ میری تحریک سے مسلمانانِ چین کے حالات پر ایک کتاب لکھی جو اسوقت آپ کے سامنے ہے، اور کہا جاسکتا ہے کہ اسوقت تک شاید کسی زبان میں چینی مسلمانوں کے متعلق اتنی تفصیل سے اور اتنے معتبر اور اتنے نئے حالات نہیں لکھے گئے، دعا ہے کہ نوجوان مؤلف کو اپنے وطنی مسلمانوں کی خدمت کی بیش از بیش توفیق عطا ہو۔

یہ بھی اس عزیز کی امتیازی بات سمجھی جائیگی کہ ہندوستان اور جامعہ کے قیام کے زمانہ میں اس ملک کی ہندوستانی زبان میں اتنی عمارت حاصل کر لی کہ اس زبان میں وہ بے تکان بولنے چالنے اور لکھنے پڑھنے لگے، یہ کتاب خود انھیں کے قلم سے اور انھیں کی ہندوستانی زبان میں لکھی ہوئی ہے، ہمارے ملک کے مشہور ادیب و مترجم منشی محمد عنایت احمد صاحب بی اے سابق ناظم دارالترحمہ جامعہ عثمانیہ نے اسپرملکی سی نظر ثانی کی ہے اور بتائے ہیں زیادہ کچھ فعل نہیں آیا ہے، تاکہ معلوم ہو کہ ایک باہر ملک کا آدمی چند سال میں ہماری زبان کس آسانی سے اور کتنی اچھی حاصل کر سکتا ہے، جہاں کہیں زبان کی کوئی غلطی یا طرزِ ادا کی کوئی خامی نظر آئے تو اسکو معاف کر دینا چاہئے، کہ ایک غیر ملک کے مصنف سے اتنی توقع بھی نہیں کی جاسکتی،

والسلام

۱۳۵۲ھ
۱۹۳۵ء

سید سلیمان ندوی، ناظم دارالترحمہ

فہرست مضامین "چینی مسلمان"

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	تیسرا باب	۲-۱	تہید
۳۷-۴۸	چینی قوموں میں مسلمانوں کی حیثیت		پہلا باب
۳۷	اقوام غریبہ میں چینی مسلمان ایک علیحدہ قوم ہیں	۲۲-۳	چین میں مسلمانوں کا داخلہ
۴۰	مسلمان اور دیگر چینی اقوام	۳	قدیم زمانہ میں چین کے تعلقات ایشیائے
۴۲	مسلمان آخر مسلمان ہی ہیں		دوسرے ملکوں کے ساتھ
۴۳	دنیاوی امور میں مسلمانوں کی حیثیت	۷	عہدِ تانگ میں اسلام کا داخلہ
	چوتھا باب	۱۲	بحری راستہ سے مسلمانوں کا آنا
۴۵-۴۸	چینی مسلمانوں کی موجودہ پستی اور	۲۰	حضرت سعد بن ابی وقاصؓ دربار چین میں
	آئندہ عروج		دوسرا باب
۵۷-۴۸	(الف) شمالی و مغربی چین میں پستی کے ارتقا	۳۷-۲۲	مختلف عہدوں میں چین اور مسلمانوں
۴۸	سیاسی نظام		کے تعلقات
۵۰	صوبہ سین کیانگ کی بین الاقوامی حیثیت	۳۳	عہدِ سونگ میں
۵۲	معاشی حالات	۲۵	مسلمان عہدِ یوان میں
۵۲	تعلیم	۲۷	مسلمان عہدِ مینگ میں
۵۶	آمدورفت	۲۹	مسلمان عہدِ شینگ میں
		

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۸۲	مابین چین کے اور چند شاگرد	۵۷-۶۵	(ب) اندرونی چین میں
۸۴	مذہب قدیم اور مذہب جدید	۵۸	عام حالات
	ساتواں باب	۵۹	ان میں رہبر نہیں ہیں
		۶۰	دینی اور دنیاوی تعلیم میں بے تعلقی
۹۴-۸۸	ٹینگ چینگ اور ہوی ہوی	۶۱	مسلمانان چین کی پوزیشن
۸۸	ٹینگ چینگ	۶۳	نومہال انقلاب اور مسلم مائی
۹۲	ہوی ہوی کی تشریح		پانچواں باب
	آٹھواں باب		عقائد
۱۰۹-۹۴		۶۶-۷۵	
۹۴	تصانیف	۶۶	خالق اور کائنات
۹۷	وزیر مہارت و چونگ پہ کا لکھا ہوا مقدمہ	۶۷	اجناس کی تفریق اور ان کے خواص
۱۰۱	یہ ٹینگ میں اسلامی تصانیف اور ان کے مؤلفین	۶۹	انسان کی تخلیق
۱۰۴	قرآن شریف کا ترجمہ	۷۱	خواص الانسان
۱۰۸	رسائے اور اخبار	۷۳	جامع ماتقدم
	نواں باب	۷۵	خاتم الانبیاء
	تعلیمی انتظامات		چھٹا باب
۱۱۴-۱۲۴			
۱۱۰	دینی تعلیم کے عام حالات	۷۷-۸۷	چینی مسلمانوں کے چند فرقے اور
۱۱۲	دنیاوی تعلیم		اون کی تحریکیں
۱۱۶	چینگ دار (دارالمعلمین) چین	۷۸	مالزی فرقہ بندی کا بانی
۱۱۸	چینگ واکا نصب العین	۷۹	مابین شین (محمد امین)
۱۲۰	ہر جگہ سے اصلاح کی صدا آتی ہے	۸۰	مذہبی فرقے اور حکومت مانچو

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
	بارہوان باب	۱۲۲	لیکن فضائے آسمان پر گھٹا ابھی تک چھائی ہے
	سوی ہوا کے مسلمان	۱۲۳	فرزندان اسلام کی تربیت اور صلہ
۱۵۱-۱۶۲	مسلمان کی آمد		اسلام کا بلند کرنا ہمارا مقصد ہے
۱۵۱	مسجد کی بناء		دہوان باب
۱۵۳	اقوال تختیوں پر	۱۲۵-۱۳۵	مسلمانانِ پکین کی شادی کے رسوم
۱۵۵	اسکول کی بناء مسجد میں	۱۲۶	رسوم شادی
۱۵۷	عام حالات	۷	منگنی
۱۶۰	تیرہوان باب	۱۲۷	شادی کی تیاری
۱۶۹-۱۶۲	ہوکان کے مسلمان	۱۲۹	نکاح کی رسم
۱۶۲	جمیۃ المسلمین ہوکان کی ابتداء		جنازہ
۱۶۳	جمیۃ کا کام		گیارہوان باب
۱۶۶	چودہوان باب	۱۳۵-۱۵۱	ٹسن چاؤ کے مسلمان
	کانشو اور مسلمان	۱۳۵	ٹسن چاؤ کی جغرافی حیثیت
۱۸۰-۱۶۹	دالہ (سلم اور غیر مسلم کے تعلقات	۱۳۷	ٹسن چاؤ کے مسلمان
۱۶۳-۱۶۹	کانشو کی جائے وقوع	۱۳۹	اون کی معاشرت
۱۶۹	تاریخی واقعات	۱۴۲	اون کی تعلیم
۱۷۰	انقلاب کے بعد	۱۴۴	اون کی مسجدیں
۱۷۲	دب (لین ٹان کے مسلمانوں کی تباہی	۱۴۵	"نعت صد حروف"
۱۷۸-۱۶۳	تباہی سے پہلے	۱۴۵	شہنشاہ و چونگ کی تنقید اسلام پر
۱۷۳		۱۴۸	مسلمان اور اسلام

صفحہ	مضمون	صفحہ	مضمون
۱۹۹	تاریخی تعلقات،	۱۴۵	حادثہ کے اسباب
۲۰۱	انقلاب چین کے بعد	۱۴۶	حاکم لین ٹان کو مسلمانوں سے امداد کا پہنچنا،
۲۰۴	شورش ۱۹۳۳ء کی بنیاد،	۱۴۷	لین ٹان کی تباہی
۲۰۷	اصلی سبب	۱۴۸-۱۸۰	(ج) ایک اور سیاسی فتنہ
۲۰۹	ما چونگ این کا داخلہ چینی ترکستان	۱۴۸	مسلم گورنر مافانگ چنگ حراست میں،
	مین،	۱۴۹	مافانگ چنگ کی رہائی اور مفردون کی سزائیں
۲۱۰	مسلمانوں میں اختلاف کا آغاز		پندرہواں باب،
۲۱۲	اروپائی مین سازش		عام بیداری
۲۱۳	حوادث کا شفر	۱۸۱-۱۹۷	تنزل کا احساس اور اصلاح کی کوشش،
۲۱۴	حکومت نانکینگ اور چینی ترکستان	۱۸۱	مسلمانان چین کی انجمنوں کا ایک معمولی نمونہ
	سترہواں باب	۱۸۳	حیات و بقا کے لئے ایک نئی راہ کی تلاش
	مسلمانان چین	۱۸۴	تعلیم کیساتھ اسلام کی اشاعت
۲۲۲-۲۲۸	چینی مسلمانوں کا پیشہ	۱۸۹	بعض مشہور انجمنیں
۲۲۰	مذہبی رسوم	۱۹۰	سولہواں باب،
۲۲۳	ان کی آبادی		چینی ترکستان اور حکومت چین،
۲۲۵	مساجد	۱۹۸-۲۱۹	جزائی حیثیت
۲۳۹	نظام مسجد	۱۹۸	
۲۴۱			

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تہیہ

چینی مسلمانوں کے حالات سے بیرونی ممالک بہت کم واقف ہیں، یہاں تک بعض اصحاب کو اس کی بھی خبر نہیں کہ چین میں مسلمان ہیں یا نہیں، اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ مسلمانان چین اپنے بیرونی بھائیوں سے عرصہ دراز سے بے تعلق رہنے کے سبب سے ایک فراموش شدہ قوم بن گئے ہیں، اور دوسری وجہ یہ کہ ان کے متعلق کوئی ایسی کتاب نہیں لکھی گئی جس سے ان کے حالات زندگی اچھی طرح معلوم کئے جاسکے ہوں، بیشک چینی مسلمانوں کے متعلق عیسائی مشنریوں نے کئی کتابیں لکھی ہیں، مگر وہ اپنے خاص نقطہ نظر سے لکھی ہیں، اور وہ بھی نا کافی ہیں، اس کمی کو محسوس کر کے ایک دو سال سے میں نے چینی مسلمانوں کے متعلق چینی ذریعوں سے مواد جمع کرنا شروع کیا، مندرجہ ذیل چند صفحات جو قارئین کے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں، ایک طرف اگرچہ میری کوشش کا نتیجہ ہیں، مگر دوسری طرف اسے "جامعہ ملیہ" (دہلی) کا تعلیمی ثمرہ سمجھنا چاہئے، کیونکہ جامعہ کی تعلیم نے مجھ کو اس قابل بنایا کہ میں چینی مسلمانوں کے متعلق اردو زبان میں جو میری مادری زبان نہیں ہے، کچھ لکھ سکوں،

مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ برادران اسلام کو عموماً چینی مسلمانوں سے یہ شکایت ہے کہ وہ

مشرق قسطنطنیہ کے ایک گوشہ میں رہ کر ان سے بالکل بے تعلق ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے نہ باہر کے لوگ ان سے مل سکتے ہیں، اور نہ خود وہ اپنے بیرونی بھائیوں کو دیکھنے آتے ہیں، میں نے یہ کتاب لکھ کر اس شکایت کو رفع کرنے کی کوشش کی ہے،

اس چھوٹی سی کتاب میں بہت سے نقائص اور خامیاں ہیں، مگر آپ جانتے ہیں کہ اس راہ میں یہ پہلا قدم ہے، اور اس کو اس حیثیت سے دیکھنا چاہئے، کہ یہ تحریر ایک طرح سے اس بات کا پیش خیمہ ہے کہ چینی مسلمانوں کے متعلق مستقبل قریب میں بہت کچھ لکھنا ہو اور دوسری حیثیت سے یہ اس بات کی تھید ہے کہ مسلمانان چین اب تنہا نامعلوم گوشہ میں بیٹھنا نہیں چاہتے، وہ نہ صرف جان و دل سے آپ سے ملنے کے شائق ہیں بلکہ نہایت خلوص اور محبت کے ساتھ آپ کو دعوت دیتے ہیں کہ

”آئیے، ہمارے گھر کے حالات دیکھئے اور ہماری ہمت افزائی کے لئے چین تشریف لا کر ہمیں ہمنون فرمائیے۔“

بدیع الدین چینی، بی اے (جامعہ)

۲۰ اکتوبر ۱۹۳۳ء

دارالعلوم ندوہ۔ لکھنؤ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پہلا باب چین میں مسلمانوں کا داخلہ

اس بات سے بہت کم لوگوں کو واقفیت ہے کہ اسلام چین میں کیونکر داخل ہوا؟ اس کا ذریعہ کیا تھا؟ اور وہ پہلے مسلمان جو چین میں داخل ہوئے وہ کون لوگ تھے؟ اور کس راتہ سے گئے تھے؟ یہ تمام ایسے مسائل ہیں جن کے متعلق بحث کرنا اور اون کی تحقیق کرنا دیکھنے سے خالی نہیں ہو سکتا۔ اپنی استطاعت کے مطابق ان پر روشنی ڈالنے کی کوشش کریں گے۔

قبل اس کے کہ ہم ان بحثوں کو چھیڑیں یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں زمانہ قدیم میں چین کے تعلقات دیگر ممالک ایشیا کے ساتھ جو تھے، ان کا تھوڑا سا ذکر کیا جائے، اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کی جائے کہ وشنی عرب کب چین میں داخل ہوئے؟

قدیم زمانہ میں چین کے تعلقات ایشیا و وسطی ممالک کے ساتھ

گمان اغلب یہ ہے کہ ایشیا کے تعلقات یورپ کے ساتھ قدیم زمانہ میں اس وقت شروع ہوئے ہوں گے جبکہ مشرقی اور مغربی تمدن کی آمیزش کا آغاز ہوا، مگر یہ آمیزش کب شروع ہوئی کسی محقق کا یہ مقدور نہیں کہ وہ بالکل ٹھیک جواب دے سکے، رہا چین کے تعلقات دیگر ممالک ایشیا کے ساتھ، اس کے لئے بھی خاص وقت معین نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ یہ ایک نہایت مشکل مسئلہ ہے۔

اس کے متعلق جو کچھ کہا گیا ہے، اور اس کے حل کرنے کے لئے جو بیان دیا گیا ہے، وہ شک اور شبہ سے خالی نہیں ہے، اور تاریخی یا دیگر مثلاً پرانی عمارتیں، دستاویزیں، قلمی کتابیں، یا اسکے۔ کی کمی کی وجہ کوئی مورخ یا محقق ایسا جواب نہیں دے سکا، جس میں بالکل شک و شبہ باقی نہ رہ گیا ہو،
 نظام پر معلوم ہوتا ہے کہ تجارت، تعلقات چین و دیگر ممالک ایشیا کا ذریعہ تھا، اس کے متعلق چین کی قدیم تاریخ سے کچھ شہادت مل سکتی ہے جس زمانہ میں ان تجارتی تعلقات کا آغاز ہوا، وہ خاندان چاؤ (CHAO DYNASTY) کا آخر زمانہ ہوگا، خاندان چاؤ نے سرزمین چین میں ۹۰۰ سے زیادہ سال تک (۱۱۲۲ ق م - ۲۴۶ ق م) حکومت کی تھی، اس کی حکومت چین کی سب سے بڑی حکومت تھی، اور مدت کے لحاظ سے اس کی مدت سب سے لمبی تھی،

سوانحری موتیان سی (THE LIFE MOTIANTZY) اور شان ہائی جن

(CHIAI HAI CHIN) یعنی کتاب سمندر اور کوہستان میں جو چینی زبان میں سب سے پرانی دو تصنیفیں ہیں، جن کے مؤلفوں نے عہد چاؤ کو دیکھا تھا، شمال تیان شان (TIAN SHAN) یعنی جبل السماء کی حالت تفصیل کے ساتھ ذکر کی گئی، خاندان چاؤ کی حکومت اپنی ترقی کے زمانہ میں مشرق میں ساحل بحر کاہل تک اور مغرب میں بحر اسود تک پھیل چکی تھی، اور اس زمانہ میں مغربی ایشیا کے بہت سے لوگ ہجرت کر کے مشرق میں آباد ہو گئے، سوانحری "موتیان سی" میں اس کے متعلق ایک حکایت ہے کہ اس نے گھوڑے پر سوار ہو کر ممالک ایشیا میں گشت لگایا، وہ شمال تیان شان سے ہو کر بحر اسود کے کنارے پہنچا، وہاں ایک رانی تھی جس نے "موتیان سی" کی اطاعت قبول کر لی، "موتیان سی" نے اپنے سفر میں مشرق سے لیکر مغرب تک ۳۵۰۰ میل طے کیا تھا،

اگرچہ ہم کو اس حکایت کی حقیقت معلوم نہیں، لیکن اس سے یہ نتیجہ ضرور نکالا جاسکتا ہے کہ

اس زمانہ میں ایشیا کے مختلف مغربی ایشیا کے ساتھ موجود تھے، "یوشی جون جیون" میں جو

”لیو پووی“ (LIUPOOWEE) کی تصنیف ہے لیو پووی، کون تھا؟ یہ جن شی ہوانگ تی کا وزیر تھا اور دو ہزار سال قبل اس نے یہ تصنیف کی تھی آج یہ چین کے ادبی جواہر میں شمار کی جاتی ہے، مندرجہ ذیل جملہ پایا گیا ہے:-

”لوگ پہاڑ کو ٹون ہیرون کو پسند نہیں کرتے ہیں۔“

پہاڑ ”کو ٹون“ کوہ ہمالیہ کی ایک شاخ ہے جو حدود تبت اور چینی ترکستان پر پھیلا ہوا ہے اور اس کا سلسلہ مغربی چین تک پھلا گیا ہے، اور لیو پووی کا یہ قول کہ لوگ پہاڑ کو ٹون کے ہیرون کو پسند نہیں کرتے ہیں، اس بات کا شاہد ہے کہ مسیح سے پہلے چین کے دیگر ممالک ایشیا کے ساتھ تجارتی تعلقات تھے،

چین اور دیگر ممالک ایشیا کے تجارتی تعلقات جو تاریخ سے قطعی طور پر ثابت ہو سکے ہیں وہ خاندان (XIAN) کے چھٹے حکمران ”وو تی“ (WU) کے زمانہ سے (۱۲۰-۱۴۰ ق م) شروع ہوتے ہیں، کیونکہ وو تی پندرہ سال کی عمر میں تخت نشین ہوا تو اس نے جانگ جیان (CHANG CHIA) کو اپنا سفیر بنا کر ممالک مغرب بھیجا، تاکہ چین اور دیگر ممالک ایشیا کے درمیان دوستی اور اتحاد کا رشتہ قائم کرے، کیونکہ اس زمانہ میں تاتار لوگ برابر سرحد چین پرورش کرتے تھے، جس سے باشندوں میں تشویش و مغربی شہروں میں بد امنی پھیلتی تھی، یہ وجہ تھی کہ وو تی نے اس کی ضرورت محسوس کی اور جانگ جیان کو سفیر بنا کر مغربی ایشیا کو بھیجا، جانگ جیان کو اپنے سفر میں ناکام ہوا، لیکن اس سے ایسے اسباب پیدا ہو گئے جو بعد میں چینی اور بیرونی تہذیب کی آمیزش اور ان کے تجارتی تعلقات کا باعث ہوئے، اس زمانہ میں کوہ ہمالیہ کی اس طرف جو تمدن اور تہذیب پائی جاتی تھی، وہ غالباً چار حصوں

۱۔ ممالک مغرب سے مراد وہ ممالک ہیں جو چین کے مغرب میں واقع ہوں،

میں تقسیم کی جا سکتی ہے جو ایک دوسرے سے ممتاز حیثیت رکھتی ہے،

۱۔ دریائے چئون و سیون کے ارد گرد کا ایرانی تمدن،

۲۔ دریائے رجبہ اور فرات کے ارد گرد کا عراقی تمدن،

۳۔ دریائے گنگا اور جہنا کے ارد گرد کا ہندوستانی تمدن،

۴۔ دریائے نیل اور بحر احمر کے ارد گرد کا مصری تمدن،

ان چار قسم کے تمدنوں کا اثر چانگ جیان کے سفر کے بعد چین پر پڑنا شروع ہوا، اور اس وقت سے تجارت کا سلسلہ مضبوطی کے ساتھ قائم ہو گیا،

”شی ما جیان“ (SHI MACHIAN) نے جو چین کا ”ابن خلدون“ تھا اپنی

کتاب شی جی (SHEEH CHLEH) یعنی تاریخی تذکرات میں لکھا ہے کہ ”ہمارا بادشاہ عربی

پہلے پہل کتاب ان کے تاجر آتے جاتے ہیں، کبھی سو کی تعداد میں اور کبھی کئی سو کی تعداد

میں۔ یہ پتہ تایت کی کتابوں سے یہ ثبوت مل سکتا ہے کہ ایرانی اور عرب تاجر جو تیان شان

میں رہتے ان سے ہو کر چین میں آتے جاتے تھے، ان کی تعداد ساڑھ چھ سو تک پہنچ جاتی تھی

لیکن اکثر تاجر تھے، لیکن اکثر تاجر تھے،

”پونچو“ (PUNCHUO) کے متعلق لکھتے ہیں کہ جنرل

جاسکی میں ایک ہم ترکستان لے گیا تھا، اور ۹۴ء میں اسی نے ختن کو فتح

یہ تھا، اس وقت تک متعلق بعض اقوال یہ ہیں،

”جنرل یان چان شہ کے موسم بہار میں اپنی فوجوں کی جو آٹھ چھوٹی دول سے

تیار کیا کرتا ہوا مشرقی ترکستان ایک فوجوں کے علاوہ چار ہزار چار سو

تاجرانہ کی حمایت میں تھے،

مذکورہ بیان سے ہم میں نتیجہ یہ پہنچتے ہیں کہ چین و روم و غیرہ

تعلقات پہلی صدی مسیحی میں شروع ہو چکے تھے، اور رفتہ رفتہ وسیع ہوئے۔

تیسری اور چوتھی صدی میں چین میں ایرانی، اور خوب تاجروں کا ہونا

تہمتانگ (TANG) میں اسلام کا داخلہ

جانگ جیان کے سفر کے بعد سے چین اور دیگر ممالک کے درمیان تجارت کا دروازہ کھل گیا اور اس کی وجہ سے ان میں آمد و رفت زیادہ ہو گئی، چین کی شان، عظمت اور وسیع سلطنت کی وجہ سے بہت سی چھوٹی چھوٹی مملکتوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی اور سالانہ خراج ادا کرنے کا وعدہ کیا، خراج کے ادا کرنے کے سلسلہ میں اچینی سفیر بکثرت اور متواتر آنے لگے، یہاں تک کہ بعض لوگ یہ بیان کرتے ہیں کہ اس زمانہ میں بادشاہ کے محل میں اچینی سفیروں کا ہجوم رہتا تھا اور دار السلطنت کے بازاروں اور کوچوں میں وہ قطار اندر قطار نظر آتے تھے، اگرچہ یہ بات مبالغہ سے خالی نہیں، لیکن کون یہ انکار کر سکتا ہو کہ چین کے دیگر ممالک ایشیا کے ساتھ وسیع تجارتی تعلقات نہیں تھے،

قائدان ہن نے سرزمین چین میں تقریباً پانچ سو سال تک حکمرانی کی (۶۱۷-۶۱۸ م) اور ۶۱۸ م میں ان کا عرصہ شاہی طوائف الملوکی کے ہاتھ میں چلا گیا، اور چین چار سو اکیس سال تک اس طوائف الملوکی کی حالت میں رہا (۱۹۶-۱۹۷ م-۶۱۷ م) اس کے بعد خاندان ٹانگ (تہمتانگ) چین پر متمکن ہوا، حکومت کی عین جہاں وقت اس نے اپنے ہاتھ میں لے لی تھی، لیکن اس نے تلوار اور عقل سے مستحکم کیا اور تدبیر و حکمت غمی سے حکومت کی بنیاد مضبوط کی، جب تک کاموں سے اس نے

فرصت ملی تو انھوں نے تجارتی اور ذہنی ترقی کی طرف توجہ کی یہ وہ زمانہ تھا جس میں مغربی ایشیا کے مختلف مذاہب کا اثر چین کی زندگی پر پڑنا شروع ہوا، بدھ مت کا داخلہ اور عیسائیت اور یہودیت کا شروع اسی زمانہ میں ہوا،

اسلام جو عمر کے لحاظ سے کم، لیکن تعلیم کے لحاظ سے جامع اور اصولی ہے، کے لحاظ سے بہتر ہے۔ بلاد عرب کے سنگریزین سے پھوٹا اور چشمہ کی طرح اس کے ارد گرد تیزی کے ساتھ بہتا گیا، حتیٰ کہ کوئی تیس سال کے اندر پورے مشرق و غرب کے رہنے والوں کو، اتراک اور اکراد کو، اور ایرانیوں اور قطیفیوں کو اپنے دامن میں لے لیا، جبکہ یہ روحانی اور عمرانی سیلاب جو انسانی زندگی اور مدنیت کا ضامن ہے، ماوراء النہر اور مشرقی ترکستان میں پہنچا، تو وہاں کے باشندے بھی اس سے سیراب ہوئے، اور انھوں نے اس کو جہانی زندگی کے لئے مفید اور روحانی نشوونما کے لئے نفع بخش پایا، منجملہ ان کے جو جام اسلام سے لطف اندوز ہوئے تھے، قبیلہ ”ہوئی چھی“ بھی تھا، یہ لوگ قبیلہ بن مسلم کے زمانہ میں حلقہ اسلام میں داخل ہوئے، آج صینی زبان میں مسلمانوں کو ”ہوئی ہوئی“ کہتے ہیں، اس کی اصلیت ہوئی چھی تھی، اور یہ نام غیر مسلمانوں نے ان مسلمانوں کے لئے تجویز کیا تھا، جو عہد تانگ میں اسلام لائے تھے، کیونکہ ان کے اکثر افراد اس زمانہ میں ہوئی چھی قبیلہ سے تھے، لیکن عہد ”یوان“ (YUAN DYNASTY) یعنی مغلوں کے زمانہ میں

مسلمانوں نے ”ہوئی چھی“ کے نام سے اجتناب کیا، اور ”ہوئی چھی“ کو ”ہوئی ہوئی“ میں تبدیل کر دیا، کیونکہ یہ لفظ اون کے نزدیک بالکل اسلام کا مفہوم ادا کرتا ہے، اور شرقِ اقصیٰ میں آج وہ اس نام سے مشہور ہیں، یہ لفظ کیونکہ اسلام کا مفہوم پورا ادا کرتا ہے، اسکا بیان انشاء اللہ تعالیٰ کسی اور موقع پر آجائیگا،

میشک قبیلہ ”ہوئی چھی“ جب سے مسلمانوں کے گروہ میں داخل ہوا، انھوں نے اپنی

نقل و حرکت مغربی چین تک محدود رکھی تھی، اور سپاہی یا مبلغ کی شان سے وسط چین جانے کی کوشش نہیں کی، یہی وجہ تھی کہ اسلام کا حلقہ اس وقت تک زیادہ وسیع نہیں ہوا جتنا کہ آٹھویں صدی کا پہلا نصف نہیں گذرا، یہ بالکل صحیح ہے کہ قتیہ نے ایک وفد فقور چین کے پاس روانہ کیا تھا ۳۳۱ء اور اس سے یہ مطالبہ کیا کہ یا تو اسلام قبول کرے، یا جزیہ ادا کرے، اگر ولید بن عبدالملک اموی کی موت اور سلیمان کی خلافت مسلم فوجوں اور جنرلوں کے دلوں میں تشویش پیدا نہیں کرتی تو بہت ممکن تھا کہ وفد فقور چین کو اپنی حالت پر نہ چھوڑتا، اور چین کے عام باشندوں کو اپنی حالت پر نہیں رہنے دیتا، لیکن واقعہ ایسا نہیں ہوا، کیونکہ جب ممالک اسلام میں ولید بن عبدالملک کی موت کی خبر پھیل گئی، تو اسلامی فوجوں نے جو چین کے چھانک پر پہنچ چکی تھیں، شاہ چین سے صلح کر لی، اور شاہ چین کے بے شمار تحفے اور ہدیے قبول کر کے خوش خوش مادرِ اہلنہرواپس گئیں، سلیمان کی خلافت نشینی سے مسلم مجاہدین اور جان بازوں پر جو کچھ گزرا ہے، وہ سب روشن ہے۔

جہاں تک چین میں اشاعتِ اسلام کا تعلق ہے، تاریخ چین سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی ابتدا بادشاہ چین کی طرف سے ہوئی، سلیمان برصغیر تلوار کے ساتھ چین کے دروازہ کے اندر نہیں داخل ہوئے اور نہ انھوں نے باشندگان چین کو ان پر یورش کرنے کی دھمکی دی، بلکہ چین کے حکمران شو چونگ (SHUUCHONG) نے جو کہ عہدِ تانگ کا دسواں بادشاہ تھا، اون کو اپنے دارالسلطنت میں بلایا، اسکی

وجہ تھی کہ ایک جنرل لوشان (LUSHAN) نامی نے یوان چونگ (YAVANGCHONG) سے جو شو چونگ کا والد تھا بے وفائی کی، اور بغاوت کر کے دارالسلطنت کا محاصرہ کیا، (۶۱۸ء)

محاصرہ کے دوران میں بادشاہ بھاگ گیا، اور پایہ تخت بغیر بادشاہ کے رہ گیا، بعض امراء اور وزراء نے قلعہ

لین او (LINWU) میں جہاں ولی عہد شیو چونگ رہتا تھا، پناہ لی، انھوں نے جب سنا کہ بادشاہ غائب ہے، تو آپس میں مشورہ کیا کہ ایسے موقع پر کیا کرنا چاہئے، وہ اس بات پر متفق ہوئے کہ

ولی عہد شیو چونگ کو اپنا بادشاہ بنائیں، چنانچہ ایسا ہی کیا، وزیرانہ نے نئے بادشاہ سے درخواست کی کہ ایک تیز رفتار قاصد خراسان کو روانہ کر دیا جائے، اور وہاں کے مسلم حکام سے فوجی مدد مانگے، چونکہ شیو چونگ نہایت خطرناک حالت میں تھا جس سے اس کو جان اور سلطنت کی بربادی کا ڈر تھا، اس لئے فوراً ایک پیغام ایک نمایندہ فاضل کے ذریعہ سے امیر خراسان کو بھیجا، دو مہینہ سے زیادہ نہیں گزرا کہ مسلم فوج آگئی جو ہزار ہا سپاہیوں پر مشتمل تھی، اور از سر تا پا مسلح تھی، پایہ تخت چین کے قریب پہنچے ہی وہ باغیوں پر ٹوٹ پڑی، ان سے ایسی جنگ کی کہ دارالسلطنت کے قریب وجوار میں ایک محشرستان بن گیا، دن رات جنگ ہوتی رہی، مگر کوئی فیصلہ نہ ہو سکا، آخر باغیوں کی کمزورگی اور دولت کا کہ پہاڑوں میں چھپ گئے،

نئے بادشاہ شیو چونگ نے جب دیکھا کہ مسلم فوج آخر فتحیاب ہوئی، تو ان سے اس قدر خوش ہوا کہ فرط مسرت کی حالت میں ان کا خاص مہمان کی حیثیت سے اکرام و اعزاز کیا، اور اس نے ان کو یہ اجازت دی کہ مسلمان اپنی طبیعت کے مطابق دارالسلطنت میں سکونت اختیار کر سکتے ہیں، اور چینی عورتوں سے شادی بھی کر سکتے ہیں، اس زمانہ میں بہت سے مسلمانوں نے وہاں شادی کر لی، اور بعد میں ان کی نسل بڑھ کر شمالی چین میں پھیل گئی، آج ہم شمالی چین کے مسلمانوں کے قد و قامت اور صورت و شکل کو ترک اور تاتار کے مشابہہ پاتے ہیں، اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ ان میں ترک اور تاتاری خون ہو، قد لمبا، اور رنگ سرخ مگر زردی مائل ہے، اور وہ مسلمان جو وسط اور جنوب چین میں پائے جاتے ہیں، وہ خالص چینی ہیں، ان کا قد چھوٹا، اور رنگ زرد ہے، ان کی دائری بہت کم ہوتی ہے، مگر تھوڑی موچھ ضرور ہے، مگر وہ عمل میں سرگرم اور کام کرنے میں تیز ہیں، وہ بیکاروں کی طرح بیٹھنا نہیں چاہتے، اور کام سے خوش ہوتے ہیں، ان کی معاشرت بالکل چینی ہی ہے، غیر ممالک کے باشندے چینی مسلمانوں اور عام چینیوں میں فرق نہیں کر سکتے،

غرض کہ مسلمان جب سے چین میں داخل ہوئے، بغیر تبلیغ اور اشاعت کی طرف توجہ نہ کی ہو۔
 اون کی تعداد بڑھتی رہی، بات یہ تھی کہ وہ لوگ جو کہ قیہ بن مسلم کے زمانہ میں مسلمان ہو چکے تھے برابر
 ترکستان سے چین کی طرف ہجرت کرتے رہے، اور وہ مسلمان جو خرسان سے آئے تھے فوجی ہم
 کے انجام دینے کے بعد دار السلطنت چین میں سکونت اختیار کر لی، ان کے واسطے مغفور چین نے
 ایک خاص دارالضیافہ بھی تعمیر کرایا، عمارت کے مکمل ہونے کے بعد تمام شہروں اور بازاروں میں
 سنا دی کرادی گئی کہ وہ مسلمان جنہوں نے جنگ میں اپنی بہادری اور جوہر دکھایا ہے، وہ بادشاہ چین
 کے ہمان ہیں، اور ہمان خانہ میں رہیں گے، اس میں ان کیلئے عبادت خانہ بھی ہے، جس میں وہ
 عبادت کر سکتے ہیں۔“

یہ لوگ اپنے وطن واپس نہیں گئے، بلکہ چین کے دارالسلطنت میں رہ کر شادیاں کر لیں اور
 وہیں بس گئے۔

چین میں اشاعت اسلام کے متعلق اور ایک روایت ہے کہ ”دو چوئنگ کے زمانہ میں
 (۸۴۱ء - ۸۴۷ء م) ہزاروں مسلمان ماوراءالنہر سے چین کی طرف ہجرت کر کے آئے، اور بادشاہ
 چین سے درخواست کی کہ ان کو اپنی رعایا میں شامل کر لیا جائے۔ بادشاہ چین نے ان کی درخواست
 منظور کر لی، اور کانسو (KANSU) اور شنسی (SHENS) (دو سو ہون
 کو اون کی سکونت کے واسطے مقرر کر دیا، عمل اور کسب معاش میں وہ بالکل آزاد تھے، اون کو
 یہ بھی اجازت تھی کہ جہاں وہ رہیں، وہاں شادی کر لیں، چینی عورتوں کے ساتھ شادی کرنے
 کی وجہ سے اون کی تعداد بہت بڑھا گئی، یہاں تک کہ وہاں مقاموں میں پہنچ گئے، جہاں ان کو
 جانے کی اجازت نہ تھی، چونکہ چینیوں کے ساتھ غلط طرز رہنے کی وجہ سے انھوں نے چینی معاشرت
 اختیار کر لی تھی اور ہر بات میں اون کی نقل کرتے تھے، بجز طرز عبادت میں، ان میں اور غیر مسلمانوں

میں سیاسی ہم آہنگی اور معاشی اتحاد تھا، مسلمانوں کے چین میں داخل ہونے کے دن سے ۱۸ صدی تک ان میں اور غیر مسلمانوں میں کوئی سیاسی کشمکش نہیں ہوئی، مگر ۱۹ صدی کے بعد سے ان میں بہت سے حوادث پیش آئے جو باپنجو حکام کے دباؤ اور ظلم سے رونما ہوئے، ان کا بیان آگے آئیگا، عہد تانگ کے حکمران نے کس طرح مسلمانوں کے ساتھ سلوک کیا، قاری مین کرام ذیل کے الفاظ سے معلوم کر سکتے ہیں: "تھون جیان" (THUNG CHIAI) تاریخ دولت تانگ میں لکھتے ہیں:-

"ہزاروں مسلمان دارالسلطنت میں ہمان کی حیثیت سے رہتے ہیں، ان کے لباس اجنبیوں کے لباس ہیں، وہ دن رات چینوں کے ساتھ مل جل کر رہتے ہیں، شہر چانگ ان (CHANG AN) میں مسلمان تاجروں کی تعداد، ہمان کی تعداد سے دو گنی ہے، بادشاہ چین نے ان کے لئے خاص سرے تعمیر کر رکھے ہیں، اور وہ اس میں رہتے ہیں، ہان خانہ کا کیا کہنا، وہ ایک شاندار عمارت ہے، جس کی بدولت شہر کی عظمت اور بازاروں کی شان بڑھتی ہے، اس عمارت میں مسلم ہمان رہتے ہیں، ہان خانہ کے تمام مصارف شاہی خزانہ سے آتے ہیں۔"

بحری راستہ سے مسلمانوں کا آنا

مذکورہ بالا مختصر بیان ان مسلمانوں کے متعلق تھا جو خشکی کے راستہ سے چین میں آئے اب ہم دیکھیں گے کہ بحری راستہ سے ان کا آنا کیسے ہوا، اور کس طرح جنوب چین میں اسلام کا جھنڈا گاڑ دیا گیا، اور دین اسلام یعنی دین انسانی کو وہاں پھیلا دیا گیا، چین جانے کیلئے مسلمانوں نے صرف خشکی ہی کو اختیار نہیں کیا تھا بلکہ بحری راستہ سے

بھی گئے تھے، عرب قرون وسطیٰ میں جو ملاحی اور تجارت میں مشہور تھے اپنے مال، ورسا، ان کشتیوں اور
 جہازوں پر لا کر بھر ہند، جاوا، جزائر شرق الہند سے ہوتے ہوئے اور "نان ہائی" (NANHAI)
 سے گزرتے ہوئے جنوبی چین کے بندرگاہ "کنٹن" (CANTON) پہنچ جاتے تھے، بحری تجارت
 بلا د عرب اور چین کے درمیان ظہور اسلام سے قبل قائم تھی، اسلام جو جزیرہ عرب کا ایک ذہنی
 روحانی اور عمرانی انقلاب تھا، ساتویں صدی مسیحی کے شروع میں "واد غیر ذی ذرع" سے نکل،
 اور ایک سیلاب بے پناہ کی طرح بلا د عرب کے قرب و جوار میں پھیل کر ایسا جڑ پاڑ یا جیسا کہ نوہا
 زرخیز زمین میں، وہ بڑھا، کھلا اور پھل لایا، اور اس کے پھل سے دنیا کے لوگوں کو روحانی اور ذہنی مسرت
 حاصل ہوئی، وہ ایک میٹھا چشمہ تھا، دنیا کے مصیبت زدہ اور کڑے گھونٹ پینے اور تلخ زندگی
 میں مبتلا رہنے والوں کو اس سے بہتر جان بخش اور نجات دہندہ چشمہ نہیں مل سکتا تھا، چنانچہ سب اس کے
 ارد گرد جمع ہوئے اور اس آب حیات سے سیراب ہو کر اپنی اجتماعی زندگی کی تجدید کی، چین اگرچہ
 ایک دور افتادہ ملک تھا، لیکن اہل چین اسلام کے فیض سے محروم نہیں تھے، کیونکہ ان لوگوں نے خشک
 دل شوق سلام اور شغف دین سے بھرے ہوئے تھے، توحید کا پیغام لے کر مشرق بعید کا رخ کیا،
 اور سمندر پار کر کے جنوبی چین کا دروازہ کھٹکھٹایا، تاکہ اسلام کے مہذب کو وہاں نصب کریں،
 اور توحید کی آواز کو وٹنی جینیوں کے معبد میں بلند کریں۔

ہمدانک میں مسلم مبلغین جو بحری راستہ سے چین آئے تھے اور جن کا ذکر چینی تاریخ سے مل سکتا
 ہے، چار ہی تھے، انھوں نے تائی چونگ (ALCHONG) کی حکمرانی کے زمانہ میں (۶۶۷ء)
 اپنے قدم مبارک ساحل چین پر رکھے اگر ان کے آنے کے زمانہ کا ان لوگوں کے آنے کے
 زمانہ کے ساتھ مقابلہ کیا جائے خوشگلی کے راستہ سے چین آئے تھے، تو ہم اول الذکر کے زمانہ کو مؤخر الذکر
 کے زمانہ سے مقدم نہ پائیں گے، کیونکہ بحری راستہ سے جو لوگ آئے تھے وہ خلفاء راشدین کے

زمانہ میں تھے خشکی کے راستہ سے جو لوگ آئے تھے وہ خلفائے بنی امیہ کے زمانہ میں جبکہ یہ چار مبلغ
چین میں داخل ہوئے، تو ان میں ایک شہر کنتن (CANTON) میں سکونت اختیار کر لی،
دوسرے نے شہر یانگ چاؤ (YANG CHOW) میں اور تیسرے اور چوتھے نے شہر چوانگ چاؤ
(CHUANG CHOW) میں آج ہم کو شہر کنتن میں ایک پرانی مسجد جو "وامی شن زی" کے
نام سے موسوم ہے نظر آتی ہے اور اس میں ایک اونچا منارہ ہے جس میں اذان کی آواز
آج تک گونجتی رہتی ہے، ان دونوں چیزوں میں عرب کے فن تعمیر کی جھلک نظر آتی ہے،
لفظ زی کا مفہوم مسجد ہے اور "وامی" کا مفہوم یاد اور شن کا مفہوم پیغمبر
اگر ہم ان نقطوں کو اردو ترتیب دیں، تو "مسجد یادگار پیغمبر" بن جاتا ہے، اس مسجد کے متعلق یہ
روایت ہے کہ اول مبلغ سعد بن ابی وقاصؓ نے اس مسجد کی بنا ڈالی تھی، کیونکہ انھوں نے
شہر کنتن کو اپنی تبلیغ کا مرکز بنایا تھا، اور وہاں سے جنوبی چین کے مختلف حصوں میں اسلام
کی اشاعت کی۔

مؤلف لیوئی (LUI T'CHEE) نے جس نے ۱۷ویں صدی میں اپنی کتاب چینی زبان

میں سیرت بنی (CHEE CHEA SHEEHUZO) میں لکھا ہے کہ "سعد بن ابی
وقاص شہر کنتن میں ایک عرصہ تک رہنے کے بعد بلا وعرب واپس تشریف لے گئے تھے، اور
حضرت عثمانؓ خلیفہ ثالث نے ان کو سرکاری طور پر بادشاہ چین کے پاس بھیجا، وہ چین کے
دارالسلطنت گئے اور بعد میں واپس تشریف نہیں لاسکے، بلکہ کنتن میں اگر انتقال فرمایا اور
وہیں دفن ہوئے، کنتن میں ایک پرانا مقبرہ ہے جو حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کی طرف

سے فاطمہ الانبیاء کا حقیقی تذکرہ، اس مقبرہ کے متعلق شک ہو کہ آیا یہ سعد بن ابی وقاصؓ کا ہو یا نہیں، بعض لوگ
کہتے ہیں کہ ان کا مقبرہ یقین میں ہے جو مدینہ منورہ کے اندر ہے، بعض روایت ہو کہ ان کا مقبرہ "طخان" میں ہے اور بعض
ترکستان کے مسلمان اسکی زیارت کرتے ہیں، (دیکھو صفحہ ۷۰، ج ۱، مجلد ۴ نور الاسلام القاہرہ) جہاں تک مسجد کا تعلق ہے اس میں کسی
قسم کا شبہ نہیں کیا جاسکتا، کیونکہ وہ کتبہ جسکی دیوار پر لگا ہوا ہے خود اسکی شہادت دیتا ہے،

منسوب کیا جاتا ہے، یہ اور بسحد و یادگارین ہیں، جو اپنی زبان حال سے موجود
 چینی مسلمانوں کو یاد دلاتی ہیں، کہ دین الہی اور توحید کی تعلیم جینیون کے دنوں میں اب تک اچھی
 راسخ نہیں ہوئی ہے، اس واسطے فرزندِ اسلام کا فرض ہے کہ وہ اس کام کو جاری رکھیں
 جس کو حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے تیرہ صدی سے قبل شریع کیا تھا اگرچہ اب تک چینی مسلمانوں
 میں ایسی تحریک رونما نہیں ہوئی جو لوگوں کو تعجب اور حیرت میں ڈالے لیکن توحید کی چٹکاریاں
 چینی مسلمانوں کے سینوں میں موجود ہیں، وہ کسی نہ کسی وقت شعلہ بن کر تمام وثنیٰ معابد کو خاک کر دیں اور
 سرزمین چین میں سولے توحید کے نور کے اور کچھ باقی نہ رہیں گے، انشاء اللہ

ہاں! ہم نے ذکر کیا تھا کہ دوسرے مبلغ نے شریانگ چاؤ میں سکونت اختیار کر لی تھی، اس وقت
 اس شہر کو کوئی خاص اہمیت حاصل نہیں ہے، لیکن ساتویں اور آٹھویں صدی میں یہ چین کے بڑے
 بندرگاہوں میں شمار کیا جاتا تھا یہ دریائے یان سی کے نیچے واقع ہے، کشتی آسانی سے وہاں پہنچ
 سکتی ہے، اور یہ بات مشہور تھی کہ عرب ملّاہ اور تاجر تھے، وہ اپنے مال کشتی میں لیا کر شہر کنتن
 اور یانگ چاؤ پہنچ جاتے تھے، عرب تاجر اکثر کاروبار کے واسطے یانگ چاؤ ہی میں جمع ہوتے تھے
 ان کی آمد و رفت کی کثرت سے شریانگ چاؤ کی جنگی کی آمدنی کئی گنی بڑھ گئی تھی، دوسرے مبلغ
 جب وہاں پہنچا تو اسکو اپنا مرکز بنالیا، اور وسط چین میں اسلام پھیلانے کی کوشش کی،

تیسرے اور چوتھے مبلغ چوان چاؤ (CHUAN CHOW) میں رہتے تھے، یہ شہر بھی جنوبی
 چین کا ایک بندرگاہ تھا، آٹھویں اور نویں صدی میں یہ مشرقی اور مغربی لوگوں کے لئے ملاقات
 کی جگہ تھی، یہ وہ مقام ہے جہاں مغربی مشرقی اور اسلامی تمدن کی آمیزش شروع ہوئی تھی،
 آج جو لوگ چین کی تہذیب و تمدن کے مطالعہ کرنے کی غرض سے آتے ہیں وہ ضرور چوان چاؤ
 کی سیر کرتے ہیں، اس امید پر کہ انکو کوئی پرانی یادگار مل جائے جس سے اس کا مطالعہ کرنے میں

مدد دے سکے کہ یہ تین تمدن کی آمیزش کیونکر ہوئی تجارتی مرکز ہونے کی وجہ سے یہاں مشرق مغرب کے لوگ، افریقی، ایرانی، عرب اور ہندوستانی تاجر عموماً جمع ہوتے تھے، اس زمانہ میں یہاں بہت سے عربوں کے آثار اور یادگاریں پائی جاتی ہیں، بنغلہ ان کے وہ پتھر جنکو اس شہر کی دیواروں اور بازاروں میں لگا رکھے ہیں، بعض پتھروں پر عربی حروف کندہ ہیں، اور اگر ہم خاندان سونگ (SUNG DYNASTY) کی تاریخ اٹھا کر دیکھیں تو ان میں بعض ایسے اقوال پائے جاتے ہیں جو ان عربوں کے متعلق لکھے گئے ہیں جنہوں نے اس زمانہ میں وہاں سکونت اختیار کر لی تھی، وہ یہ ہیں:-

”مسلمانوں کی عادات یہ ہیں کہ وہ اپنے فرزندوں کو فلان ابن فلان ابن فلان کے

نام سے پکارتے ہیں اور اپنی دختر کو فلان بنت فلان بنت فلان کے نام سے۔“

عرب خون اہلک وہاں کے بعض خاندانوں میں پایا جاتا ہے،

اس کے ”جن خون من“ (باب الکرامۃ) کے باہر ایک اونچا سا پہاڑ ہے جس پر ایک پرانا مقبرہ ہے، خیال کیا جاتا ہے کہ یہ اس مبلغ کا ہو گا جو سب سے اول یہاں آیا تھا، اس مقبرہ کے نیچے بہت سے کتبے ہیں، جو کہ نسلاً بعد نسل مسلمانوں کی طرف سے نصب کئے گئے ہیں، وہ مختلف زبان میں ہیں، بعض عربی میں، اور بعض چینی میں، جو کتبہ ذکر کے قابل ہے، وہ ہے جسکو حاجی جنہا

نے یہاں نصب کیا تھا، حاجی جنہا کون تھا؟ وہ ”من تائی جو“ (MINTAICHU) کا درباری

تھا، من تائی جو کے انتقال کے بعد وہ خاندان منگ کے تیسرے حکمران جن جو (JINCHU)

کے عہد تک رہا، جن جو نے ان کو سفیر تھار بالرائے بنا کر مغربی ممالک کو بھیجا، وہ جاوا اور جزائر

ملا یا ہوتا ہوا عربستان پہنچا، اور غالباً تختہ من جج کر کے واپس آیا، اس لئے اس کو حاجی کہتے ہیں

مذکورہ بالا بیان سے ہم اس نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں کہ ”جوان چاو“ جنوبی چین میں اشاعت اسلام

کارکن رہا ہے۔ بیشک آج کل وہاں کے حالات بدلی گئے ہیں، اور وہ شان و عظمت جو آٹھویں اور نویں صدی میں وہاں نظر آتی تھی آج بالکل مفقود ہے۔ یہاں تک کہ بہت کم لوگ اسکی طرف توجہ کرتے ہیں، لیکن وہاں ایک پرانی مسجد باقی ہے، اگر ہم اس کی دیوار کھنڈہ پر غار نظر ڈالیں تو ہم ضرور متعجب ہونگے جب کہ ہم اس میں کندہ کئے ہوئے عربی حروف دیکھیں گے، یہ عربی حروف اسلامی اور عربوں کی عمرانی یادگار ہیں آنے والے اور زیارت کرنے والے، اس سے عبرت حاصل کرتے ہیں، اور اسے دیکھ کر گزری ہوئی شان اور پرانے زمانہ کی عظمت کی تصویر ہماری نظروں کے سامنے پھرتی نظر آتی ہے۔

ہم کو اس بات میں شک نہیں ہے کہ عہد تانگ میں جو مسلمان آئے تھے ان کی تعداد زیادہ نہیں تھی، اور تجارت ذریعہ نہ تھا جس نے انکو اس دشمنی زمین میں آنے پر آمادہ کیا اور جسکے ذریعہ سے انھوں نے اہل چین میں اسلام پھیلایا، ہم کو اچھی طرح معلوم ہے کہ اس زمانہ میں عربوں کو ملائی اور تجارت کا شوق تھا، جہاں کہیں ان کو ہندی نظر آتی تھی، وہاں جاتے تھے، اور جہاں کہیں انکو تجارتی بندرگاہ ملا، فوراً وہ اپنے مال کی کشتیاں وہاں لیجاتے تھے اور دولت کمانے کی کوشش کرتے تھے، دولت کمانے کے خیال سے وہ عموماً چین میں باقاعدہ سکونت اختیار کرتے تھے، اور عرصہ تک وطن جانے کا نام نہیں لیتے تھے، چونکہ ان کو چین میں رہنا پڑتا تھا، اس لئے وہ اکثر یہ کرتے تھے کہ اپنے اہل و عیال کو چین میں بلا لیتے تھے، یا جہاں وہ رہتے تھے، وہاں شادی کر لیتے تھے، اور ایسی حالت میں اکثر لوگوں کو واپس جانا محال ہوتا تھا، اور ان کو مجبوراً چین میں زندگی گزارنا پڑتی تھی جب چین میں کوئی فتنہ اٹھتا یا کوئی سیاسی انقلاب رونما ہوتا، تو وہ بھی عام چینیوں کی طرح مصیبت کے بھنور میں بھنس جاتے تھے، اور گردش زمانہ کا پیچ و تاب کھاتے تھے، چنانچہ دولت تانگ کی تاریخ میں یہ ذکر ملتا ہے :-

”شین کون (SHEN KUN) نے شاہ زین یوانگ (ZIN YUANG)

کی تخت نشینی کے پہلے سال (۱۶۴۴ء) حکومت کے خلاف بغاوت کر دی اور شہر این چاؤ پر حملہ کیا اور سکاو لوٹ کر جلا ڈالا، اس مصیبت میں جو عرب اور ایرانی تاجر تباہ ہوئے، انکی تعداد ہزاروں کی تھی، اور ان کی موت نہایت دردناک موت تھی.....“

ان مسلمانوں کے متعلق جو عہد نامہ میں چین آئے تھے، معلومات کم ملنے کی وجہ سے ہم زیادہ تفصیل کے ساتھ نہیں لکھ سکے، مگر چند سطر بن بیان اور اضافہ کر دیتے ہیں، مسلمانوں کے آنے کا راستہ خشکی پر منحصر نہ تھا، بلکہ دریائی راستہ ان کے لئے بھی کھلا تھا، جو لوگ دریائی راستہ سے آئے، انکو دو جماعتوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے، ایک جماعت شہر کتین میں رہی اور وہاں سے صوبے کوآننگ (KIANG SI) فوکیئن (FUKIEN) اور چکیانگ (CHEKIANG) میں اسلام پھیلانے کی کوشش کی، اور دوسری جماعت نائنگینگ گئی، اور وہاں سے صوبے آن ہوئی (ANHUI) کیانگ سی (KIANG SI) ہوپہ (HUPEH) اور ہونان (HUNAN) میں توحید کی آواز پہنچائی،

جو لوگ وسط ایشیا عبور کر کے شمال چین پہنچے، صوبہ کانسو (KAN SU) شنسی (SHAN SI) مغربی پنجوریہ میں بس گئے، شمال چین میں ہی اسلام کا مرکز تھا جہاں سے اسلامی تعلیم کا صوبہ ہونان (HONAN) چلی (CHILI) شانگ تاگ (SHAN) پنجوریہ اور متھوریہ میں نفوذ ہوا، ان مقامات میں مسلمانوں کا خاص اثر تھا، اگرچہ موجودہ زمانہ میں ان پر کچھ محدود طاری ہے، لیکن شرقی متھوریہ اور مغربی پنجوریہ میں ان کا اثر باقی ہے، اور ان کی قوت زائل نہیں ہوئی ہو۔

جس صوبہ میں مسلمانوں کی قوت اور سطوت غیرون سے زیادہ تھی، وہ صوبہ یون نان

(YUN NAN) ہے جو برما کے ساتھ مل ہوا ہے۔ اس صوبہ میں ۱۸۵۶ء میں ٹوئن شوی (TWEEN SHUY) کا ظہور ہوا، اس نے حکومت باینجو کے خلاف بغاوت کر دی شاہی فوجوں کو شکست دیکر اس نے یون نان میں ۲۴ سال تک حکومت کی ڈالیفو (DALIFU) اس کا مرکز تھا یہ اپنی قوت زیادہ دیر تک نہیں جاسکا، اس لئے کہ یون نان فوج کے مسلمانوں نے مایونون (MAYULUN) کی زیر قیادت اس کی سخت مخالفت کی، آخر طرین میدان جنگ میں اترے، شاہی فوج یہ موقع غنیمت سمجھ کر دونوں پر ٹوٹ پڑی، اور نہایت برے طریقے سے دونوں قتل کر دیئے گئے آپس کے اختلافات نے ان کا خاتمہ کر دیا، اگر یہ نہیں ہوتا تو آج تک مسلمانوں کی پوزیشن باقی رہ جاتی،

محمد سلیمان کے زمانہ میں یون نان کے بہت سے مسلمان صوبہ سی چوان (SYE CHUAN) ہجرت کر کے آئے، اور انھوں نے دہان جا کر اسلام کا پودا لگایا، یہ پھوسٹ کر ایک شاندار درخت بن گیا اور اس کی بہت سی شاخیں نکلی آئیں، یہاں تک کہ ایک طرف کانسو کے ساتھ ملا دیا، اور دوسری طرف صوبہ کوئی چاؤ (KUI CHOW) اور کوانگ ٹانگ (KUANG TUNG) کے ساتھ اس تعلق کے پیدا ہونے سے شمال مغربی چین اور جنوب مغربی چین کے کوہ و دشت میں توحید کی آواز گونج گئی، اور ان کے پہاڑوں اور وادیوں میں رسول اللہ صلیم کی ذکر کی بازگشت ہوئی آج ہم چین میں کوئی صوبہ ایسا نہیں دیکھتے ہیں جس میں اذان کی آواز نہ سنائی دیتی ہو، اور کوئی ایسا مقام نہیں پاتے ہیں جہاں خانہ خدا نظر نہ آتا ہو، اور اس میں نعمۃ اسلام یعنی نعمۃ اللہ نیت نہ گونجتا ہو،

۴ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ بابرین میں (۲۹)

اب تک ہم یہی بحث کرتے رہے کہ مسلمان کیسے چین میں داخل ہوئے، اور کس طرح وہاں اسلام کی اشاعت کی، مگر اس کے متعلق ہم نے کچھ نہیں کہا کہ وہ کون سے سال میں داخل ہوئے، بیشک یہ ایک مشکل سوال ہے۔ کسی نے اب تک اس کو حل نہیں کیا ہے، اس کے متعلق جو کچھ عربوں نے کہا ہے، اس کے لئے کوئی دلیل ثابت اور برہان قاطع نہیں ہے، اور مستشرقین کا تو کوئی اعتبار نہیں، کیونکہ وہ رائے اور قیاس میں مغرب کی تقلید کرتے ہیں، اور تاریخ اسلام اس مسئلہ پر ساکت ہے، اور کچھ نہیں کہا، چینی مورخین کی رائے مختلف ہے، ان کا اختلاف دو وجود پر مبنی ہے، ایک تو یہ کہ چین کی پرانی تاریخ میں ان مسلمانوں کے متعلق بہت کم ذکر ملتا ہے جو عہد ٹانگ میں آئے تھے، اور دوسرے یہ کہ عہد یوان میں ایک عرصہ تک ہجری جنتی مشعل ہوئی تھی، اگرچہ چینی جنتی اور ہجری جنتی دونوں نظام قمری پر مبنی ہیں، لیکن ان میں ایک بڑا فرق ہے، وہ یہ کہ چینی جنتی میں سنہ کبیہ ہوتا ہے اور یہ ہجری جنتی میں نہیں ہے، چینی جنتی کا سنہ کبیہ انگریزی سنہ کبیہ کی طرح نہیں ہے، کیونکہ مؤخر الذکر میں ہر تین سال کے بعد صرف ایک دن ماہ فروری میں زیادہ کیا جاتا ہے، لیکن اول الذکر میں ہر تین سال کے بعد پورا ایک مہینہ اضافہ کیا جاتا ہے، یعنی جس سال سنہ کبیہ ہو اسی سال ۱۲ مہینہ کے بجائے ۱۳ مہینے ہوتے ہیں، اس واسطے چینی اور ہجری تاریخ کے ہر تین سال کے دو میں ایک مہینہ کا فرق ہوتا ہے اور ہر تیس سال کے دو میں ایک سال کا فرق، ہر تین سو سال کے دو میں دس سال کا، اور علیٰ ہذا القیاس، چینی مورخین عموماً چینی اور ہجری جنتی کا فرق نہیں کرتے، اسلئے جب تاریخ کے متعلق حساب لگاتے ہیں، وہ اکثر غلطی کرتے ہیں۔

بعض چینی مورخین کا خیال ہے کہ مسلمان کاٹی وانگ (KAIWANG) کے زمانہ میں آئے تھے۔ (۵۸۹-۶۴۰) بظاہر یہ بیان غلط معلوم ہوتا ہے، کیونکہ، سدوم کا ظہور سنہ ۶۳۲ء میں ہوا تھا، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ کو ہجرت کی، نبوت سے قبل یہ ناممکن تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ادھر ادھر بھیج کر دین کی اشاعت کرین بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ سنہ ۶۳۲ء میں جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ بھی نہیں کیا تھا، چین میں اپنے وفد بھیجے، جہاں تک میرا خیال ہے چینی مورخوں نے چین کے حساب میں غلطی کی ہوگی، ورنہ وہ لوگ جو ۵۸۹-۶۴۰ کے درمیان بلاد عرب سے چین آئے، وہ مسلمان نہ تھے بلکہ دشمنی عرب تھے،

چین کا موجودہ مورخ پروفیسر چین یوان (CHINYUAN) کہتا ہے کہ مسلمان نے سرکاری طور پر سنہ ۶۵۱ء میں اپنے وفد شاہ چین کے پاس بھیجے، اور وہ چین کے پایہ تخت جانگ آن (CHANG AN) میں حاضر ہوئے، پروفیسر چین یوان کا یہ قول صحت کے قریب ہو، اور مسلمانوں نے بھی اسکو قبول کر لیا ہے، اگر ہم سنہ ۶۵۱ء کو ہجری سنہ کے ساتھ مقابلہ کریں، تو سنہ ۶۵۱ء کو ہجری کا ۲۹۹ دان سال پائیں گے،

اس قول کے مطابق ہمارا قیاس غالباً غلط نہیں ہوگا، کہ مسلمان بحیثیت مبلغ کے سنہ ۶۵۱ء سے قبل چین میں پہنچ چکے تھے، اور بحیثیت سرکاری سفیر کے سال مذکور میں دربار چین میں حاضر ہوئے، مسلمانوں کے پہلے وفد کے رئیس سعد بن ابی وقاش ہی تھے کیونکہ پہلے وہ ایک عرصہ تک شہر کنٹن میں رہ چکے تھے، اور چین کے حالات سے اچھی طرح واقف تھے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ان کو وفد کا رئیس بنایا ہوگا، دربار چین میں حاضر ہونے کے بعد وہ کنٹن میں واپس آئے، اور بادشاہ سے اجازت لیکر غنوں نے یادگار بنی "سعد بن ابی" تاکہ اسلام کے معتقد

صبح و شام اس میں اللہ کی حمد و ثنا کریں۔ یہ مسجد اسلامی تمدن کی یادگار تھی جس کو سعد بن ابی وقاص نے چھوڑا، اور اس وقت چینی مسلمان حضرت سعد ابن ابی وقاص کا نام احترام کے ساتھ لیتے ہیں اور ان کی بنائی ہوئی مسجد ان کے لئے آب حیات کا چشمہ ہے جس کی وجہ سے وہ اب تک زندہ ہیں اور قنابین ہوئے،

دوسرا باب

مختلف عہدوں میں چین اور مسلمانوں کے تعلقات

۱۔ عہد سونگ میں (۱۲۷ء تا ۹۶۰ء)

اوپر ہم ذکر کر چکے ہیں کہ عہد ٹانگ میں مسلمان کیسے آئے، اور کیونکر اسلام کو چین کے طول و عرض میں پھیلایا، اب ہم قارئین کرام کی توجہ مختلف عہدوں میں چین اور مسلمانوں کے تعلقات کی طرف مبذول کرتے ہیں، اس باب میں ہم مسلمانوں کے ان حالات کے بیان کرنے کی کوشش کریں گے جو عہد ٹانگ کے بعد سے انقلاب چین تک (۱۹۱۱ء) ان کے سامنے پیش آئے تھے اور ان تعلقات کا ذکر کریں گے جو ان کے اور حکمران چین کے مابین قائم تھے،

خاندان ٹانگ کی حکومت کا شہ ۹۰۷ء میں خاتمہ ہو چکا تھا، اور اس کے بعد دو تائی (T'AI) تخت چین پر متمکن ہوا، اس کی سلطنت چھوٹی اور کمزور تھی، صرف ۵۳ سال تک ہی اور ۹۶۰ء میں اس کا خاتمہ ہوا، اس سال خاندان سونگ نے آگراؤن کو تخت چین سے تارک خود حکومت چین کی نگام اپنے ہاتھ میں لے لی، اور اون کی حکومت ۱۲۷۹ء تک رہی، یعنی مورخین کہتے ہیں کہ اس خاندان کے دوسرے حکمران تائی چونگ (TAI CHONG)

کے زمانہ میں کاغذیہ کے کم بقرخان نے (کاغذیہ اس زمانہ میں والی خراسان کے ماتحت تھا)،
 چینی ترکستان پر حملہ کیا اور اس پر حملہ کر کے اپنے ماتحت کر لیا وہاں کے باشندوں کو غلام بنایا، اور
 شمال و جنوب، تیان شان، کوادون کی سکونت کے لئے مقرر کر دیا، چونکہ اون میں سے اکثر مسلمان
 تھے، اس لئے انکو آزاد کر دیا اور انکو یہ اختیار دیا گیا کہ جہاں ان کا جی چاہے رہ سکتے ہیں، آج چینی ترکستان
 اور کانسو میں ایک مسلم قبیلہ جو تونگان (دونغان) کے نام سے مشہور ہے موجود ہے، لوگوں کا
 بیان ہے کہ یہ قبیلہ ان لوگوں کی اولاد ہے جنکو بقرخان نے قید کر دیا تھا، (۱۸۹۶ء)
 ۱۸۹۶ء میں صفرخان حاکم بخارا جو غزترک کے قبیلہ سے تھا، چین کے دارالسلطنت میں
 آیا، اور بادشاہ چین کی زیارت کی جس کی وجہ سے حکمران چین اور مسلمانوں کے تعلقات اور
 مضبوط ہو گئے، زن چونگ جو کہ خاندان سونگ کا چوتھا حکمران تھا، صفرخان کا شاندار
 استقبال کیا، اور دربار میں اس کو خاص مہمان کی حیثیت سے رکھا، اون کی دوستی و تعلقات ایسے
 باندھے گئے کہ بعد میں کبھی نہیں ٹوٹے،

صفرخان کے دو لڑکے تھے، ایک کا نام میسری اور دوسرے کا سیف الدین تھا، بادشاہ
 چین زن چونگ نے میسری کو ریاست "لو" (Loo) کا حاکم مقرر کر دیا، ریاست "لو"
 آج کل کا صوبہ شانگٹانگ ہے، اور اس کو "لو کوکون" (یعنی امیر ریاست "لو") کا خطاب دیا
 اور سیف الدین کو جو جینگ (یعنی صاحب البرکت و الکرامتہ) کے خطاب سے مشرف کیا، سیف الدین
 کے ایک لڑکا تھا جو شمس شاہ کے نام سے موسوم تھا، اس کو تاتاروں کے محافظ کا خطاب
 دیا گیا، شمس شاہ کی اولاد میں سے ایک کا نام کمال الدین تھا، خاندان سونگ کے دسویں
 حکمران گو چونگ نے اس کو امیر الفوج بنایا، اور کمال الدین کے فرزند محمود کو ریاست جیونجینگ

جو آجکل صوبہ سی چون ہے، کا حاکم مقرر کیا، محمود کو اس ریاست کا حاکم بنانے کی وجہ یہ تھی کہ اس زمانہ میں جنوبی مغربی چین میں ایک قبیلہ کن کا ظہور ہوا، یہ قبیلہ چین کے مغربی سرحد پر برابر حملہ اور یورش کرتا تھا، بادشاہ کو خوب معلوم تھا کہ صرف مسلمان ہی ان سرکشوں کو ٹھیک کر سکتے ہیں، چنانچہ اس نے محمود کو ریاست جیون چونگ کا حاکم بنایا، اور اس کو حکم دیا کہ ان سرکشوں کی قوت توڑنے کی تدبیر کرے، محمود یہ حکم پاتے ہی ایک ہزار سوار تیار کرے اور قبیلہ کن کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا، یہ اپنا لشکر مغربی چین کے جانب لگیا، اور قبیلہ کن پر حملہ کیا، فتحیاب ہو کر وہ دارالسلطنت آیا اور دوبارہ میں حاضر ہوا، اور خود بادشاہ چین اگر چونگ سے وہ جنگی واقعات بیان کئے جو اسکے اور اس کے دشمن کے درمیان ہوئے تھے، گو چونگ نے اس کے کا نام سے خوش ہو کر سکو حاکم ہان یان (صوبہ شانسی) کے منصب پر سرفراز کیا، محمود کے دولڑکے تھے ایک کا نام ناصر الدین اور دوسرے کا نام حسین تھا، اول الذکر کو "حافظ الامن" کے لقب سے اور موخر الذکر کو "دافع الملک" کے خطاب سے مشرف کیا، ناصر الدین نے دولڑکے چھوڑے، بیان، "اوزشار" بیان وی ان وانگ یعنی امین الملک کے لقب سے مشہور تھا، اور دوسرا "فان یوان وانگ" یعنی خادم الملک کے خطاب سے، بیان کا لڑکا سیدل تھا، وہ ریاست "تیان یان" (موجودہ یون نان) پر مامور ہوا،

غرض کہ خاندان محمود کی ہر پشت کو سلاطین سونگ کی طرف سے بڑا اعزاز اور اکرام ملتا رہا، ان کو بڑے بڑے عہدوں پر مقرر کیا جاتا تھا، اور وہ سلطنت کے ارکان اور بادشاہوں کے دست و بازو بنتے تھے،

جب یہ خبر چینی ترکستان کے مسلمانوں کے کانوں میں پڑی، کہ سلاطین چین مسلمانوں

کے ساتھ بے حد ملط و کرم کی پیش آئے ہیں تو ان میں سے اکثر نے دارالسلطنت کا قصد کیا تاکہ وہ
 شاہی فوج میں داخل ہو جائیں اور بادشاہ سے اعزاز و اکرام حاصل کرنے کی کوشش کریں، اس
 طرح سے بہت مسلمان چینی ترکستان سے ہجرت کر کے شمال مغربی چین آئے، اور وہاں کے مسلمانوں
 کی حیثیت کو مضبوط کیا۔

مسلمان عہد یوان (مغل) میں (۱۲۶۰-۱۳۶۸ء)

قائدان سونگ کے زوال کے بعد جب مغل لوگ تخت چین پر بیٹھ گئے تو مسلمانوں کی تعداد زیادہ
 بڑھنے لگی وہ سب سے ان کا اثر بھی بڑھ گیا جینگز خان کے چین میں داخل ہوتے وقت اس کے ماتحت جو
 فوج تھی ان میں سے اکثر قبیلہ تونگان (دونغان) کے مسلمان تھے، اس کے جانشین اکتائی خان کے
 عساکر تقریباً سب مسلمان تھے، یہ لوگ مشرقی چینی ترکستان آکر بس گئے تیان شان کے شمال
 میں جن فرزند ان اسلام نے سکونت اختیار کی وہ چغتائی قائدان سے تھے جس کی اہلیت مغل تھی،
 عہد یوان کے امراء میں مسلمانوں کی تعداد کافی تھی، تائیچ یوان میں درج ہے کہ شاہ شین چو
 (۱۳۶۸ء) نے ایک شخص حسن نامی کو اپنا وزیر بنانا چاہا، مگر اس نے پہلے قبول نہیں کیا، کیونکہ حسن مغل
 دستور سے واقف تھا کہ دربار میں عموماً دو وزیر ہوتے تھے، ایک وزیر امین اور دوسرا وزیر اسیر اور
 وزیر امین کا رتبہ وزیر اسیر سے چھوٹا تھا، چونکہ بادشاہ کو صراحت تھی کہ حسن کو وزیر بنا دیا جائے، اس
 حسن نے صرف وزیر اسیر کا عہدہ قبول کیا، وزیر امین کے لئے بادشاہ نے ایک دوسرے شخص
 بطاش نامی ترک کو منتخب کیا۔

تائیچ یوان میں یہ بھی لکھا ہے کہ مجلس شوریٰ جو صوبائی حکومت سے متعلق تھی بادشاہ عموماً اس میں
 مغل مسلمانوں کو مقرر کرتا تھا، اگرچہ کوئی قابل اور لائق آدمی نہ مل سکتا تو ترک مسلمان منتخب

کئے جاتے تھے۔ اور اگر ان میں بھی نہ ملتا، تب ہونیوں کو شامل کر دیا جاتا تھا، عام طور پر ہونیوں کو چینی کہتے ہیں، ۱۲۵۱ء میں خلافت عباسیہ کا خاتمہ ہو چکا تھا، اور بغداد کو کے ہاتھ سے تباہ ہو چکا تھا، دارالخلافہ اور دولت اسلامیہ کے مرکز میں علمی زندگی بالکل فنا ہو چکی تھی، اور بغداد سولے ایک بے جان قالب کے اور کچھ نہیں رہ گیا تھا، ایسی حالت میں کسی کے گمان میں یہ نہیں آ سکتا تھا کہ عربی علوم اور فنون کی بعض شاخیں اس سرزمین میں بھی پائی جاسکتی ہیں جس کے اکثر باشندے دشمنی اور غیر مسلمان تھے لیکن ہم کو حیرت ہوتی ہے جب ہم بعض عربی علوم و فنون چین میں زندہ اور محفوظ پائے ہیں وہ علوم جو ذکر کے قابل ہیں، علم طب، علم نجوم و فن سپہگری وغیرہ ہیں۔

ہمدیوان کے تذکرۃ الامراء میں لکھا ہے کہ تایج کا محکمہ بادشاہ شی جو کی تخت نشینی کے پہلے سال (۱۲۲۱ء) میں قائم ہوا، بعد میں جب اس محکمہ کا کام بڑھ گیا تو بادشاہ نے چینیوں اور مسلمانوں سے پانچ افسر منتخب کر کے اس میں مقرر کئے کہ تایج ترتیب دینے میں مدد کریں ۱۳۱۲ء میں مسلمانوں کے لئے دارالاستقرار کی بنیاد ڈالی جس میں بڑے بڑے مسلمان مقرر ہوئے، محکمہ فوج میں بھی ہزاروں مسلمان کام کرتے تھے، جو فن سپہگری سے واقف تھے ۱۳۳۶ء میں توپچی کا عہدہ مسلمانوں کو سپرد کر دیا گیا، ۱۳۵۳ء میں محکمہ الفوج والبحر قائم کیا، تمام فوجوں کے لئے خاص خاص پستیاں ہوتی تھیں جو تین درجوں میں منقسم تھیں، درجہ اول کی پستی وہ تھی جس میں فوجی آدمیوں کے دس ہزار گھر ہوتے تھے، درجہ دوم کی پستی وہ تھی جس میں ہزار گھر ہوتے تھے، اور درجہ سوم کی پستی وہ تھی جس میں صرف تین سو تیس گھر ہوتے تھے، مسلمان فوجوں کے لئے درجہ اول کی ایک پستی اور درجہ دوم کی بھی ایک پستی تھی، اور درجہ سوم کی آٹھ پستیاں تھیں،

ان محکوموں کے علاوہ علم الہیہ کا ادارہ بھی تھا شاہ شی جو نے علوم نجوم کے ماہر جمال الدین کو

اپنے دارالسلطنت میں بلایا اور اس کو ادارہ علم الہیہ کی تنظیم کرنے پر مامور کیا، یہ ادارہ ۱۲۸۵ء

میں قائم ہوا، اور اس کو اس کا ناظم مقرر کیا، جمال الدین نے دار السلطنت میں ایک رصد گاہ بھی قائم کی جس میں وہ حرکت سیارات اور گردش افلاک کا مطالعہ کرتا تھا،

شاہی شفا خانہ میں صاحب الشفاء والعطا، کا عہدہ تھا، جو مریضوں کے علاج اور دوا تقسیم کرنے کا عام ناظم تھا، دو امین عموماً، فوجیوں، بکسوں، غریبوں اور یتیموں میں تقسیم کی جاتی تھیں، ۱۲۸۳ء میں دو مسلم افسر بھی شاہی شفا خانہ میں مقرر ہوئے، جو دارال علاج کے ذمہ دار تھے، دارال علاج دو شعبوں میں منقسم تھا، شعبہ ترتیب الادویہ اور شعبہ تقسیم الادویہ، ان دونوں مسلم افسروں میں سے ایک شعبہ اول کا نگران تھا اور دوسرا شعبہ دوم کا،

جہاں تک عدالت کا تعلق ہے، تاریخ یوان سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے لئے خاص عدالت تھی، چنانچہ یہ ذکر ملتا ہے کہ

”شیخ الہادی کا کام یہ ہے کہ مذہبی رسوم قائم کرے دعا و صلوات میں مشغول رہے، اور قرآن لوگوں کو سنائے، اور مقدمات جو بین تراضی القضاۃ کا فرض ہے، کہ ان کو فیصل کرے“

مذکورہ بالا باتوں سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حکومت یوان میں مسلمانوں کا شرکافی تھا، اور بادشاہ اہم اور ضروری معاملات میں ان سے مشورے لیتا تھا، اور ان کو بڑے بڑے عہدوں پر مقرر کرتا تھا،

مسلمان عہد منگ (MING) میں (۱۳۶۸ء - ۱۶۴۴ء)

عہد یوان کا خاتمہ ہونے کے بعد عہد منگ کا انبر آتا ہے، اس خاندان نے چین میں تقریباً تین سال تک حکومت کی، اس زمانہ کے مسلمانوں نے نہ صرف فوجی ملازمتوں میں کافی حصہ لیا، بلکہ

مدنی اور عمرانی عمدون میں بھی اپنی بیعت اور استعداد دکھائی۔ مدنی خدمات میں ان کے جوش اور شوق کا اس واقعہ سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ ۱۳۳۳ء میں چین شہر (CHIN SHUE) کا ان کا

ہوا، جو لوگ اس امتحان میں کامیاب ہوئے، ان میں صرف مسلمان دس سے زیادہ تھے۔
 تائیچینگ کے آخری حصہ میں ذکر کیا ہوا ایک شخص جس کا نام ابن عبداللہ تھا، شاہ مینگ مائی جو
 نے اوس کو ۱۳۳۸ء میں دارو علم البیتہ کا ناظم مقرر کیا، ابن عبداللہ کا ایک منیر تھا جس کا نام ایسا
 تھا، وہ اور اون کے چودہ رفقاء اس سال حبشہ کی ترتیب دینے میں مشغول ہوئے، بادشاہ نے مقام
 چین یوان (CHIN YUAN) میں ایک رصد گاہ بنائی، اور ایک شخص علی نامی کو اس کا

ڈائرکٹر مقرر کیا، ۱۳۶۵ء میں علی اور اس کے رفقاء کو جو دس آدمیوں پر مشتمل تھے، بادشاہ کے حکم
 سے دارالسلطنت بلائے گئے، وہاں جنہری کے متعلق اون سے مشورہ لیا گیا، اور گردش سیارات کی
 تحقیق کے لئے ان سے ناکہ کی گئی، ۱۳۸۱ء میں اس ادارہ کو دارالمشاہدہ کے نام میں تبدیل کر دیا

گیا، جو چار شعبوں میں منقسم تھا، (۱) علم نجوم، (۲) السائے المائے، (۳) کلندر عالم (UNIVERSAL)
 (۴) کلندر بحری، ۱۳۸۳ء میں حکمران چین میں مائی چو نے ہوہ چونگ (HEI)
 (۱) (CHEN CHONG) کو جو علامہ ننان تھے، اس کام پر مقرر کیا کہ بحری جنہری کے متعلق اور

کرہ ارض کے طول و عرض کے متعلق جو کتابیں عربی میں مل سکیں، اون کو چینی زبان میں منتقل کر دیں
 بات یہ تھی کہ ہان وو کی ابتدا میں جب امیر الفوج نے دارالسلطنت پر قبضہ کر لیا، تو احمد

یوان کے شاہی کتب خانہ میں بہت سی ایسی کتابیں پائی گئیں جو غریبی زبان میں تھیں، اور ان
 کتابوں کے متعلق لوگ بیان کرتے تھے کہ وہ قدیم علماء اور حکماء کی تصانیف ہیں جنہیں عقل و
 حکمت کی باتیں بھری ہوئی ہیں، اور عام گمان یہ تھا کہ کسی چینی کو یہ طاقت نہیں ہے کہ دن کی تپیل
 کر سکے، چونکہ مائی چو ایک دانش مند اور سمجھدار بادشاہ تھا، لہذا اوس نے اون کو محفوظ رکھنے

کا حکم دیا، آخر تحقیق سے یہ معلوم ہوا کہ یہ سب عربی کتابیں تھیں، مگر ان کی چونے علاقہ ہو یہ چونگ اور لار
اور شیخ المشایخ کو حکم دیا کہ ان کو چینی میں ترجمہ کر ڈالیں تاکہ کلنڈر عالم کی تدوین میں ان سے
مدد ملے، یہ واقعہ تاریخ مینگ کے ۳۷ ویں حصہ میں درج ہے، مگر یہ ترجمہ شدہ کتابیں کہیں چکیں
یا کسی کتب خانہ میں محفوظ ہیں، تحقیق طلب ہے۔

مذکورہ بالا بیان سے یہ بات ثابت ہے کہ عہد مینگ میں اسلامی علوم و فنون کو خاص
اہمیت حاصل تھی، نہ صرف حکام ان سے دلچسپی لیتے تھے، بلکہ بادشاہ وقت بھی ان کے پھیلنے
میں حتی الامکان امداد کرتے تھے،

مسلمان عہد مینگ (مانچو) میں ۱۹۱۱-۱۹۴۴ء

خانان مینگ کے زوال کے ساتھ چینی مسلمان بھی عزت کے آسمان سے ذلت
کی زمین پر گر پڑے، ان سے ذہنی اور عملی آزادی کی نعمت اس طرح چھین لی گئی، جیسی کہ خانان
مینگ کی سیاسی قوت اور اعزاز و اکرام جو سب سے قبل مسلمانوں کو ملا کرتا تھا، اس کے بعد وہ
ان کے لئے عذاب الیم اور عتاب عظیم کا باعث ہوا،

پچ تو یہ ہے کہ خانان مانچو جس کو اس سے پہلے حکومت نصیب نہیں ہوئی
تھی، اور جس کو عام چینی ایک اجنبی قوم سمجھتے تھے، تخت چین پر متمکن ہونے کے بعد اس کا
بانی یہ خواب دیکھنے لگا کہ سرزمین چین ان کی ابدی جائیداد ہے اور اس کے باشندے
ان کے دائمی غلام ہیں، وہ چاہتا تھا کہ چین اور اہل چین ہمیشہ ان کے زیر اقتدار رہیں، اور انکی
سلطنت تا قیامت لازوال رہے، چنانچہ انھوں نے اپنے آہنی ہاتھ نکالے، تاکہ دیگر خانانوں
کی ہڈیاں توڑیں، اور ان کی کھال اتاریں، مسلمانوں کی ہڈیاں اس طرح توڑ دی گئیں جس طریقہ

ہے اون کے ہوطنوں کی، اون کی قوت اس طریقہ سے سلب کر لی گئی جس طریقہ سے اون کے پڑوس
کی مسلمانوں پر ایسے ظلم و ستم کئے گئے جس کے وہ تحمل نہ تھے اور ان پر وہ جبر و سختی کی گئی جس کو وہ
برداشت نہ کر سکے، یہاں تک کہ اون کے دل ٹکڑے ٹکڑے ہونے لگے، اور بکر پاش پاش
لیکن اس کے ساتھ منصب کی چنگاریاں ان کے شکم میں تیزاگ کی طرح بھڑک رہی تھیں اور
نفرت کا شعلہ طوفان خیز وریا کی طرح موجزن تھا، انھوں نے آخر فیصلہ کیا کہ مارین یا مارکھین
قتل کریں یا قتل ہو جائیں، چنانچہ دفعۃً بغاوت ابغاوت کی آواز بلند ہوئی، درس پہلج کے ساتھ
اٹھ گئے در لڑنے میں مشغول ہو گئے، ایک ڈیڑھ مرتبہ نہیں، بلکہ پانچ مرتبہ، ایک دوسرا نہیں،
بلکہ ایک سو سات سال تک، (۱۸۲۱ء - ۱۸۹۹ء) مسلسل لڑتے رہے۔

خاندان مابو کے مورخین نے ان بغاوتوں کے متعلق بہت سی کتابیں لکھیں جن کی تعداد
چار سو نوے جلد تک پہنچ چکی تھی، وہ مندرجہ ذیل ہیں:-

- ۱۔ حادثہ لان چاؤ، بغاوت مابین شین (محمد امین) ۲۰ جلدیں، (۱۸۲۱ء - ۱۸۲۲ء)
- ۲۔ حادثہ شی فان پائ، بغاوت سوش سان، ۲۰ جلدیں، (۱۸۲۵ء - ۱۸۲۶ء)
- ۳۔ تذکرہ، سیتصال، بغاوت جہانگیر خان در ترکان شرقی، ۸۰ جلدیں، (۱۸۳۱ء - ۱۸۳۲ء)
- ۴۔ حوادث یون نان، بغاوت توین شوی (محمد سلیمان)، ۵۰ جلدیں، (۱۸۸۰ء - ۱۸۸۵ء)
- ۵۔ تذکرہ، سیتصال، بغاوت یعقوب خان در ترکان شرقی و کاوشنی، ۳۲ جلدیں، (۱۸۸۵ء - ۱۸۹۰ء)

مذکورہ کتابیں ہمارے پاس موجود نہیں ہیں، اس لئے ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ ان کے اندر
کیا لکھا ہے، مگر ظن غالب یہ ہے کہ مسلمانوں کو عذرا اور فتنہ انگیز بیان کیا گیا ہوگا، لیکن پروفیسر

جن یوان (CHILYUAN) جو چین کا زندہ مورخ ہے کہتا ہے کہ وہ بغاوتیں
جو گذشتہ صدی میں شمالی اور مغربی چین میں رونما ہوئی تھیں، وہ حکام مابو کے جو روایتی ہوئی تھیں

اور مسلمان قانون شکن نہ تھے، اور نہ کسی بات میں ان کو ملامت کی جاسکتی تھی، البتہ وہ شکستہ دل، اور
مغلوب ضرورت تھے، اور یہی اون کا جرم اور گناہ تھا،

مسلمانوں پر فائدان مانچو کا ظلم اس پر منحصر نہ تھا، کہ اون کی سیاسی قوت توڑ دی جائے، اور
ہمدون اور منبسونی سے ان کو محروم کر دیا جائے، بلکہ ذہنی آزادی اور اظہار رائے کا حق بھی اون سے
چھین لیا گیا، یہاں دو خطوط کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے جس سے قارئین یہ اندازہ کر سکتے ہیں کہ حکام مانچو
مسلمانوں کے ساتھ کس طرح پیش آئے اور کیا کیا عذاب اون پر نازل کیا،

پہلے خط کا ترجمہ

از سائزے، (SA T ZAI)

والسراے کیا نگ سو اور کیا نگ سی،

بخدمت علیحضرت چینگ لونگ (CHING LUNG) شہنشاہ چین دام ملکہ

فاکسار علیحضرت کافرمان بردار، نہایت انکباری سے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں عرض
کرتا ہے کہ بندہ کو امسال پانچویں مہینہ کی ۲۷ تاریخ (۲۸ شعبان) کو "چوچوئین" (CHU CHUIN)
صاحب الشرطہ العوج، (کوآننگ سی) کی طرف سے اطلاع ملی ہے کہ اس نے ایک مسلمان
ہائی فوشون (HAIFUSHON) کو گرفتار کر لیا ہے، اور اس کے پاس سے چینی زبان کی
پانچ کتابیں اور عربی زبان کی ایکس کتابیں برآمد ہوئی ہیں، عدالت کے سامنے اس نے یہ اقرار کیا
ہے کہ اس کے مذہبی بھائی "یوان آئی" (YUAN AYI) نے جو نانکینگ کا باشندہ ہے،
"عقائد اسلام" اور حیات محمدؐ دو کتابیں چوچوئین زبان میں لکھی تھیں، اس کو پڑھ دی ہیں، سنا
ہے کہ ان کتابوں کا مطبع کیا نگ نان (موجودہ کیا نگ سو) میں محفوظ ہے، چوچوئین لکھتا ہے،
کہ ان کتابوں میں بہت سے فقہ انگیز الفاظ پائے جاتے ہیں، اس نے ان کتابوں کو جو ہائی فوشون

کے ہاں سے برآمد ہوئی تھیں۔ اور جن کے متعلق ازم نے اقرار کیا تھا کہ اس کے ہم مذہب یوان آئی
 اس کو بدینہ دی تھیں۔ اعلیٰ حضرت کی خدمت میں ارسال کر دی ہیں، تاکہ نذر آتش ہوں۔ اس نے
 ٹھکویہ تاکید کی ہے کہ یوان آئی اور کتاب کے مقدمہ لکھنے والے "کائی شوائن" (KAI SHOU)
 (YEN) کو جو ضلع ہوائینگ (HWO TING) کا رہنے والا ہے اور ان کتابوں کے
 مولفین "لیوئی" (LIU TZE) اور کن تیان چو (KIN TIANCHU) کو
 کو جلد از جلد گرفتار کر کے سزا دی جائے۔

اس کا خط پاکر میں یہی سمجھتا تھا کہ ان کتابوں میں واقعہ باعث فتنہ اور شر انگیز الفاظ موجود
 ہیں۔ اس نے میں نے تمام ماتحت عمال اور حکام کو حکم دیا کہ اشخاص مذکور بالا کتابیں لی جائیں۔ اس کے
 بعد حاکم نانکینگ کی طرف سے جواب آیا کہ یہ ان آئی کے گھر میں بہت سی اسلامی کتابیں جو
 چینی اور عربی زبانوں میں ہیں برآمد ہوئیں۔ یوان آئی اور اس کے بڑے بھائی یوان کوئی
 (YUAN KUI) دونوں کو گرفتار کر کے پوچھا گیا۔ ان کا بیان ہے کہ مولف کن
 تیان چو "سفر میں گیا ہوا ہے، اب اون کو خبر نہیں کہ وہ کہاں ہے، اور دوسرا مولف لیوئی
 عرصہ ہوا انتقال کر گیا، اس کا صرف ایک پرپوتا ہے، اس نے عدالت کے سامنے یہ بیان
 دیا ہے کہ عقائد اسلام اور رسوم عرب۔ دونوں کتابوں کا مطبع شہر چینگ کیا نکٹ (CHING)
 (KIANG) کے خاندان شان (TAN) میں محفوظ ہے، حاکم چینگ چیانگ نے
 حاکم نانکینگ کی ہدایت پر خاندان شان کا گھر گھیر کر کے تمام کتب اور مطبع پر قبضہ کر لیا۔ اور
 شان چائے وین (TANG CHAI WEN) کو بھی ساتھ ہی گرفتار کر لیا۔

دوسری خبر یہ ہے جو سونگ کیا نکٹ فو (SUNG KIANG FU) کے حکم

نے ایک شہر جو نانکینگ سے سو میل کے فاصلہ پر ہے۔

کی طرف سے آئی کہ کائی شواین جس کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ ہواٹینگ کا رہنے والا اور
 حیات محمد کا مقدمہ نگار ہے اور فز فوج اعلیٰ کیا نگ سو، کا ناظم ہے، عالم سوگ کی
 نے یوان آئی، مان چائے وین اور کائی شواین تینوں کو صوبہ کیا نگ سو کی فوجی عدالت میں بھیجا ہے
 مقدمہ کی کارروائی بندہ کے پاس آئی ہے، اور نہایت غور سے اس کا مطالعہ کر رہا ہوں
 اس اثنا میں (تاریخ ۸، مینہ ۴، سال ۱۱) فرمان عالی موصول ہوا کہ اس معاملہ میں بندہ کی
 کیا رائے ہے، مجھے علم ہے کہ چو چو این نے اعلیٰ حضرت کی خدمت میں اپنی یادداشت بھیجی ہے اور میں
 وہ کارروائی بیان کی گئی ہے جو اسلامی کتابوں کی تفتیش اور مسلمانوں کی گرفتاری سے تعلق رکھتی
 ہے، وہ بیان کرتا ہے کہ وہ نہایت محنت اور سرگرمی سے اس کام میں مصروف ہے، مگر کوئی
 لین فو، (Hui Lin) کا عالم کوئی چونگ ہوہ (Hui Chong) مسلمانوں کے حق میں بادب یہ سفارش کرتا ہے کہ

”حضور والا، صاحب الغایۃ والکرم کو خاص طور پر مسلمانوں پر رحم اور ترس کھانا چاہئے،
 اس واسطے میں مع تمام عمال و حکام نہایت خاکساری سے یوان آئی، وغیرہ کے حق میں علیحدت
 سے یہی عرض کرتا ہوں کہ ان کو رہا فرما دیں تاکہ وہ حضور اعلیٰ کی مدد و ثنا کریں اور ضبط شدہ
 کتابیں واپس کر دی جائیں تاکہ مسلمان چین بادشاہ وقت کے ممنون رہیں اور دعائے خیر کریں“

فادم بادشاہ وقت

سائزلے، وائسزلے کیا نگ سو و کیا نگ سی،

دوسرے خط کا ترجمہ،

تاریخ ۸، مینہ ۴، سال ۱۱، چیا نگ لونگ، (۱۸۳۳ء)

ہم :-

۱۔ ساٹھ، وائسرائے کیاٹنگ سوو کیاٹنگ سی،

۲۔ می خواوان، (Mee Goya) صاحب الشرطہ والفوج، کیاٹنگ سو،

۳۔ لیو چین، (Lui Chin) رئیس مجلس عاملہ ٹانگینگ،

۴۔ لی ٹسن فین، (Lee Tsin Fen) انپکٹر جنرل کیاٹنگ سو،

نہایت خاکساری سے اعلیٰ حضرت سے عرض کرتے ہیں کہ می خواوان، صاحب الشرطہ والفوج
کیاٹنگ سو کو خبر ملی جو صوبہ کوٹنگ سی کی مجلس شوریٰ سے آئی ہے، کہ وہاں کئی اسلامی کتابوں
کا انکشاف ہوا، اور ان کتابوں کے مقدمہ لکھنے والے گرفتار کر کے عدالت میں پیش کئے گئے اور
ان پر مقدمہ چلایا جا رہا ہے،

عرض ہے کہ یہ معاملہ چوچو مین، صاحب الشرطہ والفوج کوٹنگ سی اعلیٰ حضرت کی خدمت میں پہلے
پیش کر چکا تھا جس کے جواب میں اعلیٰ حضرت کی طرف سے یہ حکم صادر ہوا کہ نظر انداز کر دیا جائے
اور تمام صوبوں کے حکام کو ہدایت کر دی گئی کہ اگر اس قسم کی کتابیں پائی جائیں، تو انکی
وجہ سے مسلمانوں پر سختی نہ کی جائے تاکہ امن و امان میں خلل نہ ہو،

مصلحت اسی میں ہے کہ مسلمانوں کو نہ پھینکا جائے، کیونکہ شمال و مغرب چین میں مسلمانوں
کی تعداد بہت ہے، اور ہر صوبہ میں یہ پھیلے ہوئے ہیں، جہاں کہیں یہ لوگ بسے ہیں،
ان کے ساتھ اسلامی کتابیں بھی ہیں، یہ کل کے کل نہ فٹا کئے جاسکتے ہیں اور نہ
اون کی کتابیں جلائی جاسکتی ہیں حقیقت بھی یہ ہے کہ یہ لوگ فتنہ انگیز اور ضرر رسا
نہیں ہیں، ان کی زندگی اور طرز عمل بالکل بدعت کے رہبان اور لامعت (بدعت)
چینہ کے پیشواؤں کی طرح ہے، مزید برآں حمد سونگ سے لیکر آج تک یہ لوگ اس
سرزمین پر بسے چلے آئے ہیں، یہ لوگ پہلیان چیو اور اہل بدعت کی طرح نہیں ہیں کہ مذہب

کے پردہ میں کوئی فتنہ اور فساد پیدا کرنا، ان کا مقصد اور عام باشندوں میں بد امنی اور شورش پیدا کرنا ان کی غرض ہو، اگر یہ زیادہ ستائے جائیں گے تو امن پسند مسلمانوں میں ضرور بے چینی پھیلے گی، اور ان کو خواہ مخواہ اپنے ہاتھ پاؤں سے کام لینا پڑے گا،

اعلیٰ حضرت کے نمک خوار اور وفادار نوکروں کو اپنے ماتحت مقامات کے حدود اندر اگر ایسے واقعہ کی خبر ملے جو قانون کے خلاف ہو تو مقامی حکومت کے ذمہ دار عہدہ دار ضرور قانون کی رو سے تعزیر تجویز کریں، مگر ان اسلامی کتابوں کی وجہ سے جو عرصہ سے ہمارے ملک میں موجود ہیں مسلمانوں کو قانون کی خلاف ورزی کے مطابق تعزیر دینا کھان کی عقلندی اور دانش مندی ہے، چوچو این صاحب الشرطہ والفقوج کو اننگ سی، نا عاقبت اندیشی اور کم فہمی کی وجہ سے اہم اور غیر اہم معاملہ میں فرق نہیں کرتا ہے، اس لئے اس نے فوراً تمام صوبوں کے صاحب الشرطہ والفقوج کو لکھا کہ سخت کارروائی اختیار کی جائے، یہ چوچو این کی بہت بڑی غلطی ہے،

ہم می غویوان، صاحب الشرطہ والفقوج کی اننگ سو کی رائے کو اعلیٰ حضرت کی خدمت میں پیش کرتے ہیں کہ وہ اسلامی کتابیں جو ضبط کی گئی ہیں، محفوظ رکھی جائیں، اور اس سلسلہ میں جو لوگ گرفتار ہوئے ہیں ان کو رہا کر کے تسکین دلائی جائے، اور تمام صوبوں کے واسطے صاحب الشرطہ والفقوج اور انسپکٹر جنرل کو یہ حکم ارسال فرمایا جائے کہ صوبہ کو اننگ سی کی مجلس شوریٰ سے جو خطوط ان کو ملے ہیں، ان کے مطابق کارروائی اختیار نہ کی جائے، اسلامی کتابوں کے متعلق تفتیش نہ کریں، اور بعض خاص حکام کو یہ تاکید فرمائی جائے کہ وہ دربار کو اطلاع دیں کہ مقامی حکام شاہی فرمان کے خلاف تو کوئی کارروائی نہیں کر رہے ہیں.....

ان دونوں خطوط سے جنکو حکام کیا اننگ سو نے بادشاہ چین جیا اننگ کی خدمت میں

ارسال کیا تھا، شخص اس نتیجہ پر پہنچ گیا کہ چین کے مسلمانوں نے مائچو کے زمانہ میں بے حد آسانی اور انسانی آفتیں اٹھائیں، اور ان پر جو جو مصیبتیں گذریں، خدا ہی بہتر جانتا ہی حقیقت یہ ہے کہ حکومت چین کی عنان جب تک فاذاں مائچو کے ہاتھ میں رہی مسلمانوں کی سیاسی فضا تیرہ دہائی رہی، اور ان کے ذہنی و دماغی قوافل تھوڑا سا ترقی سے محروم رہے، تقریباً تین سو سال تک مسلمانوں کو سیاسی حریت مل سکی، اور نہ وہ ذہنی آزادی کی طبعی اور فطری سانس لے سکے، اور ان کی جسمانی اور روحانی دونوں قوتیں سلب کر لی گئیں، آزاد خیالی کا مرغ زرین ذبح کر دیا گیا، اور آزادانہ اظہار رائے کو ممنوع قرار دیا گیا،

ایسے عالم میں مسلمانوں کے منہ سے سولے آہ و فغان کے اور کیا نکل سکتا ہے، وہ یاس و غم کی حالت میں تھے، جو ر و ظلم کی وجہ سے اور ان کے دل ٹکڑے ٹکڑے اور جگر پاش پاش تھے،، حاکم وقت کی سیاسی ضرب ان کے سینے پر ایسی لگی کہ زخم کی مرہم ٹپی عرصہ تک نہ ہو سکی، مسلمان یہ سمجھ چکے تھے کہ اور ان کی کشتی زندگی اب ظلم و ستم کی چٹان سے ٹکرا کر ڈوب جانے والی ہے لیکن قدرت کا تماشہ دیکھئے کہ چین کی سیاسی فضا میں دفعہ ایک طوفان اٹھا، انقلاب کی بحلی چمکی اور چین کے طول و عرض میں بغاوت کا نعرہ گرج کی طرح گونجنے لگا، حاکم اور محکوموں میں خوب کشتی ہوئی، اور ظالموں اور مظلوموں میں شدید تصادم ہوا، مسلمان بھی یہ موقع غنیمت سمجھ کر انقلابیوں کے ساتھ ٹھٹھے، اور اپنے دشمن کے اوپر ٹوٹ پڑے، یہاں تک کہ مائچو کے تخت شاہی کو الٹ دیا، اور ان کے استبداد کا خرمین جلا فاک کر ڈالا، غرض کہ جب طوفان بے تیزی رک گیا، سیاسی ہنگامہ موقوف ہو گیا، اہل استبداد کی ہوا اکھڑ گئی، اور بغاوت کا شعلہ فرو ہو گیا تو مسلمانوں کا سیاسی مطلع صاف ہو گیا، اور ان کی زندگی کا ایک جدید دور شروع ہو گیا،

مسلمان موت کے دروازہ پر کھڑے تھے، لیکن ۱۹۱۷ء کے انقلاب نے ان کو ہلاک ہونے سے بچا لیا، کیونکہ اس انقلاب عظیم کے بعد چین میں جمہوری حکومت قائم ہو گئی، جو پانچ قوموں میں مشترک ہے اور مسلمان بھی اس کے ایک جزو ہیں، افراد کی مساوات اور ذہنی اور مذہبی آزادی حکومت کا بنیادی اصول تسلیم کر لیا گیا، اس وقت چینی مسلمانوں کو جو پرست زندگی حاصل ہے، وہ انقلاب چین کی بدولت ہے، اب مسلمانان چین اپنے بھوٹنوں کے ساتھ جو کچھ کر سکتے ہیں کر رہے ہیں، اور قومیت اور اتحاد میں کی عمارت کی تعمیر میں جتنا وہ حصہ لے سکتے ہیں یا مدد دے سکتے ہیں، لے رہے ہیں، اور دوسے رہے ہیں، کیونکہ وہ یہی سمجھتے ہیں کہ چینی قوم کی ترقی ان کی اپنی ترقی ہے اور ان کا منزل اپنا منزل ہے، اگر ان کا ملک آگے آگے ہے، تو وہ بھی آگے آگے ہونگے، اگر وطن پیچھے رہ گیا تو وہ بھی پیچھے رہ جائیں گے، غرض کہ مسلمانوں کی موت و حیات چین کی موت و حیات پر، اور ان کی بہت اوقات چینی قوم کی بقا و تباہی پر منحصر ہے، مبارک ہیں وہ لوگ جو خواب غفلت سے جاگیں، اور رفتار زمانہ کے ساتھ چلیں، اور بد نصیب ہیں وہ لوگ جو زمانہ کی پکار کر شکر جواب نہ دیں!

تیسرا باب

چینی قوموں میں مسلمانوں کی حیثیت

۱۔ اقوام خمسہ میں چینی مسلمان ایک علیحدہ قوم ہیں،

یہ بات سب پر عیاں ہے کہ چین میں جو لوگ بتے ہیں وہ ایک ہی قوم اور ایک ہی نسل سے

نہیں ہیں، بلکہ مختلف قوم اور مختلف نسل سے ہیں یہی وجہ ہے کہ جب ۱۹۱۱ء میں مابینچو خانہ کا خاتمہ ہوا، اور نائٹینگ میں جمہوری حکومت کا اعلان کیا گیا، تو اتحاد اقوام خمسہ، کا نعرہ بلند کیا گیا، اور سیاسی میدان میں اقوام خمسہ کے حقوق قانونا اور اصولاً تسلیم کئے گئے، قارئین غالباً دریافت کریں گے کہ ان اقوام خمسہ میں کون کون لوگ شامل ہیں، ان اقوام خمسہ میں وہ لوگ شامل ہیں، جو ملک چین اور اس کے ملحقات میں رہتے ہیں، جن کے مجموعہ کا نام توپینی ہے لیکن ان میں تبتی، منگوئی، مابینچو، مسلمان اور ہانتی شامل ہیں، عام طور پر ہانتی چینی کہلاتے ہیں، کیونکہ وہی چین کی سب سے پرانی قوم ہے، جو کسی زمانہ میں بحر اسود کے سواحل سے ہجرت کر کے چین میں آباد ہوئی ہے، مگر درحقیقت وہ صرف چینی قوم کا ایک جزو ہے چونکہ سرزمین چین میں ہانتی قوم کا تمدنی اثر زیادہ ہے، اور وہی اصلی باشندے سمجھے جاتے ہیں اس لئے باہر کے لوگ بھی ان کو چینی پکارتے ہیں، مگر جب وہ خود اپنے گروہ کے لوگوں سے خطاب کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ہان زین یعنی ہانتی ہیں،

جس طرح ہانتی چینی قوم کا ایک جزو ہیں، اسی طرح مسلمان بھی چینی قوم کا ایک جزو ہیں، جمہوریت چین میں ان کی خاص حیثیت ہے، مسلمان ہونے کی وجہ سے چینی قوموں کے مقابلہ میں ان کو خاص خصوصیت حاصل ہے، اگر یہ کہا جائے کہ انکو دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں کچھ ملتی بات حاصل ہیں تو یہ کوئی مبالغہ کی بات نہ ہوگی، اس کا ثبوت یہ ہے کہ مسلمان چین اگرچہ غیر مسلموں کے ملک میں رہتے ہیں، جہاں بدھ پرستی اور اسلام پرستی کا چرچا ہے، مگر توحیدان کا ایمان ہے، ان کے نزدیک اسلام سے بہتر کوئی دین نہیں ہے، دوسرا ثبوت یہ ہے کہ مسلمانان چین کا خون و نسل اور لوگوں کے مقابلہ میں زیادہ محفوظ اور خالص ہے، وجہ یہ ہے کہ وہ اور مذاہب کے لوگوں

سے ممکن ہے کہ یورپ کی اصطلاح میں "ہون" (Huns) سے ملے ہوئے ہوں،

سے مناکحت اور ازدواج کا رشتہ بہت کم قائم کرتے ہیں۔ وہ بھی بشرطیکہ منکوحہ مسلمہ ہو، اس لئے انکے خون میں غلط ملط ہونے کا کم احتمال ہے، خون و نسل کا تحفظ ایک ایسی خصوصیت ہے جس پر قومی امتیازات کی عمارت تعمیر ہوتی ہے، خون و نسل کا جذبہ ایک ایسا جذبہ ہے جس سے خواہ مخواہ غرور اور تکبر پیدا ہوتا ہے، چنانچہ چینی مسلمان اپنے متعلق سمجھتے ہیں کہ نحن فضل القوم ببینہم۔ جس کی وجہ سے لوگوں کے دل میں ان کی طرف سے حسد پیدا ہوتا ہے، اور یہیں سے مساوات کا احساس، قلب انسانی میں پیدا ہوتا ہے،

عہد شین (۹۳۶ء تا ۹۴۷ء) سرزمین چین میں دو ہود (Hudd) یعنی پنج غیر مذہب شنون نے طوفان پیدا کر دیا تھا جس کی وجہ سے چینی قوموں میں سخت تصادم ہو گیا، ہانسی قوم نے اپنے رہبر اور پوزیشن کو مضبوط کرنے کے لئے تلوار اٹھائی، اور چیننگ کو شاہ کو اپنا سردار بنایا، جو "لانگ یاد لانگ" یا بادشاہ "لانگ" کے لقب سے ملقب ہوا، اور اس مقام کو اپنی نسل کے لئے محفوظ کر لیا، اگر ہم اپنی نگاہیں چینی مسلمانوں کی طرف اٹھائیں تو دیکھیں گے کہ ان کی ناک بہت اونچی ہے، ادن کے نزدیک دوسری قومیں بیچ ہیں اور وہ نہایت حقارت کی نگاہ سے ادن کو دیکھتے ہیں، اور اپنے تکبر کا سر آسمان تک اٹھاتے ہیں، شمالی اور مغربی چین کے مسلمانوں نے صدیوں سے اپنے حدود کو محفوظ کر رکھا ہے، اور اب تک وہ ان پر قابض ہیں، اگرچہ ان مقامات میں اور قومیں بھی آباد ہیں، مگر مسلمان ان سے کوئی سروکار نہیں رکھتے، مسلمان اپنی بستیوں میں رہتے ہیں، اور غیر مسلم اپنی بستیوں میں، یہی وجہ ہے کہ شمالی اور مغربی چین میں مسلمان اور دیگر قوموں کے تعلقات شروع سے اچھے نہیں رہے، تاہم شاہد ہے کہ وہاں بسا اوقات ان میں سخت تصادم ہوتا رہا ہے، اور اب تک مخالفانہ اور جارحانہ جذبہ لوگوں کے سینوں سے نہیں نکلا ہے، مگر زمانہ حاضر میں خصوصاً انقلاب چین کے بعد حکومت چین اور عوام اس کوشش میں ہیں کہ

مختلف نسلوں کو اتسا اور اتفاق کے رشتہ سے جوڑ دیا جائے، اور ان میں ہم آہنگی، مساوات اور
اخوت پیدا کی جائے، کیونکہ چین کی ترقی اسی میں ہے، اور انسانیت کی ترقی بھی اسی میں ہے،

۲۔ مسلمان اور دیگر چینی اقوام،

ہائنی قوم ملک چین میں سب سے زیادہ مذہب اور تمدن قوم سمجھی جاتی ہے، ان کی تہذیب
میں خاص کشش اور ان کے تمدن میں خاص جاذبہ ہے، جو غیر دن کو اپنی طرف کھینچتی اور ان کو
اپنی طرز معاشرت میں مدغم کر دیتا ہے، اب وجود اس کے کہ انھوں نے کوئی خاص کوشش نہ کی کہ لوگوں
کو اپنی تہذیب اور تمدن کے قبول کرنے پر آمادہ کریں، اور ان کو اپنے اندر غلط فہمی کر دین، مگر انکی
تہذیب نے قانون فطرت کے مطابق لوگوں پر جو اثر ڈالا ہے، وہ حیرت انگیز ہے، چین میں جو نسلیں
رہتی تھیں، ان میں کوئی ایسی نہیں جو ہائنی کے تمدن اور تہذیب سے متاثر نہ ہوئی ہو، تاریخ بتلاتی ہے کہ اس
قوم نے بہت سے قبیلوں اور نسلوں کو اپنے اندر مدغم کر دیا ہے، تلوار کے زور سے نہیں اور قوت کے
زور سے بھی نہیں، بلکہ حسن معاشرت و حسن سلوک سے،

تیسری اور چوتھی صدی عیسوی میں چین میں خوشی پائے، قوم تھی، اور نوین دسویں صدی میں
لمعات چین کے تمام وحشی قبائل ہائنی قوم میں جذب ہو گئے، ہائنی قوم کا گہوارہ
جہاں تک چینی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے، صرف دریائے زرد کے سواصل اور احاطہ پر تھا، لیکن دوسری
قوموں کو اپنے اندر جذب کر کے چین کی سب سے بڑی اور ممتاز قوم بن گئی، ہائنی قوم کی قوت جاذبہ کا ہم
اس سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ مائچو قوم جس کو چین کی اقوام خمر میں خاص اہمیت حاصل تھی، وہ بھی ان کی
تہذیب اور تمدن کے گرداب میں غرق اور اسکی نسل میں مدغم ہو گئی،

تاریخ پر اگر نظر ڈالے تو معلوم ہو جائیگا کہ مائچو قوم زمانہ قدیم سے سرزمین چین میں آباد ہے،

کے ساتھ غداری کی ہو، باقی رہے اس کے ہم نسل، تو وہ سب کے سب اسکو برا کہتے ہیں، اس نے نہ صرف اپنے آپ کو جاپانیوں کے ہاتھ بیچ دیا ہے، بلکہ اپنی پوری قوم کو ایسے حوالہ کرنا چاہتا ہے۔ فرزند ان مانچو کوریہ کی مثال دیکھ کر خوب سمجھتے ہیں کہ جاپان کے ماتحت رہ کر انکو کچھ نہ ملے گا۔ اس نے بہتر ہے کہ چینوں کے ساتھ رہیں، کیونکہ وہ بھی چینی قوم کا ایک جز ہیں، ان کا چینی تہذیب تمدن کا اختیار کرنا ممکن ہے، لیکن جاپانیوں سے ان کا اتنی دقتیں سے معید ہے۔

۳۔ مسلمان آخر مسلمان ہی ہیں !

اب ہم مسلمانوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں، اگرچہ ایک حیثیت ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ وہ چینوں میں بالکل ضم ہو چکے ہیں، لیکن دوسرے اعتبار سے دیکھتے تو باوجود غلط غلط ہونے کے مسلمان اور دیگر چینوں میں ایک میں فرق ہے، اپنی تہذیب میں گریہ نہ کر کشش اور قوت باؤ ہے اور وہ دوسری قوموں کو نہایت آسانی کے ساتھ اپنے اندر جذب اور مدغم کر سکتی ہے، لیکن ہزار سال کے امتزاج و اتحاد اور غلط ملط کے باوجود مسلمان مسلمان ہیں، درخیر مسلم غیر مسلم! مسلمانوں پر ان کا کوئی خاص اثر نہیں ہے اور ان کو اپنی قومی خصوصیات کے فنا ہونے کا اندیشہ بھی نہیں ہے۔

ایک ازدواج کو لے لیجئے مسلمان چین میں بالکل اپنے آباء و اجداد کے دستور پر چلتے ہیں، وہ اپنی لڑکی کو کسی غیر مسلم کے نکاح میں ہرگز نہیں دے سکتے ہیں، ان کے مناکحت اور ازدواج کا دائرہ صرف مسلمانوں کی جماعت تک محدود ہے زمانہ نئی نئی شکلیں اختیار کیں، سلطنت میں انقلاب ہوا، خیالات میں تبدیلی ہوئی، آداب و عادات میں بھی تغیر ہوا، لیکن مسلمانان چین میں ازدواج کا دستور وہی قائم رہا۔

جواب سے ہزار سال قبل تھا، زمانہ قدیم سے لیکر آج تک اس میں برابر فرق نہیں ہوا، اس معاملہ میں وہ دوسری قوموں کی تقلید نہیں کرتے کہ جی چاہا کسی غیر قوم کی لڑکی سے شادی کر لی، اور جی چاہا اپنی لڑکی غیر مذہب کو دیدی، البتہ بعض مواقع پر مسلمانان چین عورتوں سے اس شرط پر شادیاں کر لیتے ہیں کہ وہ اسلام قبول کر چکی ہوں لیکن ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے،

مسلمانان چین کی قومی خصوصیات کے تحفظ کا دوسرا سبب مذہب ہے، ان کے عقائد ایک ہونے کے وجہ سے ان کے خیالات میں ہم آہنگی اور تناسب ہے، ان پر وہ اپنی قوم کی عمارت تعمیر کرتے ہیں، اور آپس میں محبت و اخوت کا رشتہ قائم کرتے ہیں، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ باوجود اس کے کہ انھوں نے قومیت کے لئے کوئی کوشش نہیں کی، پھر بھی وہ ایک متحد قوم ہیں، عالم اسلامی میں مختلف قومیں بستی ہیں اور ان کی زبان، رسم و رواج، عادات و اخلاق ایک دوسرے سے جدا ہیں، لیکن ان کا مقصد ایک ہے، اس مقصد کے حاصل کرنے میں وہ سب متحد ہیں، مسلمانان چین ایک علیحدہ قوم اسی لئے سمجھے جاتے ہیں کہ مجموعی حیثیت سے ان میں بہت زیادہ اتفاق و اتحاد ہے، دوسری قوموں کے مقابلہ میں سب ایک جسم کے ہاتھ پاؤں بناتے ہیں، جس کی وجہ سے غیر قومیں نہ ان پر اپنا اثر ڈال سکتیں اور نہ ان کو فنا کر سکتیں، حکومت مائخونے ان پر اگرچہ کافی دباؤ ڈالا تھا، لیکن پھر عارضی تکلیف کے ان کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکی مائخونہ ہو گئے لیکن مسلمانان چین اب تک زندہ ہیں، اور انشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ زندہ رہیں گے،

عیسائیت کے داخل ہونے سے قبل چین کے عوام کی زبان پر اہل دین کے متعلق

دو عام اصطلاحیں تھیں، (۱) داپیو (دین غنومی) (۲) کے چیو (دین خصوصی) داپیو میں

بدعت الامت، اور ٹوٹت (TOISM) شامل ہیں جن کے جتنے باشندے

تھے، عام طور پر ان میں مذہبوں میں سے کسی ایک مذہب کو اختیار کرتے تھے۔ لیکن کے حیو

مسلمانوں کے لئے مخصوص تھا کہ حیو کا لفظ عزت و اخوت کا مترادف سمجھا جاتا تھا، کوئی مسلمان

جب کسی غیر مسلم سے باتیں کرتا تھا تو "مین" یا "ہم" کے بجائے "کچھو من" یعنی اہل دین خصوصی

استعمال کرتا تھا، اور مین اور ہم سے صرف ان لوگوں کو مخاطب کرتا تھا جو مسلمانوں کے ہمسر

تھے چونکہ چین کے مسلمان کسی مذہب کو اسلام کے برابر نہیں سمجھتے تھے، اسی لئے غیر مسلم کے

نزدیک قابل حقارت تھے، ورنہ ان کے سامنے مین یا ہم کا لفظ استعمال کرنا اپنی شان

کے خلاف سمجھتے تھے کیونکہ مسلمان کا ہمسر صرف مسلمان ہی ہو سکتا ہے،

اس جذبہ اور احساس نے اگرچہ چینی قوم کی تعمیر میں کوئی فائدہ نہیں پہنچایا، لیکن مسلمانوں

کی خصوصیت کو محفوظ اور ان کی زندگی کو باقی رکھنے کے لئے بڑا کام کیا، اگرچہ چینی مسلمانوں

میں یہ جذبہ نہ ہوتا، تو وہ بھی ہانسی قوم میں مدغم ہو کر فنا ہو جاتے، اور آج کل ان کی ہستی اس

سرزمین میں جہاں مسلمانوں نے کبھی اپنی حکومت قائم نہیں کی، بالکل نیست و نابود

ہو جاتی، خدا کا شکر ہے کہ اسلام ایک ایسا رشتہ ہے جو تمام افراد کو ایک دوسرے سے جوڑ

دیتا ہے، اس نے جس طرح چین کے تمام مسلمانوں کو ایک لڑی میں منسلک کر رکھا ہے

اس طرح تمام عالم اسلام کو بھی ایک دوسرے سے مربوط و متحد کر دیا ہے، اس لئے جیت تک

دنیا میں اسلام موجود ہے تب تک چین میں مسلمانوں کی بھی ہستی باقی رہے گی،

دنیاوی امور میں مسلمانوں کی حیثیت

اب یہ دیکھنا ہے کہ مسلمانان چین کو اپنے اندر خاص خاص رسم و رواج کے جاری

رکھنے اور جذبہ مذہب کے احترام کرنے سے کیا کیا نقصانات برداشت کرنے پڑے، اوپر ہم ذکر کر چکے ہیں، کہ ازدواج و مناکحت کے معاملہ میں وہ بہت زیادہ محتاط ہیں اور تکلف و تدفین کے مسئلہ میں بھی وہ دیگر قوموں سے مختلف ہیں، وہ اسلامی رسم و دستور کے پابند ہیں، تاکہ وہ اس پر قائم ہیں، اور اس میں کسی قسم کا تغیر نہیں ہوا، اس پابندی اور احترام نے عام معاشرت پر کافی اثر ڈالا ہے، مسلمانوں کا ماحول اور رہے، اور غیر مسلموں کا ماحول اور جس کی وجہ سے بعض مقامات میں مسلمان اور غیر مسلمان کے تعلقات اچھے نہیں ہیں، خصوصاً شمالی و مغربی چین میں، یہاں تفصیلی بحث کی گنجائش کم ہے، اسلئے ہم مسلمانان چین اور دیگر قوموں کے تعلقات کا ذکر کسی دوسری جگہ کے لئے اٹھا رکھتے ہیں،

مسلمانان چین اپنے خاص ماحول میں رہنے کی وجہ سے، دنیاوی امور میں غیر قوموں سے کہیں پیچھے رہ گئے ہیں، عام طور پر بلکہ مجموعی طور پر ان کے متعلق یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ صنعت و حرفت میں دوسروں کے ہمسر نہیں ہو سکتے، تجارت میں اگرچہ ان کا کافی حصہ ہے لیکن دوسروں کا مقابلہ نہیں کر سکتے، البتہ زراعت کی بابت یہ کہا جاسکتا ہے کہ اگر وہ کسی سے پیچھے نہیں ہیں، تو کسی سے آگے بھی نہیں ہیں، دیگر کاروبار میں یا تو ان کو جگہ نہیں مل سکتی یا خود اس میں جانا نہیں چاہتے، فوجی ملازمت میں ان کو شیک امتیاز حاصل ہے، اور ان کی تعداد بھی کافی ہے، مگر حکومت ڈرتی ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ قوت ان کے ہاتھ میں آجائے کے بعد وہ بغاوت کر بیٹھیں، یا اپنی علیحدہ حکومت قائم کر لیں، چنانچہ اخبار کے صفحات میں اکثر یہ بحث ہوتی رہتی ہے کہ آیا مسلمان جزوں اور گورنروں کے دل صاف ہیں یا نہیں، اور وہ حکومت کے ساتھ خلوص رکھتے ہیں یا نہیں، خیر خدا کا ہزار ہزار شکر کہ ان شکوک کو جو غیر مسلمانوں کے دلوں میں بیٹھ گئے تھے، جزل یا چان شان (منہم حسین)

نے دور کر دیا، اس نے اپنے عمل سے یہ ثابت کر دیا، نہ وہ حکومت کا غدار تھا، اور نہ وہ دنیا
جنگ سے بھاگنے والا تھا،

مگر شک مسلمانون چین اور قوموں کے مقابلہ میں اہل چین کے نزدیک ہر لحاظ سے
قابل احترام ہیں، وہ ضرورت کے وقت ملک کے جان نثار فرزند ہوتے ہیں، اسلام کی
بدولت ان کے اخلاق اور ان سے کہیں بہتر ہیں، اگر لوگ ان کے ساتھ محبت سے پیش
آتے ہیں، تو وہ بھی محبت سے پیش آتے ہیں، وہ کسی سے نہیں ڈرتے اور نہ لوگوں کو ڈراتے
ہیں، زندگی کے بعض شعبوں میں اگرچہ ان کو امتیاز حاصل نہیں ہے تاہم ان کی زندگی ایسی
نہیں ہے کہ قابلِ حقارت و ذلت ہو، ان میں بلاشبہ مفلس بہت ہیں، لیکن متوسط درجہ کے
لوگ اور مالدار بھی کافی ہیں، ان میں سب سے زیادہ قابلِ تعریف بات یہ ہے کہ وہ دوسری
قوموں کے قرضدار نہیں ہوتے، وہ غریب ہیں مگر اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتے ہیں، کسی کے
دست نگر نہیں ہوتے،

مندرجہ بالا باتوں سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ چینی قوم کی تعمیر میں حکومت چین مسلمانوں
کو نظر انداز نہیں کر سکتی، بلکہ ان کے ساتھ تعاون ضروری سمجھتی ہے کیونکہ ہائی قوم کے بعد مسلمانوں
کا نمبر آتا ہے، ان کا اثر مانچو، تبتی، اور منگولی کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہے، شمالی و مغربی چین
میں ان کا اقتدار ہے، مسلمانوں کو اپنے ساتھ رکھنے سے حکومت چین کو تقویت ہوتی ہے کیونکہ
نہ تو مانچو سپاہی ہیں نہ تبتی، اور نہ منگولی، ضرورت کے وقت خصوصاً لڑائیوں کے موقع پر ان کو
مسلمانوں ہی سے زیادہ مدد مل سکتی ہے، جان نثاری کا مادہ ان میں زیادہ ہے، اور جنگی تدبیر
جزل چائینگ کا لٹی شک سے وہ کسی طرح کم نہیں ہیں، مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملانے سے
حکومت چین کے لئے ایک مصلحت یہ بھی ہے کہ وہ ان کے ذریعہ ممالک اسلام سے اپنے

تعلقات آسانی سے قائم رکھ سکتی ہو، موجودہ چین و جاپان کے معاملہ میں تمام ممالک اسلام کی
 ہمدردی چین کے ساتھ ہے، ایک توان و جد سے کہ عالم اسلام کے سیاسی حالات چین سے زیادہ
 بہتر نہیں ہیں، جس طرح چین سرمایہ داری و ملوکیت کے پیچھے مین گرفتار ہے، اسی طرح ممالک
 اسلام بھی، دوسرے اس وجہ سے کہ چین میں چار کروڑ سے زیادہ مسلمان آباد ہیں، چین کے دب
 جانے سے وہ ان کے مسلمان بھی دب جائیں گے، اس لیے ممالک اسلام چین کا ساتھ دیتے
 ہیں، حکومت چین کا فائدہ، اور مصلحت بھی اسی میں ہے کہ وہ مسلمانوں کا دامن پکڑے، اور اسکو
 نہ چھوڑے، کیونکہ اس وقت وہ آزادی کی جدوجہد میں ہو، اسی سلسلہ میں مسلمانان چین سے
 مدد لینا اور ان سے تعاون کرنا اس کا ایک سیاسی فرض ہے، جس کے بغیر چین کا استقلال مکمل نہیں
 ہو سکتا، مسلمانان چین بھی یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ جنگ آزادی میں حتی الامکان حکومت کا
 ساتھ دین، کیونکہ چین کی آزادی سے ممالک اسلام کو بڑی تقویت پہنچتی ہو، اور آزادی کی
 راہ میں جو مشکلات ہیں بہت جلد دور ہو سکتی ہیں۔

پہلے ہم عرض کر چکے ہیں کہ مسلمانان چین اقوام خمسہ میں ایک علیحدہ قوم ہیں، اور مسلمان
 ہونے کی وجہ سے انھوں نے اپنے مذہبی خصوصیات کو بانی رکھا ہو، اگرچہ معاشرت میں د
 اور قوموں کے ساتھ ہیں، اور ان کو خاص امتیازات حاصل ہیں اور چین میں ہزار سال سے
 بستے چلے آتے ہیں، لیکن پھر بھی ان کی ہستی فنا نہیں ہوئی، یہ خلاف ان کے دوسری قومیں
 اپنی قوم میں مدغم ہو کر فنا ہو گئیں، اب سیاسی جدوجہد میں حکومت چین کو ان سے مدد دینا ہو، اس لیے
 ان کی حیثیت بہت اہم ہو گئی ہے، باوجودیکہ انھوں نے چین میں اپنی حکومت قائم نہیں
 کی، لیکن ان کا اثر و اقتدار حکومت اور عوام پر کافی ہے، ان کو چینی قوم کا ایک اہم عنصر
 سمجھا جاتا ہو، زمانہ حاضر میں اگر سیاسی نقطہ نظر سے دیکھتے تو چین کی اقوام خمسہ میں ان کا

دوسرا نمبر ہے۔ آئندہ زمانہ میں ان کی حیثیت کیا ہوگی اس کا دار و مدار اسلامی ممالک کے تعلق پر ہے یعنی ممالک اسلام کی ترقی اور ان کی ترقی ہے اور ان کا تنزل مسلمانان چین کا تنزل ہے۔ ہر چیز اپنی اصلیت سے تعلق رکھتی ہے اور مسلمانان چین کا تعلق بھی اپنی مرکزی جمعیت سے ہے۔

پہلو تھاباب

چینی مسلمانوں کی موجودہ پستی اور آئندہ عروج

ہم کچھ چکے ہیں کہ چین کی اقوام خمسہ میں مسلمانوں کی حیثیت مجبوری لحاظ سے دوسرے نمبر پر ہے لیکن اگر چند خاص باتوں پر نظر ڈالی جائے تو مسلمانان چین اور قوموں کے مقابلہ میں چین زیادہ پیچھے ہیں ان کی اس پستی کا علت مسلمہ جو ان چین اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ قبل اس کے کہ اس مسئلہ میں ہم کچھ بیان کریں پستی کے اسباب سے قارئین کو آگاہ کر دینا ضروری ہے چونکہ مسلمان ایک مقام پر نہیں بلکہ مختلف مقامات پر رہتے ہیں اس لئے اور ان کی پستی کے اسباب مختلف ہیں اس مرکز پر زیادہ واضح کرنے کے لئے ہم تمام چین کو دو حصوں میں تقسیم کر دیتے ہیں ایک تو شمالی و مغربی چین اور دوسرا اندرونی چین اب دیکھئے کہ شمالی و مغربی چین کے مسلمانوں کی پستی کے اسباب کیا ہیں۔

(الف) شمالی و مغربی چین میں پستی کے اسباب

۱۔ سیاسی نظام

شمالی و مغربی چین چینی مسلمانوں کا گہوارہ ہے، صرف ایک ہی صوبہ سین کیانگ

مین ۲۵۰۰۰۰ سے زیادہ مسلمان ہیں اس صوبہ کے باشندوں میں ۹۵ فیصدی مسلمان اور باقی دیگر اقوام ہیں، اس صوبہ کا رقبہ تقریباً سات ہزار مربع میل ہے، حکومت چین کے مرکز سے زیادہ دور رہنے سے وہاں کی سیاسی اور معاشی تربیت اچھی طرح نہیں ہو سکی، چین میں انقلاب کے بعد مسلسل خانہ جنگی اور اندرونی نظام سیاست اور معیشت میں وقتاً فوقتاً تبدیلی کی وجہ سے یہ صوبہ بالکل اپنے حال پر چھوڑ دیا گیا، مائچو کے عہد میں اس میں بھی فتنہ و فساد پھیلنا ہوا تھا، اور امن و امان کے دن اس صوبہ کے باشندوں کو بہت کم نصیب ہوتے تھے، مسلمان خاص طور پر ملوکیت اور استبداد کے پنجے میں دبے ہوئے تھے، مگر وہ سخت جان تھے، کہ باوجود حکام کے مظالم اور اعمال کی بدسلوکی کے اب تک زندہ ہیں، بعض شاہی افسروں کی رائے تھی کہ اس سرزمین کا انتظام چونکہ ان کے بس کی بات نہیں ہے، اس لئے اس کا انتظام حکومت چین کے انتظام سے خارج کر دیا جائے، اس بنا پر روس اور برطانیہ میں حسد پیدا ہو گیا، روس چاہتا تھا کہ اس پر اپنا سکہ جمائے، اور انگریز چاہتے تھے کہ اپنا جھنڈا لہرائیں، مگر لی ہونگ چانگ (LI HUNCHANG) جو شاہ کوآنک شو (۱۹۰۹-۱۸۷۵ م) کا وزیر تھا، اس خیال سے متفق نہ ہوا، اس کی کوشش سے سین کیانگ کو ایک ماتحت صوبہ بنا دیا گیا، اور اس کا انتظام بھی دیگر صوبوں کی طرح کر دیا گیا، اس وقت سے سین کیانگ کے بذات خود استقلال کا خاتمہ ہو گیا۔

انقلاب کے بعد جمہوریت چین نے بھی اس کو اپنے صوبوں میں شامل رکھا، اگرچہ وہ صوبہ کے نام سے موسوم ہے، لیکن حقیقت میں صرف سیاسی انتظامات میں وہ حکومت نانکینگ کے ماتحت ہے، دیگر معاملات میں خود مختار ہے، اگر اس کو قسمت خاص (SPECIAL DEVISION) کہا جائے (جیسے شنگھائی، ٹیان ٹسن وغیرہ ہیں)۔

تو قسمت خاص کے جو شرائط ہیں، اس میں مفقود ہیں، یہی وجہ ہے کہ سین کیا ننگ کے مسلمان اگرچہ یہ جانتے ہیں کہ وہ حکومت چین کی رعایا ہیں، لیکن ان کو یہ خبر نہیں کہ ان کے اور حکومت کے درمیان کیا تعلق ہے، ان کے حقوق حکومت پر کیا ہیں، اور حکومت کے حقوق ان پر کیا ہیں، وہ اندرونی چین کے باشندوں سے بہت کم تعلق رکھتے ہیں، اس کے برخلاف وہ بیرونی ممالک کے ساتھ معاملات اور تعلقات قائم کرتے ہیں، ان کا یہ طرز عمل ان کے لئے مضر اور حکومت چین کے لئے خطرناک ہے، شمالی و مشرقی چین اس وقت میدان جنگ بنا ہوا ہے، اور شمالی مغربی چین عنقریب میدان جنگ بنانے والا ہے،

۲۔ صوبہ سین کیا ننگ کی بین الاقوامی حیثیت

سین کیا ننگ مسلمانان چین سے گہرا تعلق رکھتا ہے، اس تعلق کی اہمیت سمجھنے کے لئے یہاں ہم سین کیا ننگ کے متعلق مختلف حیثیت سے بحث کرتے ہیں،

سب سے پہلے ہم اس پر نظر ڈالتے ہیں کہ اس صوبہ کو بین الاقوامی تعلقات میں کیا اہمیت حاصل ہے، سین کیا ننگ کے سیاسی حالات تقریباً ہر شخص جانتا ہے، کہ نہایت ناقابل طمینان ہیں، اور کسی نہ کسی وقت اس کی حکومت چین کے ہاتھ سے نکل جانے کا ڈر ہے، یہ بات بھی کسی سے مخفی نہیں ہے کہ بیرونی منگولیا پر روس کا اثر ہے، اور تبت کا اکثر حصہ انگریزوں کے قبضے میں آگیا ہے، اور سین کیا ننگ روس اور انگریز دونوں کے زیر اثر ہے، کیونکہ یہ پامیر سے بہت قریب ہے، پامیر سے ملا ہوا ایران، افغانستان اور ہندوستان ہے، جن پر انگریزی اثر حاوی ہے، ان کے باشندوں کے مذہباً مسلمان ہونے کی وجہ سے رسم و رواج بھی ایک دوسرے سے ملتے ہیں، انگریز اس سے فائدہ اٹھا کر "اتحاد اسلام" کا نعرہ بلند کرتا ہے، جس سے

مذہب کے نام سے سیاسی اقتدار کا حاصل کرنا مقصود ہے۔ مگر یہ اتحاد اسلام کی آواز سے شمالی
 و مغربی چین کے مسلمانوں کی دجھکی کرتا ہے تاکہ وہ وہاں اپنا اثر جاسے سین کیانگ کے مسلمانوں
 میں مذہبیت زیادہ ہے، اور ان کی مذہبیت وطنیت پر غالب ہو، وہ جہالت اور تعصب
 کی وجہ سے مذہب اور وطن کا تعلق نہیں سمجھ سکتے، اور نہایت آسانی سے انگریزوں کے
 دام میں گرفتار ہو جاتے ہیں، اگر اس وقت ان کو کوئی ایسا رہنما نہ مل جو ان کو وطنیت کی
 سیدھی راہ پر لیجائے، تو ٹیان شان کے شمال کے مسلمان ضرور غلامی کے گرداب میں غرق
 ہو جائیں گے، نہ صرف انگریزوں نے وہاں اپنی ملوکیت کا دام بھپا رکھا ہے، بلکہ روس
 کی آنکھیں بھی برابر اس پر لگی رہتی ہیں، وہ وسائل و ذرائع سے اس پر اپنا سکہ جمانا چاہتا ہے،
 روس کو چونکہ مشرقی سمندر میں کوئی نمایاں جگہ نہیں ملی، اور بحر اسود میں اس کا اثر کم ہے، اس لئے
 وہاں اس کو جو خسارہ ہوا اسے وہ مشرق جنوب کے وسیع میدان سے پورا کرنا چاہتا ہے،
 چین کے شمالی و مغربی علاقے، اشتراکی گلدبانوں کے لئے اچھے چراگاہ ہیں، اس نے اپنا اثر
 چین پر ڈالنے کے لئے دریائے ارتش کے جنوبی کنارہ پر اپنی حکومت قائم کر رکھی ہے، سین کیانگ
 چین کا ایک دور افتادہ صوبہ ہے، آمد و رفت کی دشواری سے حکومت چین کا وہاں بہت کم
 اثر ہے، اس اعتبار سے یہ قیاس کرنا غلط نہ ہوگا کہ یہ کچھ دنوں میں دوسرا بیرونی منگولیہ بن جائیگا
 اگر حکومت چین نے اس کی طرف توجہ نہ کی اور ایسی تدبیر اختیار نہ کی کہ وہاں کے پورے
 انتظامات اپنے ہاتھ میں کر لے تو وہ دن بہت دور نہیں ہے جب کہ وہ اپنی بد قسمتی اور
 بد بختی پر روئیں گی، اور جس طرح منچوریہ کو جاپانیوں نے غصب کر لیا اسی طرح روس اس کو اپنے
 قبضہ میں کرنے لگا،

معاشی حالات،

دوسری قابل غور بات ان کے معاشی حالات ہیں، سین کیا ٹنگ مین مادی دولت بہت کافی ہے، ہر قسم کی چیز وہاں پائی جاتی ہے، اس زمین میں معدنیات کا خزانہ رہا ہی، لیکن قدیم دستور کی پابندی کی وجہ سے وہاں کے باشندوں کی معاشی حالت بہت قابلِ رحم ہے، ان میں نہ صرف صنعت و حرفت بالکل مفقود ہے، بلکہ زراعت بھی نہیں ہے، انکی زندگی بالکل چرواہوں کی سی ہے، زراعتی نہیں ہے، اگر تجارت کا ذکر کیا جائے تو وہ اور بھی زیادہ قابلِ رحم ہیں، اس سے قبل جو لوگ یہاں کاروبار کرتے تھے، وہ صوبہ شنسی، ہانان اور تیان شین کے تھے، کچھ لوگ ہونان اور ہوپے سے بھی آتے تھے، بڑی تجارت ان لوگوں کے ہاتھ میں تھی، ایسی باشندوں میں صرف معمولی اور چھوٹے کاروبار تھے، جن سے وہ مشکل سے اپنی زندگی گزار سکتے تھے، موجودہ زمانہ میں وہاں کی حالت اور زیادہ بدتر ہو گئی، حکومت چین کی بیرونی پالیسی ہر جگہ ناکام ثابت ہوئی جس کی وجہ سے بہت سے معاملات میں اس کے اختیارات بہت کم رہ گئے، اس کی نقل و حرکت ہر جگہ محدود ہو گئی، اور قدم قدم پر اس پر پابندی عائد کر دی گئی، یہاں تک کہ سین کیا ٹنگ پر اجنبیوں نے اپنا تسلط جمادیا، اور ان کا اقتدار حکومت چین سے کہیں زیادہ ہو گیا، اجنبیوں نے وہاں پہنچ کر ہر ممکن ذریعہ سے اپنی تجارتی منڈی قائم کی اور چینی تاجروں کو محروم کر دیا، بیوقوف دیسی باشندے اپنے قدیم رسم و رواج اور عادات اطوار پر سختی سے قائم رہے، اور اس سے ایک انچ ہٹنے پر راضی نہ ہوئے، جس کی وجہ سے وہ زندگی کی معاشی مسابقت میں بہت پیچھے رہ گئے، مزید برآں، بیرونی منگولیکہ میں روس اپنا اقتدار قائم کر چکا تھا، وہاں کے

چینی تاجرون پر بید ظلم کئے گئے، ان کی جائداد منقولہ و غیر منقولہ سب ضبط کر لی گئی، پہلے جو بڑے
 بڑے تاجر تھے، اب وہ نان شینہ کے محتاج ہو گئے، اور پہلے جو زمین دار تھے اب مفلوک بچا
 ہو گئے، یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے، جس کو پروگنڈے کے پردہ میں نہیں چھپایا جاسکتا،
 یہ ایک دکھتی ہوئی آگ ہے جس کے شعلوں کو کاغذ کے اندر نہیں دبایا جاسکتا، غربت و مفلسی
 شمالی چین میں پھیلی ہوئی ہے، تباہی و بربادی کے آثار ہر طرف ظاہر ہیں، ایسی فضا اور ایسے
 ماحول میں سین کیا نگ کے باشندوں کا کیا حال ہوگا، ملک الموت ان کے سامنے ہے، اور
 صرف موت ان کے لئے آغوش کھولے ہوئے کھڑی ہے، ایسی حالت میں بجز اس کے
 نجات کی اور کوئی صورت نہیں ہے کہ وہ خود جہد و جہد کریں، اور اس ہلاکت اور تباہی سے
 اپنے کو بچائیں اور حکومت چین کی مدد سے وہاں کے انتظامات کی تجدید کریں، شمالی و مغربی
 چین کے مسلمانوں کی نجات صرف اسی میں ہے کہ وہ زمانہ کے ساتھ چلیں، اور زمانہ کی گردش
 کے ساتھ حرکت کریں، جدید ایجادات سے فائدہ اٹھائیں، اور نئی اختراعات سے کام لیں،
 سین کیا نگ کے مسلمانوں کے ہاتھوں میں کچھ صنعت و حرفت ضرور ہے، لیکن
 آمد و رفت کی دشواری سے اس کو ترقی نہیں دی جاسکتی، اور اندرونی پیداوار سے وہ زیادہ
 فائدہ نہیں اٹھا سکتے، روس سیریا ریلوے کے ذریعہ سے وہاں کی تمام اشیاء خام کو اپنے
 ملک میں پہنچ لیجاتا ہے، اور ان سے مصنوعات تیار کر کے سین کیا نگ میں بیچتا ہے، انسان
 کا ہاتھ، مشین کا مقابلہ نہیں کر سکتا، گدھے اور خچر کی رفتار اور ٹرین کی رفتار میں کوئی نسبت
 نہیں ہے، چین کی پیداوار اہل چین کے لئے بیکار ہے، مگر روس ان کو لیجاتا ہے اور مصنوعات
 تیار کر کے خوب کھاتا ہے،

زرعی پیداوار کے علاوہ جانور بھی باشندگان سین کیا نگ کی آمدنی کا بڑا ذریعہ ہیں

ان کی زندگی کا اس پر دار و مدار ہے لیکن وہ بھی اس کے تنہا مالک نہیں ہیں بلکہ روس اس پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

سین کیانگ کا معدنی ذخیرہ بہت کافی ہے لیکن اہل چین اسے نکالنے کی قدرت نہیں رکھتے، انگریز ماہرین معدنیات جو وہاں گئے ہیں اور وہاں کے حالات کی تحقیق کی ہے وہ کہتے ہیں کہ دنیا سے معدنیات میں سین کیانگ کو کافی اہمیت حاصل ہے، چاندی اور سونا اور پٹرول کا خزانہ اس میں دفن ہے، تمام دولت کی آنکھیں اس پر لگی ہوئی ہیں یہ کہنا بیکار ہے کہ شمالی و مغربی چین کے مسلمانوں کے لئے کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے، اون کی معاش کے ذرائع تو ان کے سامنے ہیں لیکن ضرورت ہے کہ وہ اپنے ہاتھ پاؤں کو حرکت دیں اور انکو اپنے قبضہ میں کر لیں حقیقت یہ ہے کہ انکو کوئی رہنما نہیں ملتا، جو ان کو ہدایت کرے کہ کس طرح زندگی بسر کرنا چاہئے، اور اون کو یہ سمجھائے کہ کس طرح دنیا کی رفتار کا ساتھ دینا چاہئے،

۴۔ تعلیم،

ان کے معاشی حالات بیان کرنے کے بعد ہم کو ان کی تعلیم کے متعلق بھی کچھ کہنا ہے، چین کے تعلیمی حالات اگر مجموعی حیثیت سے دیکھے، تو یہ صاف نظر آئے گا کہ شمالی و مغربی چین کے حالات زیادہ افسوسناک ہیں، شمال و مغرب قریب کے باشندے تعلیمی معاملات میں اگرچہ اور صوبوں کی ہمسری کا دعویٰ کرتے ہیں، لیکن دور افتادہ مقاموں میں کہیں زیادہ پیچھے ہیں، شمالی و مغربی چین میں مسلمانوں کا کوئی خاص تعلیمی مرکز نہیں ہے، مختلف قوموں اور نسلوں کے آباد ہونے سے ان کی زبانیں اور بولیاں بھی مختلف ہیں، جنوبی تیان شان کے باشندوں میں مذہبی لسانی اور رسمی اتحاد ضرور ہے، جو بیرونی ممالک کے مسلمانوں کے ساتھ

تعلقات کا نتیجہ ہے، اس کی وجہ سے ان کی معاشرت اور تہذیب و تمدن میں بھی بہت کچھ ہم رنگی ہے لیکن شمال تیان شان میں کچھ اور ہی رنگ ہے، یہاں کے باشندے صرف ابتدائی (PRIMARY) زندگی سے آشنا ہیں، قریب کے منگولی نسلوں میں کچھ لوگ کانفوش کے معتقد پائے جاتے ہیں، وہ ان کو کانفوش کا فلسفہ پڑھاتے ہیں، جس کو نہ وہ خود سمجھتے ہیں اور نہ دوسروں کو سمجھا سکتے ہیں،

جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے، ان میں تعلیم کا بالکل انتظام نہیں، ہر شخص یہ سمجھتا ہے کہ شمال مغربی چین کے باشندوں میں اسلئے جمود چھایا ہوا ہے کہ آمد و رفت کے ذرائع کم ہونے کی وجہ سے ان کو مذہب دنیا سے ملنے جلنے کا بہت کم اتفاق ہوتا ہے، لیکن حقیقتہً ایسا نہیں، تعلیم کی کمی کو جمود کا اصلی سبب سمجھنا چاہئے، ایسی حالت میں کہ تعلیم کا چرچا ان میں نہیں ہے، انکو کس طرح سمجھایا جائے، کہ قوم اور وطن کیا چیز ہے، جہالت کی وجہ سے قوت تیزان میں بہت کم ہوتی ہے، عارضی منافع سے بہت جلد متاثر ہوتے ہیں، اور غیروں کے آلہ کار بن کر اپنی زندگی کو تباہ کر دیتے ہیں، ان حالات کو محسوس کرتے ہوئے مجبوراً ہم خود آہ سرد کھینچتے ہیں، اور ان کے متعلق افسوس ظاہر کرتے ہیں،

ان کے لئے کسی اعلیٰ تعلیم کی ضرورت نہیں ہے، بلکہ ابتدائی اور عمومی تعلیم ان کیلئے کافی ہے، اگر یہ بات ان کے ذہن نشین ہو جائے کہ وہ بھی چین کے باشندے ہیں، اور چینی قوم کا ایک جز ہیں، تو وہ اپنے آپ کو سنبھال سکتے ہیں، اور اپنی اجتماعی زندگی کو تباہیوں اور بربادیوں سے بچا سکتے ہیں، جب حکومت چین نے بتیوں اور منگولیوں کی تعلیم کی طرف خاص توجہ کی ہے، اور ان کے لئے خاص درس گاہیں قائم کی ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ مسلمانوں کی تعلیم کے لئے بھی کچھ انتظام نہ کرے، غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں

مین سے کسی نے اس کا مطالبہ نہیں کیا جس کی وجہ سے حکومت کو اس طرف توجہ نہ ہوئی، اب
 سنا ہے کہ چین میں ایک ایسا مدرسہ قائم کیا گیا ہے جو شمالی اور مغربی باشندوں کے لئے مخصوص ہے
 اور نافو ہیانگ جو ایک نامور مسلم جبرل اور حکومت نانکینگ کے رکن ہیں، خاص طور پر اس طرف
 توجہ فرما رہے ہیں، اور مسلمانوں کی تعلیم میں کافی دلچسپی لے رہے ہیں، خدا کرے اور ان کی یہ کوشش
 کامیاب ہو، اور شمالی و مغربی مسلمانوں کے لئے زندگی کی ایک نئی راہ نکل آئے،

۵۔ آمدورفت،

شمالی و مغربی چین کے متعلق چوتھی چیز جس کی مین بیان کرنا ہے، وہ وہاں کی آمدورفت ہے
 پہاڑی علاقے ہیں، اور پہاڑوں کے اندر وسیع صحرا بھی ہے، مسافریا تو بیل سے جاتے ہیں یا
 اونٹ سے یا پیدل، سفر دشوار اور نقل و حرکت مشکل ہے، یہی وجہ ہے کہ وہاں کے باشندوں نے
 تقریباً اپنے سارے تعلقات اندرونی چین سے منقطع کر لئے ہیں، یہاں نہ تو داخلی نظم و نسق
 کا کوئی خاص انتظام ہے، اور نہ خارجی حملوں کی مدافعت کا کوئی خاص اہتمام ہے، ایسی حالت
 میں بیرونی قوتوں کو اس پر قبضہ کرنے کی دعوت دینا نہیں ہے، تو اور کیا ہے، اگر روس یا انگریز
 اگر اس پر قبضہ کر لیں، تو چین کی کیا بحال ہے کہ ان کو وہاں سے نکال سکے، چین صرف یہ شکایت
 کرتا ہے کہ بیرونی قوت اس کے اندرونی انتظامات میں مداخلت کرتی ہے، لیکن یہ اپنی غفلت
 کا قصور ہے، اگر شمالی و مغربی چین میں شاہراہ نکال دی جائے، اور سڑکیں تعمیر کی جائیں، تو وہاں
 کی حالت فوراً بدل جائے، اور وہاں کے مردہ باشندے زندہ قوموں کے زندہ افراد بن جائیں،
 اگر آمدورفت میں آسانی پیدا ہو جائے تو اندرونی چین کے تعلیم یافتہ مسلمان وہاں جاسکتے ہیں

۱۵۔ یہ نامور چینی مسلم قائد اگست ۱۹۳۲ء میں انتقال کر گئے،

اور ان کو زندگی کی ضروریات سے آگاہ کر سکتے ہیں، اور ان کو حکومت چین سے اتحاد کرنے پر آمادہ کر سکتے ہیں، اور اس طرح وہ شمال و مغرب میں بیرونی قوتوں کی مدافعت کر سکتے ہیں، حکومت چین کو مطلقاً اسکی فکر نہیں کہ وہ ان فوج بھیجی جائے یا خزانہ سے ان کے لئے کچھ رقم منظور کی جائے،

یہ ایک سوال ہے کہ شمالی و مغربی چین مستقبل قریب میں کسی غیر کے ہاتھ میں چلا جائے گا، اگر حکومت چین اسے اپنے قبضہ میں رکھنا چاہتی ہے، تو وہ ان کے باشندوں کے لئے تعلیم کا خاص انتظام کرے، اور آمد و رفت کے لئے آسانیاں بہم پہنچائے، ورنہ وہ یا تو روس کے ہاتھ میں چلا جائیگا، یا انگریز اس پر قابض ہو جائیں گے، خیر شمالی و مغربی چین کے مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ کیا ہوگا، زمانہ ہمیں خود بتا دے گا، لیکن بہت ممکن ہے کہ اندرونی چین کے مسلمان خود ہمت کر کے اٹھیں، اور انکو قعرِ جہالت سے نکال کر باجم علم و ترقی پر پہنچا دیں، اور انکو اپنے ساتھ لیکر جہادِ زندگانی کی راہ پر گامزن ہوں، تاکہ دوش بدوش آزادی کی ہوا کھائیں اور حریت کی نعمت سے لطف اندوز ہوں،

(ب) اندرونی چین میں،

۱۔ عام حالات،

اس میں شک نہیں کہ اندرونی چین کے مسلمانوں کے حالات شمالی و مغربی چین کے مسلمانوں سے کہیں زیادہ بہتر ہیں، لیکن اگر انہی قوم سے ان کا مقابلہ کیا جائے، تو ایک میں فرق نظر آئیگا، تعلیم میں، صنعت و حرفت میں، معیشت و تجارت میں، مسلمان ان سے بہت پیچھے ہیں، لیکن باوجود اس کمزوری و پستی کے وہ ہرگز اس کا اعتراف نہ کریں گے، کہ وہ

۲۔ ان میں رہبر نہیں ہیں ،

تایخ اس بات کی شاہد ہے کہ چینی مسلمانوں میں کبھی کوئی ایسا شخص نہیں پیدا ہوا جو انکی رہنمائی کر سکے، نہ دینی امور کے لئے کوئی مصلح ہے، اور نہ سیاسی معاملات میں کوئی لیڈر ہے۔ موجودہ زمانہ میں چین میں سیاسی مدوجہز اس طریقہ سے ہو رہا ہے جس کا اندازہ کرنا بہت مشکل ہے، اور ممالک اسلام کے حالات اس طرح سے متغیر ہو رہے ہیں کہ یہ سمجھنا نہایت دشوار ہے کہ آیا وہ حقیقت میں مطمئن ہیں یا مضطرب، عوام کے طرز عمل سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اشتراکی خیالات چین میں خوب پھیل رہے ہیں، حکومت کی روش سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اشتراکیت ایک ناقابل قبول خیال ہے، اور ایک لمحہ کے لئے وہ اسکو چین میں رہنے نہیں دینا چاہتی، ممالک اسلام میں کبھی دوسرے شورش ہے اور کبھی او دھڑ بھڑ چینی، کبھی یہ خبر آ رہی ہے کہ فلان ملک میں ترقی ہو رہی ہے، اور کبھی یہ آواز پہنچتی ہے کہ فلان ملک کی حکومت ہاتھ سے نکل گئی، ایسی حالت میں اور ایسے زمانہ میں پیارے چینی مسلمان جن کو یہ بھی خبر نہیں کہ سیاست اور مذہب میں کیا تعلق ہو، اور جن کو یہ علم بھی نہیں کہ اصلاح دینا، اصلاح دین ہی پر منحصر ہے، کیا طرز عمل اختیار کریں، اگر صرف سیاست میں حصہ لین تو دینی کام کون کریں گے، اگر صرف دینی معاملہ کی طرف توجہ کریں، تو دنیا میں کیسے زندہ رہیں گے، یہ ایک اہم مسئلہ ہے جو قابل غور ہے، اصل دشواری یہ ہے کہ مسلمانان چین کو کوئی ایسا رہبر نہیں ملتا جو دینی اور سیاسی دونوں معاملوں میں ان کی رہنمائی کرے، ایسا رہبر ان کو پیدا کرنا پڑے گا یا انھیں تلاش کرنا ہوگا، اگر صحیح رہبر ان کو مل گیا تو اس وقت آپ دیکھیں گے کہ وہ تنزل کے نشیب سے اٹھ کر ترقی کی بلندی پر پہنچ جائیں گے، اور سر زمین چین میں اپنا سکھ بٹھا دیں گے،

۳۔ دینی اور دنیاوی تعلیم میں بے تعلقی،

مسلمانان چین کو اپنے حالات درست کرنے کے لئے دوسرا ضروری کام یہ کرنا ہے کہ دینی اور دنیاوی معاملات میں ایسا تناسب رکھیں، جو ایک دوسرے کے فائدے کے منافی نہ ہو، یا یوں کہئے کہ جو دینی تعلیم پاتے ہیں، ان کو دنیاوی امور سے بھی واقف کر دیں، اور جو دنیاوی تعلیم کے پیچھے لگے ہوئے ہیں، ان کو دینی تعلیم سے بے بہرہ نہ رہنے دین، یعنی مسلمانوں کی پستی کے اسباب میں سے ایک یہ بھی ہے کہ دینی اور دنیاوی تعلیم کے لئے جدا جدا انتظام ہے، اور ان میں بالکل بے تعلقی ہے، دینی مدرسہ میں ایسی کتاب نہیں پڑھائی جاتی جو دنیاوی امور سے متعلق ہو، اور دنیاوی مدرسہ میں کوئی ایسی کتاب نہیں مل سکتی جو دینی امور سے متعلق ہو، انفرجن ان میں مطلق تضاد ہے، ایک دوسرے سے کوئی واسطہ نہیں، یہ بات نہایت مضحکہ خیز ہے کہ وہاں کے آہون (AHONG) دینی فرائض کے ٹھیکہ دار ہیں، مذہبی رسوم ان کے ذریعہ سے انجام پاتے ہیں، لیکن اور کاموں سے انھیں کوئی واسطہ نہیں، ان کا کام صرف فاتحہ خوانی، دعا کرنا، تعویذ لکھنا، جنازہ پڑھانا، نماز کی امامت کرنا، نکاح پڑھانا، اور مقبروں کی زیارت کرنا، اور مرغ، گاسے، اور بکری، وغیرہ ذبح کرنا ہے!

چین کے آہون (مولانا) دنیاوی امور سے بالکل نا آشنا ہیں، عقل ان میں ہے مگر اس پر ہر لگی ہوئی ہے، سمجھ ہے، مگر اس سے کام نہیں لیتے، جاہل تو نہیں، مگر جاہل حق اور مقلد ضرور ہیں، ایسے لوگوں سے کیا امید ہو سکتی ہے، کہ وہ دینی تعلیم و ترقی کی راہ میں لوگوں کی ہدایت کریں گے، ایک طرف تو یہ حال ہے، دوسری طرف دنیاوی امور کے جو ماہرین ہیں، وہ اپنے دامن میں لگے ہوئے ہیں، وہ سمجھتے ہیں کہ مذہبی کام سے ان کو بالکل واسطہ نہیں ہے،

ان کو رہنے کے لئے گھر، پہننے کے لئے کپڑے، کھانے کے لئے اجناس اور ایشیا، رنج و غم میں شریک ہونے کے لئے بیوی، اور سیر و تفریح کے لئے بچے ملیں پس یہی انکا مقصد زندگی ہے۔ انکے علاوہ وہ اور کسی چیز سے سروکار نہیں رکھتے مسلمانانِ چین میں ایسے حالات جو پیدا ہو گئے ہیں اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ دنیادی اور دینی تعلیم میں ہم آہنگی اور تناسب نہیں ہی ورنہ اون کی زندگی ہر لحاظ سے قابلِ اطمینان ہو جاتی،

۴۔ مسلمانانِ چین کی پوزیشن،

چین کے مسلمانوں میں عقائد کی یکسانی کی وجہ سے اگرچہ مذہبی اتحاد ہے، لیکن سیاسی حیثیت سے ان میں کوئی خاص روح نہیں ہے، جو ان کو ایک ٹی میں منسلک کر دے۔ بعض مسلم افراد کو حکومت چین میں نمایاں حیثیت حاصل ہو، مگر وہ جو کچھ کہتے ہیں اپنی ذات کے لئے کرتے ہیں، مسلمانوں کے لئے کچھ نہیں کرتے، اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ چین کے مسلمانوں میں کوئی ایسی جماعت نہیں ہے جو مسلمانوں کے مفاد کے لئے مجموعی حیثیت سے ملکی قانون کی بنیاد پر جدوجہد کرے، سیاسی جماعتوں میں اگرچہ ”جو چین ہوئی“ (انجمن ترقی و اتحاد) اور ”ہوئی چیو کون ہوئی“ (مسلم لیگ) اور ”ہوئی چیو منگ نیان ہوئی“ (انجمن مسلم نوجوانانِ چین) وغیرہ موجود ہیں، لیکن منظم شکل میں نہیں ہیں، بلکہ صرف برائے نام ہیں، ان سے کسی کام کی توقع نہیں ہو سکتی، اس میں کوئی منظم اور متحدہ انجمن نہ ہونے کی وجہ سے ایک جگہ کے مسلمان دوسری جگہ کے مسلمانوں سے بے تعلق رہتے ہیں، مشرق کی خبر مغرب میں اور شمال کی خبر جنوب میں نہیں پہونچتی ہیں، وجہ ہے کہ سوشل اور پولیٹیکل تحریکوں میں اگرچہ مسلم افراد کا کافی حصہ ہے، لیکن مسلم جماعت کا کوئی حصہ نہیں ہے اور کوئی متحدہ نظام عمل نہ ہونے کی وجہ سے وہ کوئی خاص پوزیشن نہیں رکھتے،

نہ وہ قوم و وطن کے لئے کوئی متحدہ خدمت پیش کر سکتے ہیں، اور نہ مذہب و ملت کے لئے کوئی متحدہ روح پیدا کر سکتے ہیں، یہ ایک کمی ہے جس نے وہاں کے مسلمانوں کو کافی نقصان پہنچایا ہے، چین کے مسلمان اگر جماعت کی حیثیت سے ملک کے لئے عموماً اور مسلمانوں کے لئے خصوصاً کوئی مفید کام کرنا چاہیں، تو بغیر ایک ایسی منظم جماعت کے جس کا مقصد دینی اور ملکی اصلاح ہو، کامیاب ہونا بہت دشوار ہے، مسلمانوں کی خدمت اس وقت اہل چین کے نزدیک قابل قدر ہوگی جبکہ وہ جماعتی حیثیت سے کوئی کام کریں گے، ان کی وقعت اسی میں ہو، اور ان کی عزت بھی اسی میں ہے،

اپنی موجودہ پوزیشن سے نا اشرار بکر مسلمانان چین ترقی نہیں کر سکتے، اور نہ ہی جذبہ کی وجہ سے، سوشل تحریک میں شریک نہ ہونا، ان کے لئے نقصان عظیم کا باعث ہے، انکو احساس ہونا چاہئے کہ وہ چینی مسلمان ہیں، اور چینی مسلمان چینی قوم کا ایک جز ہیں، بیشک وہ اسلام کے متقد ہیں، اور قرآن اور آنحضرت صلیعہ کے پیرو ہیں، لیکن ان کو یہ نہ سمجھنا چاہئے کہ مسلمان ہونے کی وجہ سے ترکی ان کی مدد کرے گا، یا افغانستان ان کی دست گیری کرے گا، یا اور کوئی اسلامی سلطنت ان کا ساتھ دے گی، بالفاظ دیگر مسلمانوں کو چین میں جو حقوق ملین گے، اور جو امتیازات حاصل ہونگے، وہ مسلمان ہونے کی حیثیت سے نہیں، بلکہ چینی قوم ہونے کی حیثیت سے حاصل ہونگے، ان کو چین میں جینا اور مرنے کا حق ہے، انکو اس میں رہنا اور رہنا ہے، ان کو دیگر قوموں کے ساتھ تعاون کرنا پڑے گا، اور دیگر قوموں کو بھی ان سے مدد دینی ہوگی، ان کے اندر جو خرابیاں ہیں، مثلاً سیاسی بے چینی، تعلیم کی کمی، معاشی اضطراب، ملوکیت کا دباؤ، عسکریت کا نظم، اجتماعی بد امنی وغیرہ ہے، ان سب کو دیگر قوموں کے ساتھ مل کر دور کرنے کی کوشش کرنی ہوگی، اور متحدہ قوت سے تعمیری کاموں کو انجام دینا ہوگا، اگر وہ یہ روش اختیار کریں، تو وہ دن دور نہیں کہ چین کی مکمل آزادی

کے ساتھ وہ بھی مکمل طور پر آزاد ہو جائیں گے، اور چین کو ہر قسم کے بیرونی دباؤ سے نجات ملنے پر وہ وہ دباؤ بھی جو ان پر ڈال گیا تھا، خود بخود دور ہو جائیگا، اس وقت وہ نہایت اطمینان اور سکون کی تھ زندگی بسر کریں گے، اور اپنا وقت یاد الہی اور تبلیغ اسلام میں گزاریں گے۔

۵۔ نو نہال انقلاب اور مسلم مالی!

مسلمانان چین کو ہر لحاظ سے چینی قوموں کا ساتھ دینا چاہئے، اور ان سے کترانا نہ چاہئے کیونکہ کوین ٹانگ (جماعت وطنیہ) کے نمایندوں کی پہلی کانفرنس ہوئی تھی، اس نے یہ اعلان کیا تھا۔

یہ کانفرنس اعلان کرتی ہے کہ کوین ٹانگ اندرونی چین کی تمام قوموں کے حقوق آزاد کو تسلیم کرتی ہے، ملوکیت اور عسکریت کو انقلاب کے ذریعہ ختم کرنے کے بعد چین میں ایک جمہوری اور خود مختار حکومت قائم کی جائیگی جو پانچ قوموں پر مشتمل ہوگی، اور ان میں مساوات اور اتحاد پیدا کیا جائیگا،

اس اعلان کے مطابق چینی مسلمانوں کو یہ حق نہیں ہے کہ وہ اور قوموں کا ساتھ نہ دیں اور خود ایک علیحدہ راستہ اختیار کریں، حالات، جذبات وطن اور حریت کی آواز ان کو مجبور کرتی ہے کہ وہ غیر مذہب والوں کو اپنا مخلص سمجھیں، اور ان کے ساتھ مل کر کام کریں، اور مادروں کے لئے اپنا فرزندانہ فرض ادا کریں، چنانچہ ہان شی کے مسلمان نمایندگان شی زین (TING SHEH LIN) نے ایک تقریر کے دوران میں یہ رائے ظاہر کی :-

۱۹۲۴ء میں یکن ہوٹل میں ہمارے زعمیم ڈاکٹر سن بیت سین سے میری ملاقات ہوئی

۱۵ صوبہ سین کیانگ کا ایک مقام،

اور ان سے سیاسی مسئلہ پر بحث ہوئی، ڈاکٹر سن فرماتے ہیں ات تم جانتے ہو کہ ہول تلخ کیا ہیں ؟ وہ مساوات کے ہول ہیں جو دہلی ہوئی قوموں کے لئے بنائے گئے ہیں اس اصول کے ذریعہ سے ملکیت اور عسکریت سے ان کو نجات دلانا ہے مسلمان بھی چینی قوموں میں سے ایک قوم ہیں وہ عرصہ سے استبدادیت کے نیچے دبے ہوئے ہیں، وہ جتنا زیادہ دبے ہوئے ہیں اتنا ہی قوی ان میں حریت کا احساس اور آزادی کا جذبہ ہے، اس واسطے میں تم سے کہتا ہوں کہ اب سے تم کو یہ کرنا چاہیے کہ مسلمانوں کو خواب غفلت سے جگاؤ، اور ان کو اپنے ساتھ لیکر انقلاب کے میدان میں اترو، مسلمانوں کی شجاعت اور بہادری دنیا میں مشہور ہے، وہ اپنی جان کی پروا نہیں کرتے، وہ خوب قربانی کر سکتے ہیں، اگر ان کو جگا دیا گیا، تو نو نہال انقلاب کیلئے ایک محنتی مالی مل جائیگا، جو صبح و شام اور دن رات اس چین کو سیراب کریگا، قومی انقلاب کا پہلا کام یہ ہے کہ وہ ملکیت کے جراثیم کو جو سیاست چین کے اندر پھیل رہے ہیں انکال دے یہ کام بغیر مسلمانوں کے نہیں ہو سکتا، مزید برآں ترکی، افغانستان، ایران، ہندوستان اور عرب سب کے سب اسلامی ملک ہیں، ان میں حریت کا مادہ بہت قوی ہے، آج کل ملکیت کے استبداد سے بہت بے چین ہیں، اگر وہ چین کے ساتھ اتحاد کر لیں تو یورپی ملکیت کے جراثیم جو دنیا کی سیاسی فضا کو خراب کر رہے ہیں، اتحاد ایشیا کی دواسے فوراً مٹ جائیں گے، الغرض چین کے انقلابی کاموں میں مسلمانوں کا شریک ہونا ہر طرح سے ضروری ہے، بغیر ان کے یہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکتا، اور ملکیت کے جراثیم کو فنا کرنے کے لئے سوائے مسلمان مالی کے اور کون ہو سکتا ہے، آؤ نو نہال انقلاب کو سیراب کرو۔

اس بیان سے مسلمانوں کی حیثیت بالکل ظاہر ہے، ڈاکٹر سن رست سین جیسے زعمیم ملت

ڈاکٹر سن رست سین کی ایک مشہور تصنیف،

نے جب اس بات کا اعتراف کیا ہے، کہ فوہمال انقلاب کی سیرابی صرف مسلمان مانی
سے ہو سکتی ہے، تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ دیگر قوموں کا ساتھ نہ دیں، اور حریت کے لئے کوشش کریں،
جنگ آزادی میں حصہ لیں، ان کے بقاے زندگی کے لئے ضروری ہو، اور تحریک انقلاب میں
شریک ہونا ان کے آئندہ عروج کا باعث ہے،

پانچواں باب

عقدا

چینی زبان میں ایک مشہور کتاب ہے، جو حاجی محمد یوسف یوتانی کی لکھی ہوئی ہے، وہ
جسکو ان کے دوست مایان یوان نے شائع کرایا ہے، مایان یوان کا مقبرہ ہندوستان کے
شہر کانپور میں ہے، جو سیاحت کی غرض سے یہاں آئے اور کانپور پہنچ کر انتقال کر گئے، اور وہیں
مدفون ہوئے، یہ تصنیف بہت مختصر مگر جامع ہے، کائنات اور خالق کائنات کے متعلق جو چینی
یونانی اور اسلامی خیالات ہیں، وہ سب اس میں پائے جاتے ہیں، کتاب کے کل جملے ۳۸۴۰ ہیں
۱۵۳۶ حروف ہیں، یعنی چار چار حروف کا ایک ایک جملہ ہے، جو نہایت زوردار اور سمجھ ہے،
یہ نہ صرف عام چینی مسلمانوں کے لئے بلکہ چینی ادیبوں کے لئے بھی ایک قیمتی تحفہ ہے، غیر مسلم
پڑھکر نہ صرف حاجی یوسف کی جادو بیانی سے مسحور بلکہ اس کے مطالعہ سے اس کے دماغ میں
ایک جوش پیدا ہو جاتا ہے، ایک چینی کے قدیم خیالات کے دیا کو متموج اور متلاطم کر دیتا ہے
۱۵ چینی زبان میں حروف اور الفاظ میں کوئی فرق نہیں ہے،

اور ان میں سکون نہیں ہونے دیتا یہ کتاب اکثر چینی مسلمانوں کے دل میں گھر کر چکی ہے، اور بہت سے لوگوں کو زبانی یاد ہے، قارئین کی دلچسپی کے لئے اس کا ترجمہ یہاں درج کیا جاتا ہے،

(الف) خالق اور کائنات

۱۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ ایک مخفی خزانہ ہے، اس کے وجود کی کوئی ابتدا نہیں ہے، اور اس کی ابتدا کس طرح ہوئی؟ کسی کو اس کا علم نہیں، وہ غیر منتهی ہے، اور اس کی انتہا کیون نہیں ہے؟ کوئی نہیں بتا سکتا، اسکی ذات فاعل ہے، اور کسی شے سے مخلوط نہیں، وہ ایک حقیقی اور وحدت کلی ہے، حسین شئونات مشتمل ہیں اسکی وحدت میں شئونات مشتمل ہونے سے حق سبحانہ تعالیٰ کے صفات میں سے جدا نہیں ہو سکے، پس اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات سے جلوہ گر ہوتی ہے، اس کے افعال شروع سے صادر ہوتے ہیں، پھر ان میں حقائق باری جاری ہوتے ہیں، امر سے کون اول پیدا ہوتا ہے، علم و قدرت کو باہم ملا کر اللہ تعالیٰ کون اول کو نفس اور عقل میں تقسیم کرتا ہے، نفس و قدرت کے پھیلانے سے ملکوت انسانی اور آسمانی مکمل ہوتا ہے، پھر ان دونوں کے اندر ایک لطیف جوہر باقی رکھ دیتا ہے، جس کو بیوٹی کہتے ہیں، یہی ملکوت کی بنیاد اور ملک کا احساس ہے، بیوٹی کے اصل کے تقسیم ہونے سے اللہ تعالیٰ حرائیہ اور قرانیہ پیدا کرتا ہے، حرائیہ میں قوت انبساطی اور قرانیہ میں قوت انقباضی ہے، پھر اللہ تعالیٰ حرائیہ کو آگ اور قرانیہ کو پانی بنا دیتا ہے، ان دونوں کے امتزاج سے ہوا اور مٹی پیدا ہوتی ہے، لیکن ہوا اور آگ باہر نمایان ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ہوا کو آسمان اور آگ کو آسمان کے بارے بنا دیا، لیکن مٹی اور پانی اندر باقی رہ جاتے ہیں، پس مٹی کو زمین اور پانی کو سمندر بنایا، جب فوق اور تحت کی تعین ہوئی، تو ان دونوں کے درمیان اللہ تعالیٰ نے مختلف اجناس پیدا کئے، اس طریقہ سے تخلیق کی انتہا مٹی تک ہوتی ہے، انتہا

کے بعد پھر عروج کی طرف لوٹتی ہے، مٹی اور پانی کو باہم ملا کر اللہ تعالیٰ معادن اور اجزاء پیدا کرتا ہے۔
پھر معادن کو آگ کے ساتھ ملا کر نباتات پیدا کرتا ہے، پھر نباتات کو ہوا کے ساتھ ملا کر حیوانات
پیدا کرتا ہے، پھر حیوانیت کو انسانی روح کے ساتھ ملا کر انسان پیدا کرتا ہے۔

ہوا، آگ، پانی، اور مٹی والدات اربعہ کہلاتے ہیں، اور جمادات، نباتات، اور حیوانات
موالیہ ثلاثہ، والدات اربعہ اور موالیہ ثلاثہ، ارکان سبع ہیں، ان کے پھیلانے سے اللہ تعالیٰ اجزاء
پیدا کرتا ہے۔ دن کی صورت و شکل کے اول بدل کرنے سے مختلف انواع بنادیتا ہے، ان کے
مواد میں تفاوت کرنے سے ان کی خاصیت مختلف ہوتی ہے، ہر چیز کا ملکوت اس کے ملک
کے تابع کرنے سے ظاہر ہوتا ہے (اور ملک ملکوت کے نزول سے نمودار ہے) عالم کبیر
کی تخلیق ایسی ہے جیسی ایک دائرہ جس کا نقطہ ابتدا، نقطہ انتہا ہے، ہستی، انسان، مخلوق
کا نقطہ انتہا ہے، اس میں کچھ خاصیت ہے جس کی لطافت حق تک پہنچ جاتی ہے، جب تک
ملکوت اور ملک مکمل ہوتے ہیں، تو تخلیق بھی پوری ہوتی ہے۔

۲۔ اجناس کی تفریق اور ان کے خواص،

جب حق تعالیٰ کا وجود جلوہ گر ہوتا ہے، تو اشیا کی حقیقت اور صورت بھی ظاہر ہوتی ہیں
حقائق تو خدا کے علم میں ہیں، لیکن اوس کی قدرت سے دکھائی دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ کا علم ملکوت
سے پہلے ہے، اور اس کی قدرت ملکوت کو ملک کے ساتھ ملاتا ہے، ملکوت اجسام سے ظاہر
ہوتی ہے، اور ملک ارواح کے تصور سے، جبکہ یہ دونوں ایک دوسرے کے مطابق ہوتے
ہیں، تو روحون کا ہر درجہ اپنی اپنی جگہ قرار پاتا ہے، جب یہ دونوں مجتمع ہو کر تصور میں آتے ہیں
تو حق تعالیٰ کی صفات آشکارا ہوتی ہیں، ان کو انسان کے حق میں علم اور قدرت کہتے ہیں

مگر ایشیا کے حق میں خاصیت چونکہ روح انسانی ایک ہے اور نفس مختلف اس لئے بعض جاہل
ہوتے ہیں اور بعض عالم حق تعالیٰ کی ذات ایک ہی ہے لیکن صفات مختلف جہتوں کے
مطابق اور ان کے حال سے مطابق ہوتے ہیں،

جو علم و قدرت کو خدا تعالیٰ کے ساتھ متحد کرتا ہے، وہ قائم الایمان ہے، جو ان دونوں
کو بہتر طریقہ سے استعمال کرتا ہے وہ طالعزم ہے، جو ان دونوں کی اطاعت کرتا ہے وہ
رسول ہے، جو ان دونوں کے ذریعہ سے آواز حق بلند کرتا ہے وہ نبی ہے، جو ان دونوں
کی آرزو و تمنا کرتا ہے وہ ولی ہے، جو ان دونوں کے ذریعہ سے مدافعت کرتا ہے وہ زام
ہے، جو ان دونوں کے ذریعہ سے عبودیت کو طلب کرتا ہے وہ عابد ہے، جو نفسانی خواہش
کے مطابق ان دونوں کو استعمال کرتا ہے وہ گنہگار ہے،

پرند، چرند، نباتات کی حیات اور ان کی نشو و نما، معادن کی صلابت اور پتھروں کی
سختی، سب کے سب خدا کے علم اور قدرت سے ہیں، مگر وہ علم اور قدرت سے متصف نہیں ہوتے
عرش کی خاصیت تکوین و تربیت میں فیض پہنچاتا ہے، کرسی کی خاصیت خواص میں توفیق
پیدا کرنا، اور ان میں تصرف کرنا اور عدم سے وجود میں برآمد کرنا ہر فعل کی خاصیت ہے،
محض کو نکالنا اور ظاہر کرنا ہستری کی خاصیت ہے، چھوٹے کو بڑا بنانا، مریخ کی خاصیت
ہے، خاصیت اور جوہر کا اظہار کرنا آفتاب کی خاصیت ہے، اجزاء کو جوڑنا، اور اضداد کو ملانا
زہرہ کی خاصیت ہے کشیف کو لطیف بنانا، عطارد کی خاصیت ہے تغیر اور ازالہ کرنا، مریخ کی
خاصیت ہوا کی خاصیت ہلانا ہے، آگ کی خاصیت نو کو تقویت پہنچاتا ہے، پانی کی
خاصیت تر کرنا، مٹی کی خاصیت سکون پیدا کرنا ہے، معادن کی خاصیت ثبات اور وثاقت
پیدا کرنا ہے، نباتات کی خاصیت کھڑا رہنا ہے، حیوانات کی خاصیت حرکت کرنا اور چلنا ہے،

تمام مخلوقات کو برعایت کی ضرورت ہے، کیونکہ ایک دانہ کا اوگنا قسح افلاک کی قوت سے ہوا
 فلاک کا نظریں آنا شمس و نجوم کے ظہور سے ہے، دن و رات کا تغیر ان کی گردش سے ہے
 جہات کا تعین عناصر رباعہ کی تمکین سے ہے، سال میں چار موسم کی تقسیم اون کی تاثیر سے ہے
 ایشیا اور تناسخ کا اختلاف زمین کو ہفت اقلیموں میں تقسیم کرنے سے ہے، مواد مرہیہ کا پیدا کرنا آثار
 فصل و ربیعہ کے ہوا میں پھیلانے سے ہے، کیونکہ بادل، بارش، برف، اوتے، بخار، شبنم، سنگریزہ
 و درختار سب ان کی تاثیر سے اور ان کے اصلی خواص کی لطافت سے پیدا ہوتے ہیں، جبکہ سب
 اجسام میں نظر ڈالی، ان کے معانی پر غور کیا، اون کی صورت دیکھی اور حقائق کو پہچانا، پس یہی
 ملکوت اور ملک ہے، یہی ذات وحدانیت کا جلوہ ہے،

۳۔ انسان کی تخلیق،

اللہ جل جلالہ نے صفوہ کو جمع کیا، اور اس سے ابوالبشر کو پیدا کیا، پھر مویجہ اور چھائی کے
 ظہور کے وقت از دوج اور حمل کے ذریعہ شوب اور قبائل بنائے، اون کی ابتدا ایک نطفہ سے
 ہوئی، نطفہ کیا ہے؟ ایک بذرہ ہے جو باپ کے صلب میں محض ہے، پھر مان کے رحم میں اترتا
 ہے، اس بذرہ کی مستی نزول ملکوت سے متصل ہے، اور اس کی لطافت ملک کی طرف عروج
 کرتی ہے، حمل کی مثال بیوی جیسی ہے، جہان سے لطافت اور کثافت کی تقسیم ہوتی ہے
 کثافت اور لطافت کے باہم ملنے سے، نطفہ پر و مادہ کے چار طبقے بناتے ہیں، سودا، حرار
 بیضار اور صفرا، اور ہر ایک طبقہ ترتیب کے ساتھ دوسرے کا احاطہ کرتا ہے، ان چار طبقوں
 کے مرتفع اور تنزل ہونے سے ظاہری اور باطنی صورت مرکب ہوتی ہے، حرار، قلب بناتا ہے
 صفرا، قلب کو گھیرتا ہے، سودا، جسم بناتا ہے، اور بیضار، گین، جب قلب اور جسم ممکن ہو جائے

ہیں، تو اللہ تعالیٰ دیگر اعضا کو پیدا کرتا ہے اور وہ جگر ہے، طحال ہے، پھیپھڑا ہے، گردہ ہے، آنکھ ہے، کان ہے، منہ ہے، ناک ہے، جب اللہ تعالیٰ نے قالب کو تیار اور اعضا کی تکمیل کی تو روح ملکوتیہ کا ظہور ہوتا ہے وہ ایک حقیقت ہے، جو ہر نفس میں موجود ہے، اور جو نطفہ کے اندر رویت کی گئی تھی، اور اس کے ساتھ جسم میں جا پہنچی، جسمانی نشوونما کے ساتھ، اس کی قوت نہ بھی متحرک ہوتی ہے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے قالب کو مکمل بنایا، اور اس کے آثار ظاہر ہوئے، جنین بنجا اور خون کو جذب کرتا ہے، جو اس کی ناف سے معدہ تک پہنچتے ہیں پھر وثاقت اور تثبیت بھی شروع ہوتی ہے، جو خاصہ معدئی ہے، پھر وثاقت و تثبیت کے ذریعہ سے تمام اعضا کو غذا پہنچتی ہے، جب غذا کا جوہر معدہ سے جگر میں داخل ہوتا ہے، تو نشوونما شروع ہوتا ہے، جو خاصہ بناتی ہے، نشوونما سے جذب اور ہضم کی تقویت ہوتی ہے، جب وہ جگر سے قلب میں جا پہنچتی ہے، تو حیات آتی ہے، جو حیوانی خاصہ ہے، حیات کے آنے سے حرکت شروع ہوتی ہے، جب وہ قلب سے دماغ تک پہنچتی ہے، تو ادراک ظاہر ہوتا ہے، جو روح نفسانی کہلاتا ہے، روح نفسانی سے حواس خمسہ ظاہرہ اور حواس خمسہ باطنہ کا ظہور ہوتا ہے،

مذکورہ بالا امور چار مہینہ میں مکمل ہوتے ہیں، پانچویں مہینہ میں خاصہ معدنیہ کے ظہور سے اس کی ہڈیاں سخت ہونے لگتی ہیں، چھٹے مہینہ میں خاصہ بناتی کے ظہور ہونے سے اس کے بال اُدگنے لگتے ہیں، ساتویں مہینہ میں خاصہ حیوانی کے ظہور ہونے سے وہ متحرک ہوتا ہے، اس کی پیدائش کے چالیس دن بعد روح نقسانہ کے ظہور ہونے سے شہوت اور غضب اس کو لاحق ہوتا ہے، جب وہ بالغ ہو جاتا ہے، اور اس پر عبادات فرض ہوتے ہیں

اور تمیز اور فکر سے اپنی صفات کی آرائش کرتا ہے، تو خاصہ انسانیہ ظاہر ہوتا ہے جب وہ اپنی عبادت اور ریاضتوں کو تکمیل تک پہنچاتا ہے، اللہ تعالیٰ کی معرفت کماحقہ حاصل ہو جاتی ہے، حقائق اسکے اوپر منکشف ہو جاتے ہیں، اور اب وہ اشیاء مادی سے بے نیاز ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ خدا کی صفات اس کو قوی بنا دیتی ہیں، تو روح انسانیہ ظاہر ہوتی ہے، اور وہی حق تعالیٰ کی ذات و صفات کا منظر ہے، اسی کو وصال اللہ اور فنا فی اللہ کہتے ہیں، انسان کے یہاں تک پہنچنے پر تخلیق کی غایت پوری ہو جاتی ہے،

۴۔ خواص انسان،

نفس کے بغیر قلب نہیں پایا جاتا، اور قلب کے بغیر نفس کا ظہور نہیں ہوتا، جس وقت یہ دونوں مشفق ہوتے ہیں، تو جمالیات کا جلوہ ہوتا ہے، قلب میں سات کراہتیں ہیں جن سے روح منور ہوتی ہے، اسلام سینہ میں ہے، اور ایمان قلب میں، رتہ شفافیت میں، حق الموقد فواد میں، حق کی طرف خلوص کے ساتھ توجہ کرنا، قلب کی آنکھ میں فصوص اسرار کا انکشاف قلب کے سویڈ میں اور حق کا جلوہ قلب کے خون میں، جب وہ جلوہ قلب پر منکشف ہو جاتا ہے، تو اس کی کراہتوں کی کوئی انتہا نہیں رہتی ہے، کیونکہ حق اور اس کی صفات نہیں چھپی رہتی ہیں، اور نہ بند رہ جاتی ہیں، ملکوت کا ظہور آنے اترنے سے، اور ملک کا ظہور جانے چڑھنے سے، آنا اس قلب سے ہے، اور اس کی طرف ہی جانا ہے، جب کہ دو قدسین منطبق ہوتی ہیں، تو عبادت کے ختم ہونے پر ایک دائرہ بن جاتا ہے، انسان ایک آدم صباغ ہے، حق کا نور اس کی آگ ہے، جو شخص حق تک نہیں پہنچتا، وہ آدہ محض ہے، انسان کامل وہ ہے جو حق سے متصل ہو، ہر جمالی میں ایک منظم ہوتا ہے، جب انسان اپنے آلہ کو خوبصورت بنا دیتا ہے، تو نور حق کا جمال بھی لوٹ

آتا ہے، حق کی رو ہر شے کثیف اور ہر جسم لطیف میں جاری و ساری ہے، حق کا ہمارے پاس
 آنا اس کی تخلیق مھن سے ہے، اور ہمارے حق کے پاس جانا، ہمارے بشری اعمال سے ہے،
 پس ہم کو چاہئے کہ ہمارا وجود مقید ذات مطلق کا طالب بن جائے تاکہ جب ایک دوسرے سے ملے
 تو آثار بشری فنا ہو جائیں، ہاں، انبیاء حق سے ملتے ہیں اس مقام پر پہنچتے ہیں اس کا دروازہ
 دوسروں کے لئے بند ہے کیونکہ وہ ظلم کے ازکاب سے شک اور شرک میں ڈوبے ہوئے ہیں
 تفرق اور تعصب کی راہ میں چلے گئے ہیں، اس مقام سے انبیاء مخلصین علما اور جہلدار کی تقسیم ہوتی
 ہے، اور ان سے ضالین، مبتدعین، منافقین، اور کافروں کی تفریق ہوتی ہے،

انبیاء کے لئے نہ حجاب نورانی ہے، اور نہ ظلماتی مخلصین کے لئے نقص ہے، جبکہ وہ ان کے
 حقائق منظمہ ہوتے ہیں، علماء کا نفس منظم ہوتا ہے، اور جہلدار کا دل منظم، یہ ظلمت اور ار کے لئے حجاب
 بنتی ہے، حجاب کی وجہ سے حق منکشف نہیں ہوتا، مخلصین کا حجاب انانیت ہے، علماء کا حجاب
 ان کے علوم، اور جہلدار کا حجاب ان کی خواہشات، حجاب تو سہولتی، مگر مانع سخت جس کی
 وجہ سے حق تک نہیں پہنچ سکتے، محبوب لوگوں میں سے بعض راہ حق سے معرض ہوتے ہیں،
 دینی معاملات میں جو کترا یا وہ مبتدع ہے معاملات میں جو مستقیم رہا، اور حق سے کترا یا، وہ شرک
 ہے، اپنے دل میں جس نے حق و باطل دونوں کو جمع رکھا، اور اس کو یہ علم نہیں کہ کون سا ٹھیک
 ہے تو وہ گمراہ ہے، جس نے اپنے قلب کی اطاعت کی، مگر جسم کے خلاف کیا، وہ مقتصر ہے
 جس نے جسم کی اطاعت کی، مگر قلب کو جھٹلایا، وہ منافق ہے، جس نے جسم سے اعراض کیا،
 اور قلب کا انکار کیا، وہ کافر ہے،

شک، حق سے کچھ کچھ دور رہتا ہے، شرک اس سے بالکل اعراض کرتا ہے، شک اور
 شرک دونوں کی وجہ سے لوگ مادیات اور انانیت میں غرق ہو جاتے ہیں، یہاں تک

حق ان سے منقطع ہو جاتا ہے، مگر ان لوگوں سے جنہوں نے عبادت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کی، حق منقطع نہیں ہوتا، کیونکہ یہ لوگ جب شریعت کے مطابق ریاضت کر کے اپنے دلوں کو طریقت سے منور کر لیتے، اور اپنے نفوس کو روح اضافیہ تک پہنچا دیتے ہیں، تو وہ کلیثہ حق کی طرف پھر لوٹ آتے ہیں، ان کے شہود میں خدا کی ذات ہی باقی رہ جاتی ہے، اور ان میں خدا کی تمام صفیتیں ظاہر ہوتی ہیں، ایسی حالت میں وہ انسان کامل ہوتے ہیں، کیونکہ وہ قلب ابتدائی کی طرف پھر لوٹ آتے ہیں،

۵۔ جامع ماتقدم،

واحد کوئی عدد نہیں ہے، تمام اعداد عین واحد ہیں، حق کے وجود ابتدائی میں، احدیت اور تعدیات مشغل ہیں، احدیت ذات باری تعالیٰ ہے، اور تعدیات اس کی شئونات ہیں، ان دونوں کے عدم تمیز کا نام احدیت ہے، ذات سے شئونات کی ابتدا ہوتی ہے، جو وحدیت کے نام سے پکاری جاتی ہے، اس کی ذات میں اعادہ ہونے کو متحدہ کہتے ہیں، آحاد ثلثہ کا مفہوم، تین عدد نہیں ہے، بلکہ ایک حقیقت ہے جس کے لئے تین معانی ہیں، احدیت تخلیق کا مادہ ہے، واحدیت اس کا حاصل، اور متحدہ اس کی بنیاد،

تخلیق کی ابتدا اس کے افعال سے ہے، افعال ذات کی صفات کا اظہار کرنا ہے، یہ امر سے حاصل ہوتا ہے، ہمارے لئے ملکوت میں ولایت ہے، اور ملک میں نبوت ہے، تخلیق کی فنا طاعت سے، طاعت علم اور مشاہدہ سے، شروع ہوتی ہے، طاعت کی غایت حق سے عدم انقطاع ہے، تخلیق ایک دائرہ ہے جس کی انتہا مبداء کی طرف لوٹ آتی ہے، تخلیق کا آغاز ذات احدیہ کے اقتضار سے ہے، اور اس کا انجام اس کے اقتضائے اس کا اعادہ ہوتا ہے، جو

اقتضائے نہیں ہے، وہ ذات احدیت سے نہیں ہے، ذات احدیہ غیر متشابہ ہے، البتہ اس کے ناموں اور شکلوں میں ملا بست ہے، مگر ان دونوں کے لئے کوئی اعتماد نہیں، کیونکہ ان دونوں کا اعتماد ذہنی معرفت پر مبنی ہے، اور معرفت دائمی نہیں ہوتی، اسی لئے کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کا قفا ہونا ضروری ہے، اسی لئے ہر چیز کی صورت قفا ہو جاتی ہے، نہ کہ اس کی حقیقت کیونکہ حقیقت ہی حق ہے،

جمع کی آنکھ ایک ہی دیکھتی ہے، اور فرق کی آنکھ کو دو نظر آتا ہے، شک کی وجہ سے لوگ موانع میں پڑ جاتے ہیں، اس لئے انکو ہر چیز کا وجود باطل دکھائی دیتا ہے، کون سی ایسی چیز ہے جو وجود حق سے متعلق نہیں ہے، کون سی چیز ہے جو شان حق سے نہیں ہے، ہر شئی خالص اور کامل ہے، کون کے گا کہ وہ ناقص اور غیر خالص ہے، کیا ہر دانہ اور ہر ذرہ کی حقیقت حق کی شان سے نہیں ہے؟ انسان فانی کی ہر ایک سانس میں جو اس کے اندر داخل ہوتی ہے، اور باہر نکل آتی ہے، وہ بات مخفی ہے جس سے عالم کی ابتدا اور اس کی انتہا کا پتہ لگا جاسکتا ہو، چھوٹی چیز میں بڑی کی جھلک ہے، آسمان دانہ کے اندر ہے، حق کی عظمت میں اشیاء کی خاکساری ہے، آسمان ماوراء غبار ہے، جب زمانہ کا انبساط ہوتا ہے تو ہر نفس میں ایک اولیٰ، اور ایک آخری نظر آتا ہے، اور جب دہر کا اندراج ہوتا ہے، تو اولیٰ اور آخری دونوں ایک ہی نفس میں مضبوط ہوتے ہیں، جب احوال ذات کی طرف رجوع کرتے ہیں، تو انسان اور آسمان مضبوط ہو جاتے ہیں، اس وقت اشیاء اور زمانہ، حق میں غائب ہو جاتے ہیں، یوں کہو کہ احدیت وجود مطلق میں، پس کسی چیز کی صورت وجود مطلق کا حجاب نہیں ہو سکتی، اور شہوت بشری اس کی مانع نہیں ہو سکتی، ہر چیز کے معانی لطیفہ کے ظہور سے حق کا مشاہدہ ہوتا ہے، ہر شئی کی حقیقت کے نمود سے خدائی جلال کا انکشاف ہوتا ہے، حق تعالیٰ کی تجلی کا ظہور پہلے حقائق سے ہوتا ہے، پھر ان کی تصویروں

میں دکھائی دیتی ہے، جب تصویرون سے وجود حق ظاہر ہے، تو بذر اور ثمر دونوں مکمل اور حاضر ہیں،

(ب) خاتم الانبیاء،

۱۔ کائنات میں انسان ہی اشرف المخلوقات ہے، انسانوں میں انبیاء ہیں، حکماء ہیں، علماء ہیں، اور جہلاء ہیں، نبیوں میں انبیاء مطلق ہیں، مرسلین ہیں، اوالعزم ہیں، اور خاتم الانبیاء ہیں، خاتم الانبیاء ہی افضل الانبیاء ہیں، نبیوں میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سب سے بڑھکر ہیں، وہ سب نبیوں سے افضل ہیں، وہ سید الانبیاء اور خاتم الانبیاء ہیں،

۲۔ تخلیق عالم سے قبل ارواح نودرجون میں تقسیم کی گئیں، خاتم الانبیاء کی روح کا درجہ سب سے اوپر ہے، مشیت خاک سے تعلق پیدا کرنے کے بعد انسان کا ملکہ نودرجون میں تقسیم کیا گیا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ملکہ سب سے مکمل، اور عالم ملکوت میں وہ سب سے اعلیٰ ہیں، عالم اجسام میں وہ سب سے اونچے ہیں، اسلئے وہ خاتم الانبیاء ہیں،

۳۔ آسمان نوہین، زمین سات جو مخلوقات اور کائنات کا سکن اور مکان ہو، آسمان زمین سے افضل ہے اور عرش آسمان سے، عرش آپ کی روح مبارک کا سکن ہو، جو فضیلت میں تمام ساکن سے بڑھکر ہے،

۴۔ کرہ ارض پر ہفت اقالم ہیں، اقلیم عربستان سب سے افضل ہے، آپ عرب ہیں، عربستان میں حرمین شریفین تمام مقامات سے افضل ہیں، مکہ میں آپ کی پیدائش اور مدینہ میں آپ کی وفات، دنیا کی تمام فضیلتیں آپ کے ساتھ،

۵۔ عرب کے قبائل میں قریش سب سے افضل ہے، آپ قریشی ہیں، بنی ہاشم سب سے افضل ہیں، آپ ہاشم کے پوتے ہیں، قبائلی حیثیت سے آپ سب سے افضل ہیں،

۵۔ ہر عہد میں انبیاء آتے ہیں، مگر وہ ایک وقت کے لئے یا ایک مقام کے لئے محدود وقت کے خارج اون کی کوئی آواز نہیں، اور محدود مقام کے باہر اون کی رسالت نہیں، لیکن

آپ نے تمام ادیان کو اسلام میں مدغم کیا۔ اور تمام خدائی احکام کو قرآن مجید کے اندر جمع کر دیا، دین اسلام دنیا کا بہترین دین ہے، اور قرآن شریف دنیا کی بہترین کتاب ہے، یہ مکانِ عالم کے لئے ہادی ہے، اور مسافروں کے لئے رہبر ہے، یہ ہر آپ کی فضیلت کا نشان،

، ہر بشر کے اسلاف مسلسل دس پشتوں یا مسلسل کئی دس پشتوں تک اسراف نہ تھے، اور نہ خدا کے نیک بندے ہو سکتے تھے لیکن آپ کے والد ماجد سے لیکر ابوالبشر تک عینی پشتیں ہوئی ہیں، سب اسراف اور صاحبِ بخل تھے، یا تو وہ نبی بنے، یا وہ بادشاہ ہوئے، ہر عہد میں ان کو اعزاز ملے، اور ہر زمانہ میں وہ صاحبِ الاکرام رہے، یہ ہے آپ کی فضیلت کی دلیل،

۸۔ دو طریقے سے انسان چلتے ہیں، سیدھے اور ٹیڑھے، سیدھے سے مشرق اور ٹیڑھے سے مغرب، اور آپ سیدھا پسند کرتے ہیں، کیونکہ جنت سیدھے ہاتھ میں ہے، راستے میں ہیں دائیں، بائیں اور درمیانی، بائیں میں مصیبت، دائیں میں عصیت اور درمیانی میں اطاعت ہی بہترین راہ ہے، جو آپ نے اختیار کی ہے، یہ ہے آپ کی فضیلت کی برہان،

۹۔ عالم کی تخلیق اگر درخت جیسی ہے تو آپ ہی ہیں اس کا ثمر، اگر زمین مکان کی جیسی ہے تو آپ ہیں نگار، اگر حکومت کی جیسی ہے تو آپ ہیں بادشاہ دربار، اور اگر فوجی نظام کی جیسی ہے تو آپ ہیں سپہ سالار،

۱۰۔ آپ کا نام مبارک عرش پر مکتوب ہے، آسمان کے دروازے پر نقوش ہیں، قدیم کتابوں میں مذکور ہے، انس و جن کی زبان پر محفوظ ہے، آپ کا نام محمد ہے، اور آپ کی ذات محبوب ہے، آپ ہیں سید الکونین، و الشقیین، آپ ہیں ہادی اولین و آخرین، آپ کے ہاتھ میں کتابیں ہیں جو لوگوں کے لئے سراجِ منیر ہے، انسان کی نجات آپ کی ہدایت سے ہے، اور امت کی حیات آپ کی اطاعت سے ہے،

چھٹا باب،

چینی مسلمانوں کے چند فرقے اور انکی تحریکیں

شرع شروع میں چینی مسلمانوں میں کوئی فرقہ نہ تھا، فرقہ نہ ہونے سے مذہبی مناقشات اور نزاعات کا احتمال کم تھا، یہ حالت تقریباً ہزار سال تک رہی یعنی ساتویں صدی سے لیکر سترہویں صدی تک چینی مسلمانوں کے اندر ایک واقعہ بھی ایسا پیش نہیں آیا جس کو مذہبی نزاع کہا جاسکے، وہ صرف یہ جانتے تھے کہ وہ حنفی تھے اور چار اماموں میں سوبے امام اعظم کے کسی کے پیرو نہ تھے اشیعہ اور سنی اوں کے لئے مظلوم اصطلاحیں تھیں، اور وہابی وغیرہ کا ان کے ذہن میں کوئی مفہوم نہ تھا، مگر سترہویں صدی کے بعد فرقہ بندی کی تحریک کا آغاز ہوا چینی مسلمانوں نے جس بات پر فرقہ کی بنا ڈالی ہے، وہ دراصل نہایت معمولی اور غیر اہم تھی، اور حقیقت میں ان چھوٹی چھوٹی باتوں کے اختلاف کی وجہ سے فرقہ کا نام اپنے اندر نہ داخل کرنا چاہئے تھا، لیکن چونکہ اس سے قبل ان چھوٹی باتوں میں بھی کوئی اختلاف نہ تھا، اس لئے اس کے ظہور ہونے پر بعض لوگ ایک دوسرے کو فرقہ سے منسوب کرنے لگے، اور ایک دوسرے کے ساتھ دشمنی کرنے لگے، موجودہ زمانہ میں مذہبی فرقوں کا کافی زور ہے، خیریت یہ ہے کہ کشت و خون کا کوئی واقعہ اب تک سننے میں نہیں آیا۔ مگر اکثر اوقات مختلف جماعتوں کی عداوت اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ عدالت اعلیٰ تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے۔

۱۔ مالزی فرقہ بندی کا بانی،

سب سے پہلے جس نے اس فتنہ کی بنیاد ڈالی ہے اس کا نام مالزی ہے، یہ صوبہ کا نسو ضلع
 پاجانگ کا باشندہ تھا، کم سنی میں اس نے بخارا کا سفر کیا، وہاں تعلیم پائی، یہ مابین چین (محمدا میں) کا
 ہم جماعت تھا، اور ان دونوں کے استاد ایک تھے، بخارا سے تعلیم پانے کے بعد جب وہ ملک
 میں واپس آیا تو اس کے دل میں مذہبی جوش دریا کی طرح موجیں مار رہا تھا، اسلام کی اشاعت
 وہ اپنا فرض سمجھتا تھا، اس کی نیت غالباً نیک اور اچھی تھی، اور اس میں کسی قسم کی دنیاوی غرض
 شامل نہ تھی، جہاں تک ہمیں معلوم ہے انکی غرض بری رسموں اور خراب عاداتوں کی اصلاح تھی،
 اور مسلمانوں کا اتحاد بھی اس کے پیش نظر تھا، کیونکہ ذرائع ریل و رسائل کی کمی کی وجہ سے
 چین کے مسلمان ایک دوسرے سے بالکل بے تعلق ہو چکے تھے، ان میں سوائے عقائد اسلام
 کے اور کسی قسم کا رشتہ نہ تھا، ان کو ایک جماعت بنانے کے لئے اس نے یہ تحریک شروع کی،
 جس وقت وہ حج کے لئے مکہ شریف جا رہا تھا، اس کو وسط چین سے گزرنا پڑا، صوبہ ہانان اور شانگ
 میں وہ جن مقامات پر پہنچا، لوگوں نے نہایت جوش مسرت سے اس کا استقبال کیا، اور اس نے
 موقع دیکھ کر تبلیغ کرنا شروع کیا، مگر اسکو کیا خبر تھی کہ اس کی اس تبلیغ سے کوئی نیا فرقہ بھی پیدا
 ہونے والا ہے، وہ خود بے تصور تھا، تصور اس کے پیروں کا تھا کہ انھوں نے اس کی تبلیغ
 سے متاثر ہو کر بعض عقائد اس کی طرف منسوب کر دیئے، جس کی وجہ سے چین میں جدید و قدیم فرقہ
 کا آغاز ہوا، جو مالزی کے پیروہین، وہ مذہب خوازمی سے منسوب ہیں، خوازمی، مالزی کا لقب
 تھا، اور لوگوں نے اپنا مذہب اسکے لقب کی طرف منسوب کر دیا، آج کل صوبہ شانگ اور

ہمان کے بعض مقامات میں اس فرقہ کے لوگ کافی پائے جاتے ہیں، یہ فرقہ چیاگنگ لوگ کہلاتے ہیں،
 کے عہد میں وجود میں آیا،

۲۔ مایین شین (محمد امین)،

جبکہ مایین شین اپنی تعلیم سے فارغ ہو کر وطن واپس آیا، تو اس وقت خوازی فرقہ کا اثر ملک
 میں بہت کافی پھیل چکا تھا، اس کا دل بھی نہ بھی جوش سے بھرا ہوا تھا، مگر وہ اپنا منہ کھول نہیں
 سکتا تھا، کیونکہ خوازی فرقہ کے لوگ اس کے ساتھ نہایت بے رحمی کا سلوک کرتے تھے، اور انکو
 ہر قدم پر ٹوکتے تھے، مگر مایین شین بھی ہمت ہارنے والا نہ تھا، آخر وہ صوبہ کاشغر کے ایک دیہات
 میں جو کوان چوان کے نام سے موسوم ہے، جا پہنچا اور اپنی دعوت اور تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا،
 کچھ عرصہ کے بعد اس نے وہاں جڑ بکڑی، اور اپنا اثر جما کر وہاں اپنی تبلیغ کا مرکز قائم کیا، بعد میں
 لوگ مایین شین کے پیروں کو کوان چوان فرقہ کے نام سے پکارنے لگے،

کوان چوان کے ظہور سے خوازی کو حسد ہوا، آخر باہم مناقشات ہونے لگے، ایک فرقہ دوسرے
 فرقہ کو کچھ نہیں سمجھتا تھا، اور نہ ایک دوسرے کے ماننے والے تھے، ایک مشرق قصبی کی طرف
 چلا، اور دوسرا مغرب قصبی کی طرف، حد سے زیادہ تجاوز کرنے سے دونوں میں نزاع اور تصادم
 ہو گیا، جس کی وجہ سے عدالت لانگ چاؤ میں دونوں کو حاضر ہونا پڑا، لانگ چاؤ صوبہ کاشغر
 کا مرکز ہے، اس صوبہ کی عدالت اعلیٰ وہاں ہے، چونکہ خوازی فرقہ کا اثر اور اس کے حامیوں کی
 تعداد زیادہ تھی، اور مالزی کی شہرت مایین شین سے قبل اس صوبہ کے طول و عرض میں پھیل چکی
 تھی، اس کے علاوہ وہ لوگ جو فرقہ بندی کے مخالف تھے، انھوں نے خوازی کا ساتھ دیا،
 اس لئے عدالت نے خوازی فرقہ کے حق میں فیصلہ کر دیا، اور اصل حقیقت اور فتنہ سے چشم پوشی

کر کے اثر اور قوت کو ترجیح دی فیصلہ کرنے کے بعد عدالت کی طرف سے ماین شین کی گرفتاری کا حکم صادر ہوا، اور اسکو لانگ چاؤ مین قید کر دیا گیا،

ماین شین کی گرفتاری کی خبر پا کر اس کے مرید جو کو ان چوان مین تھے لانگ چاؤ چلے آئے اور شہر کو گھیر لیا، مقامی حکام کو اب ہوش آیا کہ انھوں نے غلطی کی ہے، عوام کا غصہ و غضب آگ کی طرح بھڑک رہا تھا، حالات سے معلوم ہوتا تھا کہ اب لانگ چاؤ ان کے غصہ کی آگ میں جل کر خاکستر ہو جائیگا، اس خطرہ کو محسوس کرتے ہوئے حکام نے ماین شین سے معافی مانگی اور اس سے التجا کی کہ تفصیل پر چڑھ کر اپنے پیروؤں کو سمجھائے، عوام نے ماین شین کے ارشاد و ہدایت کے مطابق خوش خوش اپنے گھر کی راہ لی، کیونکہ ماین شین نے ان کو یقین دلایا کہ مقامی حکام اسکو ضرر نہیں پہنچائیں گے، اور چند روز کے بعد نہایت عزت اور شان کے ساتھ اسکو اپنے وطن میں پہنچا دیں گے،

اس واقعہ کے بعد چینی مسلمانوں میں تین فرقے پیدا ہو گئے، ایک خفیہ، دوسرا قہریہ، اور تیسرا جہہریہ، کو ان چوان مین جو فرقہ ہے، اور جس کی بنیاد ماین شین نے ڈالی ہے، جہہریہ کہلاتا ہے، یہ فرقہ زور سے تلواریں کا قائل ہے، حقیقت میں اس میں اور خوارزمی فرقہ میں زیادہ فرق نہ تھا، صرف ایک آدھ نہایت چھوٹی اور معمولی بات میں اختلاف تھا، خوارزمی فرقہ نے بعد میں خفیہ کا لقب اختیار کیا، ان فرقوں کے پیدا ہونے سے آپس میں نزاع کی خبر بار بار سننے میں آتی رہی،

۳۔ مذہبی فرقے اور حکومت مابین،

ان مذہبی فرقوں کا ذکر کرنے میں اس بات کو ہرگز نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ ان کی

وجہ سے پانچو حکومت نے مسلمانوں کی کیا مظالم کئے۔

اس وقت حکام پانچو کے ظلم کا پیالہ لبریز ہو چکا تھا، انھوں نے یہ تلخ پیالہ مسلمانوں کو خوب پلایا، مسلمان اپنے اختلافات کے نشے میں مست تھے کہ حکام نے چہرہ دستی شروع کی، انھوں نے انسدادِ فتنہ کا نام لیکر غلط و صواب کو دریافت کئے بغیر تمام مسلمانوں کا سر قلم کرنا شروع کیا، کتنے بے قصور مسلمان اس میں مقتول ہوئے، مہین اسکی ٹھیک خبر نہیں، یہ ایک بڑا حادثہ ہے جو کانسو کے مسلمانوں کے سر پر گذرا، پانچو کے مورخوں نے اس حادثہ کو بغاوت سے تعبیر کیا، جو اس کے متعلق جو کتابیں لکھی گئی ہیں، وہ میں جلدوں میں ہیں،

حادثہ لانگ چاو (۱۹۳۷ء) میں مائین شین شہید کر دیا گیا، کیونکہ وہ ان کے حکام نے مائین شین اور اس کے ساتھیوں کو جو اس کے ساتھ مجبوس ہوئے تھے، ایک اندھیری رات میں قتل کر ڈالا اور باہر کسی کو خبر نہ ہوئی، اگر موقع پر مسلمانوں کو خبر ہو جاتی تو کوئی تعجب نہ تھا، کہ وہ شہر پر قبضہ کر لیتے اور فوراً اس کا انتقام لیتے،

کچھ دن کے بعد مائین شین کا ایک شاگرد جو دیان او آہون کے نام سے پکارا جاتا تھا، مسلمانوں کی مظلومی کے حالات دیکھ کر صبر نہ کر سکا، اس کے دل میں برابر یہ خیال آتا رہا کہ اپنی حیات و بقا کے لئے کچھ نہ کچھ کرنا چاہیے، آخر اس خیال نے اس کو خروج پر آمادہ کر دیا اس نے ۱۹۳۷ء میں تین ہزار مجاہدین کی ایک جماعت لیکر لانگ چاو پر حملہ کیا، حکام نے چند شرائط پر اس سے صلح کر لی، اس کے مجاہدین منشر ہو کر اپنے اپنے گھر واپس چلے گئے، صلح کے شرائط یہ تھے، کہ مسلمان پھر بغاوت نہ کریں گے، اور پانچو حکام بغیر کسی جرم کے مسلمانوں کے نہ ستادیں گے، لیکن دیان او آہون نے دھوکہ کھایا اس کے گمان میں بھی یہ بات نہ تھی کہ حکام اپنے عہد کی

خلافت ورزی کر لیں گے مسلمان بالکل بے خبر تھے، انکو غافل پا کر اچانک سرکاری فوجوں نے آگھیرا، اور مسلمانوں کے ساتھ دیان او آہوں بھی تلوار کی تیز ہو گئے، اس کے بعد سے مسلمان اور باپنحو حکام کے تعلقات دن بدن بگڑتے چلے گئے، اور حکومت باپنحو کے آخر دم تک نہ بن سکے،

۴۔ مائین شین کے اور چند شاگرد،

مائین شین کا دوسرا شاگرد مودا، پینگ لانگ کا باشندہ تھا، وہ المخطب کے لقب سے لقب تھا، اس نے اپنے استاد کی تبلیغ کو جاری رکھا، حکام وقت کے ڈر سے، خفیہ طور پر جوہریہ کا خیال پھیلاتا رہا، اس تحریک کو پوشیدہ رکھنے کی وجہ سے کسی قسم کا واقعہ پیش نہ آیا، اور مسلمانوں کا حکام کیساتھ کوئی تصادم نہ ہوا، اس نے بہت سے شاگرد چھوڑے، ان میں سے جنہوں نے زیادہ شہرت حاصل کی وہ یہ ہیں:-

۱۔ ہوزی لو پائے (صاحب الیم) یہ نینگ ہیا کا باشندہ تھا، دینی علوم میں اس کی خاص شہرت تھی، المخطب کا سب سے لائق شاگرد سمجھا جاتا تھا، اس نے یہ کوشش کی کہ ہر معاملہ کا فیصلہ کتاب و سنت کے مطابق کیا جائے، اس سے قبل جو مذہبی فرقے پیدا ہو گئے تھے، انکا استیصال کرنا چاہتا تھا لیکن یہ اس سے نہ ہو سکا، کو ان چوان میں جوہریہ فرقہ تھا، وہ جدید اور قدیم دو جماعتوں میں منقسم ہو گیا، اس زمانہ میں نینگ ہیا میں جو مسلمان ہیں ان میں اکثر قدیم جوہریہ کے پیرو ہیں، فرقہ فرقہ میں تقسیم ہونے سے چینی مسلمانوں کا شیرازہ بالکل بکھر گیا، اور ان میں مرکزی جمعیت کا قائم ہونا ناممکن سا ہو گیا۔

۲۔ ما آہوں، اس کا اصلی نام کیا تھا، ہین علم نہیں، مگر ما آہوں کے لقب سے مشہور تھا، وہ بھی نینگ ہیا کا باشندہ تھا، اس کے ارد گرد اس نے دعوت و تبلیغ شروع کی، وہ جدید جوہریہ

کا حامی تھا، لوگوں کی نظر سے بچنے کے لئے اکثر اسی کو ادھر ادھر کا دورہ کرتا تھا، در اپنے خیال
لوگوں سے ظاہر کرتا تھا، بعد میں حکام کو معلوم ہوا تو اس کو گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا گیا، اس کے
اہل و عیال بھی جو صوبہ خیلون کیا لنگ میں مقیم تھے، گرفتار کئے گئے، وہ پہلے پکین میں آیا تھا اور چین میں
کی مسجد میں تقریر کی تھی، وہاں کے لوگوں نے متاثر ہو کر جدید جوہر کو اختیار کر لیا، اب تک اونکے عقائد
میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے،

مآہون کے انتقال کے بعد اس کے فرزند مائے نے اپنے والد کے تسلیغی کام کو اپنے ہم
مین لے لیا، مگر نہایت آزادی سے نقل و حرکت کرتا تھا، اس کی زندگی میں کسی قسم کا واقعہ نہیں
پیش آیا، اس کے بعد ماخو الونگ، جو مائے کا بڑا فرزند تھا، اس کا جانشین ہوا، اس کے آٹھ بھائی
تھے، مگر وہ عمر میں اور ذہانت میں سب سے بڑھا ہوا تھا، وہ مائی پینگ (TAI

PING) کی تحریک میں شریک ہو گیا تھا، تاکہ اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے استقلال
کی تحریک شروع کرے، چونکہ مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد نہ تھا، اور بغاوت مائی پینگ چودہ سال
کی کشمکش کے بعد ناکام ہو گئی، اس وجہ سے ماخو الونگ کی کارروائی نے مسلمانوں کو کوئی فائدہ نہیں
پہنچایا، اس کے آٹھ بھائی اس تحریک میں برباد ہو گئے، صرف دو چھوٹے بے لڑکے جن کی عمریں
دس سال سے زیادہ نہ تھیں بچ گئے، مگر اون کو بھی صوبہ ہنان کے ایک گوشہ کاٹی فانگ میں
نظر بند کر دیا گیا، یہ شہداء کا واقعہ تھا، بعد میں بڑا بھائی کاٹی فانگ میں انتقال کر گیا، اور چھوٹا بھائی
گردش زمانہ کے لئے چھوڑ دیا گیا، اس زمانہ میں چانگ کا کوہ (CHANG KA KOH.

میں جو مسلمانوں کا گہوارہ ہے، ایک شخص کا لہور ہوا، جو استاد لی کے نام سے مشہور ہوا، وہ اسکے
ساتھ مل گیا، پھر چانگ کا کوہ میں اپنے والد کی تحریک کو جاری رکھا، وہ ایک عرصہ تک وہاں
مقیم رہا، اس کی کوشش سے ماخو الونگ کی روح پھر زندہ ہو گئی،

اس سے قبل ہم نے ذکر کیا تھا کہ مابین شین لانگ چاؤ مین شہید ہو گیا تھا اس کے بعد اس کے اہل و عیال صوبہ یون نان مین جلاوطن کر دیئے گئے، اس کی ایک پوتی تھی جس کا نکاح پواسے ما سے کر دیا گیا، اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا، ۱۹۳۶ء کے بعد اس نے ایک تحریک جاری کی، وہ چاہتا تھا کہ اپنے اثر سے مسلمانوں کو متحد کر دے، اس غرض کے لئے وہ کانٹو گیا، پھر چانگ کا کوہ آیا وہ مسلمانوں کے آٹھ محلات تھے، ان کو اپنا مرکز بنایا، اس کو لوگ صاحب ثالث پکارتے تھے، وہاں اس کا اقتدار کافی تھا، اس کے مرنے کے بعد اس کا فرزند یوان چانگ اس کا جانشین ہوا، اس نے چانگ کا کوہ کے شمالی پہاڑ پر ایک تبلیغی ادارہ قائم کیا، جو شوان خوا کاٹنگ کے نام سے موسوم تھا، اس نے وہاں اپنا سکہ لوگوں کے دل پر بٹھا دیا، اس کے اشارہ پر لوگ مرنے کے لئے تیار تھے، لیکن اسکی نیت غالباً اچھی نہ تھی، اور ظن غالب یہ تھا کہ وہ دین کے پردہ میں دنیاوی عظمت حاصل کرنا چاہتا تھا، اسلئے خدا کو منظور نہ ہوا، کیونکہ وہ ۱۹۱۵ء میں زلزلہ کا شکار ہو گیا، اسی کے بعد سے چینی مسلمانوں میں کوئی خاص تحریک جاری نہ ہوئی، مگر فرقوں کا تصادم برابر ہوتا رہا ہے،

۵۔ مذہب قدیم اور مذہب جدید

مندرجہ بالا بیانات سے قارئین کے سامنے یہ بات واضح ہو گئی ہوگی، کہ کانسوان فرقہ بندیوں کا گہوارہ تھا، اور مالزی کے پیرو جو خوازی کے نام سے مشہور تھے، مذہب قدیم کے حامی بن گئے، اور مابین شین کے شاگرد جو کو ان چوان فرقہ کے نام سے پکارے جاتے تھے، مذہب جدید کے دلدادہ ہو گئے، یہ تحریک پہلے تو کانسوا اور یون نان مین محدود تھی، لیکن بعد میں تقریباً چین کے ہر گوشہ میں پھیل گئی، اب یہاں ہم کو یہ عرض کرنا ہے کہ آخر ان میں کیا اختلافات تھے؟

قارئین شکر ضرور منسین گے اور قہقہہ لگائیں گے کہ چین کے دینی علماء نے ایسے یہودہ اور

یعنی خیالات پر مختلف فرقوں کی عمارت کھڑی کی، حقیقت یہ ہے کہ ہر فرقہ کی تحریک مضحکہ خیز باتوں سے خالی نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کے بعد سے اسلام میں جتنے فرقے پیدا ہوئے ہیں، ان میں انسانی حماقتوں کو پورا دخل ہے، اب آپ کو سنا تا ہوں کہ مسلمانان چین کے دینی پیشواؤں کی حماقتیں کیا ہیں؟

مذہب قدیم اور مذہب جدید میں جو اختلافات ہیں، وہ نہ اصولی ہیں اور نہ فردی، بلکہ انہیں چینی رسم و رواج کو زیادہ دخل ہے، ہر فرقہ کو اقرار ہے کہ خدا ایک ہے، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں، نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا ضروری ہے، لہٰذا لکھنا، قرآن، اور میت پر یقین کرنا اجزاء ایمان ہے، نماز پڑھنے کا طریقہ وہی ہے، روزہ کا ہیضہ وہی ہے، حلال و حرام سب کے نزدیک وہی ہیں، غرض کہ جہاں تک عقائد اور اسلامی معاشرت کا تعلق ہے، سب متفق ہیں، انہیں ذرہ بھی اختلاف نہیں ہے، لیکن جو مسائل متنازع فیہ ہیں، وہ یہ ہیں:-

مذہب قدیم	مذہب جدید
۱۔ ہدیہ نہیں گے،	۱۔ ہدیہ نہیں لین گے،
۲۔ سورہ طہ پڑھیں گے،	۲۔ سورہ طہ نہیں پڑھیں گے،
۳۔ تلاوت قرآن سب ملکر کریں گے،	۳۔ فرداً فرداً پڑھیں گے،
۴۔ تشہد میں سب ابہ نہیں اٹھائیں گے،	۴۔ تشہد میں سب ابہ اٹھائیں گے،
۵۔ مذہبی دعوت کھائیں گے،	۵۔ مذہبی دعوت نہیں کھائیں گے،

انکے عداوہ اور بہت سی مضحکہ انگیز باتیں ہیں، جن کو میں یہاں چھوڑتا ہوں، ان چند مثالوں سے صرف یہ دکھانا مقصود ہے، کہ چینی مسلمانوں کے علماء میں کس قسم کی حماقتیں ہیں، ان مثالوں کو واضح کرنے کے لئے یہاں اور چند سطریں اضافہ کر دیتا ہوں۔

بات یہ ہے کہ ہر عینی مسلمان قرآن شریف کی تلاوت نہیں کر سکتا ہے، مگر خوشی یا غم کے موقع پر ہر مسلمان نے اپنے اوپر یہ لازم کر رکھا ہے کہ محفل کرے اور لوشیو (ملا) اور آہون (مولوی) کو بلائے اور ان سے قرآن اور قرآن کا کچھ حصہ پڑھوائے ان کی تلاوت کے تین طریقے ہیں، (۱) ختم القرآن، (۲) عم اور (۳) قرآن کامل ختم القرآن میں آیہ کرتسی، سورہ یسین، سورہ تبارک، سورہ طارق، سورہ اعلیٰ، سورہ ضحیٰ، سورہ انشراح، سورہ قدر، سورہ زلزہ، سورہ تکوین، سورہ غافر اور سورہ فیل سے لیکر سورہ ناس تک شامل ہیں، عم میں آیہ کرتسی، سورہ یسین، سورہ تبارک، سورہ فاتحہ اور پارہ عم شامل ہے، قرآن کامل، قرآن کے تین پارے ہیں ختم القرآن میں ایک لوشیو یا دو کی دعوت دی جاتی ہے، عم کی تلاوت میں عموماً تین چار اور پانچ تک کی دعوت ہوتی ہے اور قرآن کامل میں سات آدمی سے تین تک مدعو ہوتے ہیں یہ دعوت دینے والے کی قدرت پر منحصر ہے،

جس قسم کی تلاوت ہو، دعوت دینے والا یہ اپنا مذہبی فرض سمجھتا ہے کہ تلاوت کرنے والے کو ضرور کچھ روپیہ پیسہ تلاوت کے عوض میں دیدے جسکو عینی مسلمان بدیہ کہتے ہیں اس بدیہ کے لینے میں جدید اور قدیم فرقوں میں سخت اختلاف ہے، فرقہ قدیم کہتا ہے کہ ہمارے آباء و اجداد ایسا کرتے چلے آئے ہیں، ہم کیوں اسکو چھوڑیں، فرقہ جدید کہتا ہے کہ قرآن کریم میں یہ آیہ موجود ہے کہ ولا تشدوا بأیاتی شناعلیہا، تلاوت کے عوض میں بدیہ کا لینا گویا معمولی دام پر آیات کا بیچنا ہے، اس لئے حرام ہے،

عینی مسلمانوں میں یہ دستور رکب سے شروع ہوا مجھے علم نہیں، چلا آرہا ہے کہ میت کو غسل دیتے وقت سورہ طہ پڑھائی جاتی ہے، لیکن فرقہ جدید اسکو بدعت قرار دیتا ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ مردہ کچھ نہیں سنتا، لیکن فرقہ قدیم یہ کہتا ہے کہ سورہ طہ اس لئے تلاوت کی جاتی ہے کہ ممکن ہے کہ

خدا اس کے ذریعہ سے میت کا گناہ مغفوت فرمادے، یا اس میں تخفیف کر دے،

باقی رہا قرآن شریف کا ملکر پڑھنا، یہ بھی ایک دستور ہے جو عرصہ سے چین میں رائج ہے،
فرقہ قدیم کے لوگ اس کے پابند ہیں لیکن فرقہ جدید کی دلیل ہے کہ قرآن میں لکھا ہوا ہے کہ واذا قرء
القرآن، فاستمعوا له وانصتوا لعلکم ترحمون،

مذہبی دعوت سے مراد وہ ہے جس میں قرآن کی تلاوت ہوتی ہے، فرقہ قدیم کے لوگ چاہتے
تلاوت کریں گے، اور کھائیں گے بھی، لیکن فرقہ جدید کے لوگ اگر جائیں گے اور تلاوت کریں گے
تو کھانا نہیں کھائیں گے، اس کے متعلق مجھے ایک واقعہ یاد آیا، یہ ششہ کی بات ہے کہ جس وقت
فاکسار چندھینی جاجیوں کے ساتھ ہانگ کانگ پہونچا، تو وہاں ایک شریف اور بادشاہ
ہندوستانی قائدان نے ہماری دعوت کی، ان کا نام مجھے یاد نہ رہا،

غرضیکہ ہم سب گئے، ہمارے ساتھ فرقہ جدید کا ایک عالم تھا، کھانا کھانے کے بعد
ہمارے معزز میزبان نے اس عالم سے فرمایا کہ کچھ قرآن شریف کی آیتیں سنائے جس کے جواب
میں اس نے یہ کہا "اقرء بفسک انا لا اقرء کلا فی اکلت، یعنی آپ خود پڑھئے، میں
نہیں پڑھ سکتا کیونکہ میں نے کھانا کھا لیا ہے،

اس پر ہمارے میزبان حیران تھے، مگر ہم خاموش تھے،

ساتواں باب

ٹنگ چینگ اور ہوی ہوی

چینی زبان میں جس طرح اسلام کیلئے دو نام ہیں اس طرح مسلمانوں کے لئے دو نام ہیں چینی مسلمان اپنے آپ کو "چیو من" (اہل دین) کہتے ہیں، اور غیر مسلمان مسلمانوں کیلئے "ہوی ہوی" اور اسلام کیلئے "ٹنگ چینگ چیو" اور "ہوی ہوی چیو" دو نام استعمال کرتے ہیں، ٹنگ کے معنی پاک یا مقدس چینگ کے معنی خالص یا حقیقی، اور چیو کے معنی دین ہے، اگر تمیون کو ملا دیا جائے تو دین مقدس اور خالص کا مفہوم ہو جاتا ہے، اتنی تہید کے بعد اب ہم ان خیالات کو قارئین کے سامنے پیش کرتے ہیں جو مسلمانان چین نے ٹنگ چین اور ہوی ہوی دو نام قبول کرنے اور پسند کرنے میں غلطی کئے ہیں،

۱۔ ٹنگ چینگ،

دین ٹنگ چینگ ایک آسمانی دین ہے، جس کا ظہور تخلیق عالم کیساتھ ہوا ہے، آدم علیہ السلام کے زمانہ میں ودیعت کیا گیا تھا، یہی دین گذشتہ پیغمبروں کو ملا، اور پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے حامل ہوئے، آدم علیہ السلام کے زمانہ سے لیکر آج تک ایک ہی دین چلا آ رہا ہے، اور اس کے اصول میں کسی قسم کی تبدیلی نہ ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے، کیونکہ عالم اور کائنات کی تخلیق سے قبل صرف

ایک ذات واحد تھی، جو تمام چیزوں کی خالق اور مالک تھی جس کو عربی زبان میں اللہ کے نام سے پکارا جاتا ہے، وہ عدم محض سے کائنات کو وجود میں لایا، اس نے لطافت و کثافت کی آمیزش سے زمین و آسمان پیدا کیا، پھر کائنات کو ان دونوں سے مزین کیا، دنیا کو جنت بنایا، پھر ملک عرب میں آدم کا ظہور ہوا، عرب کرہ، رضی کا مرکز ہے، چار سمتیں زمین جا کر ملتی ہیں، اللہ تعالیٰ کا حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے سے مقصد یہ تھا کہ وہ خلیفۃ الراضینین، خدا کے احکام انس و جن تک پہنچائیں، آداب و دستور قائم کریں، اور رہنے سنے کا طریقہ بتائیں، ان تمام چیزوں کے مجموعہ کا نام دین ہے، اس دین کا طریقہ روز ازل سے اب تک چلا آرہا ہے، ہر عہد اور ہر زمانہ میں اسکی پابندی کی جاتی رہی ہے،

بعد میں جب آدم کی اولاد دنیا میں پھیلی، مشرق اور مغرب اس کی نسلوں سے آباد ہوئے، نسلوں کے پھیلنے سے اگرچہ ایک کا طرز زندگی دوسرے سے کچھ مختلف ہونے لگا، لیکن بدعات اور خرافات کا آغاز نہیں ہوا، وجہ یہ ہے کہ یو اور شون، کا عہد آدم علیہ السلام کے زمانہ سے زیادہ دور نہیں تھا اور دین آدم کی روایات اور حکایات ان کے قانون میں محفوظ تھیں، جس کی وجہ سے اس زمانہ میں خرافات کے لئے کوئی راستہ نہ تھا، مگر عہد چین اور زمانہ کے بعد ۲۲۱ ق م ۱۹۶ ق م میں خرافات کا آغاز ہوا، اور مختلف خیالات پھیل گئے، یہی وجہ ہے کہ اس زمانہ میں مختلف تصانیف اور اقوال نے چینوں کے دماغوں کو گردا گرد کر دیا، ان کی چشم بصیرت کو حق شناسی سے محروم کر دیا، اور یقین و ایمان کی جگہ شک و بدعت نے لے لی، اس وقت سے اہل چین کو اپنی زندگی تاریکی میں گزارنی پڑی، مگر یاد رہے کہ عرب لوگ اس نعمت سے محروم نہ تھے، جس کو ہم نبوت کہتے ہیں، عرب

یو اور شون (YOO SHON) چین کے دو نامور بادشاہ تھے، چینی روایات کے مطابق وہ

۲۳۵۵ ق م اور ۲۲۵۵ ق م میں چین پر حکومت کرتے تھے، رعایا کی فلاح و بہبود کے لئے خوب

قربانیاں کیں،

سامی ہیں جنہیں برابر بنی آتے رہے، اور ان کو ہدایت دیتے رہے، چھٹی صدی کے آخر میں ان کے
سب سے بڑے نبی آئے جو محمد صلعم کے نام سے موسوم ہیں، ان کو ایک ایسی کتاب ملی جس میں زندگی کی
ہر قسم کی ہدایتیں مفصل موجود ہیں، اور رہنے سکنے کا دستور مکمل درج ہے، یہی وجہ ہے کہ ان کا دین سب سے
زیادہ مقدس اور خالص سمجھا جاتا ہے، مقدس کا ترجمہ چینی زبان میں ٹسنگ ہے، اور خالص کا
ترجمہ چینگ، اس واسطے چینی زبان میں ہم اس دین کو ٹسنگ چینگ کے نام سے پکاریں گے، اور
اس دین کے معتقدین کو چیومن، (اہل دین) کہیں گے، یہ بالکل ٹھیک اور موزون نام ہے،

لفظ ٹسنگ کے ایک اور معنی بھی ہیں، یعنی پاک اور لفظ چینگ کے بھی ایک اور معنی ہیں
یعنی حقیقی، ٹسنگ چینگ چیو، اس ہستی کا دین ہے جس کی ذات ہر چیز سے پاک اور حقیقی ہے، یعنی
وہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کے وجود کا ہر ذی عقل و غیر ذی عقل انکار نہیں کر سکتا، اور باوجود اس کے کہ اس کا
وجود ہے لیکن وہ زمان و مکان سے پاک ہے،

نہ اس کی ابتدا ہے اور نہ انتہا، وہی ازلی ہے، اور وہی ابدی، وہ ہر چیز میں موجود ہے لیکن
ان سے مخلوط نہیں ہو سکتا، اس کا وجود اشیاء کے وجود جیسا نہیں ہے، اکائیات میں کوئی اس کے مثل
نہیں ہو، زمین و آسمان اس کے قبضہ میں ہیں، چھوٹا اور بڑا اس کے تصرف میں، افس و جن اس کے
بندے ہیں، غریب و امیر اس کے حکم سے مرتے اور جیتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اس ہستی کو چینگ (یعنی
حقیقی) کہتے ہیں، ٹسنگ چینگ چیو، اسی ہستی کا دین ہے، جو آدم کو ملا، اور مختلف زمانہ کے انبیاء اس کے
حامل ہوئے، آخر میں یہ محمد رسول اللہ صلعم کو ملا، یہ دین فطری اور طبعی ہے، یہ چینی مصنفوں کے
انکار اور مفکرین کے خیالات سے پاک ہے، یہ آسمان سے نازل ہوا، نیون سے نیون کو ملا ہے،
اس میں انسانی افکار نہیں ہیں، ان وجوہ کی بنا پر اس دین کو مقدس اور خالص کہتے ہیں،
اگر یہ دین انسان کو سکھایا جائے، تو انسان بھی مقدس اور مخلص ہو جاتا ہے، بدعات اور

خرافات اس کے دل سے بھاگتے ہیں، شہرت اور دولت اسکو نہیں بہکا سکتی، اگرچہ اس وقت وہ جہانی زندگی گزارتا ہے، لیکن اس کو روحانی مسرت ملتی ہے، اور اگرچہ وہ ہنگامہ خیز دنیا میں رہتا ہے، لیکن اس کے قلب میں نہایت سکون اور اطمینان رہتا ہے، انسان کی ایسی سکون اور اطمینان کی زندگی مقدس اور پاک زندگی کہلاتی ہے، اس کا دل صرف ایک خدا کو یاد کرتا ہے، وہ اس کے اوامر اور نواہی کا پورا احترام کرتا ہے، اسلئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ پر چلتا ہے، وہ اپنی ذمہ داری سے غافل نہیں رہتا، ایمان داری اور وفاداری کا منبع اللہ تعالیٰ کی ذات سے ہے، حیا و آداب کا سرچشمہ قرآن کی تعلیم ہے، دنیا میں حقیقی انسان وہ ہے جو ایماذرا اور وفادار ہو، جس میں شرم و حیا ہو، اور جو آقا و سخاٹ سے واقف ہو، مسلمانوں میں یہ سب صفاتیں موجود ہیں، اس لئے ان کو حقیقی اور مخلص انسان کہنا چاہئے، مزید برآں ان کا خدا مقدس ہے، ان کا دین مقدس ہے، خدا کی ذات حقیقی ہے، اسلام دین خالص ہے، اسلئے جو ایسے خدا کو مانے اور جو ایسے دین میں داخل ہو، اسکو ٹنگ پھینک چوین (اہل دین خالص) کہنا چاہئے، مگر چینی مسلمانوں کو ہوی ہوی کے نام سے کیوں پکارتے ہیں، اسوجہ سے پکارتے ہیں کہ دنیا انسانی زندگی کا مسافر خانہ ہے، یہ اس کا دائمی اور ابدی وطن نہیں ہے، جبکہ انسان اس مسافر خانہ میں رہتا ہے تو اس کا دل برابر اپنے اصلی وطن کو یاد کرتا ہے، وہ ہرگز اپنے اصل مرکز اور مرجع کو فراموش نہیں کر سکتا، اس لئے اگرچہ اس کا جسم مادی زندگی بسر کرتا ہے، لیکن اس کا قلب اس مرکز کی طرف رجوع کرتا ہے، جہاں سے اس کا روحانی تعلق ہے، جبکہ انسان دنیا میں اپنے آپ کو اعمال و عبادات سے مزین کرتا ہے، اور اسکی عمر ختم ہوتی ہے، تو اس کی روح پھر ذات باری تعالیٰ کی طرف رجوع کرتی ہے، ایک تو مادی زندگی میں انسانی قلب کا رجوع دوسرا مادی زندگی کے بعد انسانی روح کا رجوع ہے، جب دو رجوع ہیں تو مسلمانوں کو ہوی ہوی کے نام سے

لے لفظ ہوی کے معنی رجوع کے ہیں، ہوی ہوی، ایک نقطہ کی تکرار ہے، اسکی تشریح آگے آئیگی،


پکارنا بالکل ٹھیک ہے،

۲۔ ہوی ہوی کی تشریح

”ٹنگ چینگ چیو من“ کا اصل نام عربی میں مسلم ہے، یہ امت محمدی کا خاص نام ہے اس سے قبل کوئی امت اس نام سے موسوم نہیں ہوئی، مزید برآں، اسلام محمد (صلعم) کے ظہور سے دنیا میں پھیلا، اس لئے جو محمد رسول اللہ (صلعم) کا مانتے والا ہے، وہ اسلام پر عقیدت رکھتا ہے، اور جو اس پر عقیدت رکھتا ہے، وہ مسلم ہے، لیکن چین میں مسلمانوں کو ”ہوی ہوی“ کیوں پکارتے ہیں؟ یہ لفظ کہاں سے آیا؟ اور کس وقت سے مسلمانوں کو ہوی ہوی کے نام سے پکارنے لگے؟

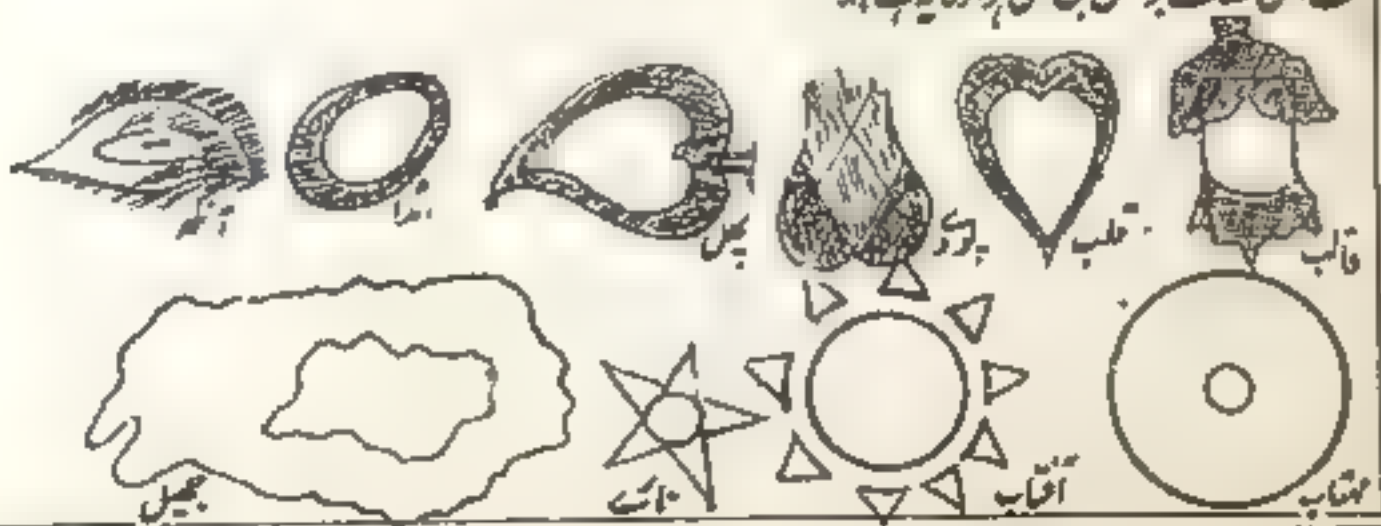
تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام مغرب سے مشرق کی (چین کی) طرف پھیلا، اور ہمداننگ میں بری راستہ سے چین میں داخل ہوا، اس کا راستہ ترکستان اور تیان شان تھا، ترکستان چین و عرب کی سرحد تھی، ان میں ”ہوی جی“ ایک قبیلہ تھا، مسلمانوں کی قوت جب وہاں پہنچی تو یہ قبیلہ مشرقت بہ اسلام ہوا، پھر ان کی نسلیں چین کے شمالی و مغربی حصوں میں پھیل گئیں، چونکہ ہوی جی قبائل اسلام لائے، اور انھوں نے عربی تہذیب اور تمدن کو اختیار کر لیا، اس لئے چین کے حکام مسلمانوں کو ہوی جی کے نام سے پکارنے لگے، کیونکہ وہ مسلم ہو گئے تھے، لیکن ہمداننگ اور یوان میں عربوں کی کثرت آمد سے ان کے عالون کو علم ہوا کہ مسلمانوں کے لئے ہوی جی کا لفظ ٹھیک نہیں ہے، کیونکہ اس کا بالکل کوئی مطلب نہیں ہے، اسی واسطے جی کا لفظ ہوئی، میں تبدیل کر کے اسکو ہوی بنا دیا، لفظ تو ہوی جی سے ملتا ہے، لیکن معنی میں بہت فرق ہو گیا، ہوئی ہوئی، کا لفظ نہایت معنی خیز ہے جس کی تشریح کی ضرورت ہے، بغیر اس کے لوگ اس کے مختلف مفہوم کو اچھی طرح نہیں سمجھ سکتے، بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہوئی کے معنی کڑا نے کے ہیں، مسلمانوں کو اس قسم کے لفظ سے متصف

نہ ہونا چاہئے، کیونکہ یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا لیکن یہ تاویل غیر صحیح ہے کیونکہ ہوی کے صحیح معنی "راجح الی اصلہ" کے ہیں، اگر کترانے کا مفہوم بھی لیا جائے تو زیادہ فرق نہیں آسکتا، کیونکہ اسلام تو انسانوں کو برائیوں اور بد اخلاقیوں سے کترانا سکھاتا ہے، چیز کا اپنے اصل کی طرف رجوع کرنا، اور انسان کا برائی سے کترانا اس لحاظ سے بھی یہ لفظ ٹھیک ہے، لیکن یہ اس کا اصل مفہوم نہیں ہے، اب اس کے اصل مطلب کی تشریح کے لئے ہکو اور چند سطرین لکھنی ہیں،

نجومی کہتے ہیں کہ آسمان اور زمین کے اندر ذکوری اور اناتی دو عناصر ہیں ایک دوسرے کو برابر کھینچتے ہیں، اور ایک دوسرے کی طرف راجح ہوتے ہیں، اس کا مطلب معمولی آدمی سمجھ نہیں سکتا، حقیقت یہ ہے کہ آسمان اور زمین خدا کی قدرت سے قائم ہونے کے بعد آسمان زمین کو اپنے اندر شامل کر لیتا ہے، اس کی صورت یہ ہے،  بابر کا دائرہ آسمان اور اندر کا زمین ہے، اب اس شکل کو لفظ ہونی کے ساتھ مقابلہ کیا جائے تو یہ لفظ عناصر ذکوری اور اناتی کا مفہوم ادا کرتا ہے، کائنات کس سے وجود میں آئی، ان دو عناصر سے، ان دو عناصر کا مرکز کمان ہے، باری تعالیٰ کی ذات ہے، اب اس لفظ کے معنی اسکی شکل سے طاریجے، ہوئی کے معنی رجوع ہیں، جس چیز کا مرکز ذات باری تعالیٰ ہے، پھر اسکی طرف رجوع کرنا ہے،

علماء کا قول ہے کہ انسان کا قالب اور دل بھی اس لفظ کی شکل سے ملتا ہے، بھول کے پوئے، درخت کا پھل، برندے کے انڈے انسان کی نگاہیں سمندر کے آفتاب اور ماہتاب سب اس لفظ ہونی کے (۱) کام مرکز ہیں،

اس لفظ سے جو شکل بن سکتی ہے وہ یہ ہے۔



ہوی کا مطلب صرف اتنا ہی نہیں ہے، بلکہ اور گہرا اور باریک ہے، اس کے معنی احاطہ کرنے کے بھی ہیں، عالم ملکوت ارواح کی جولانگاہ ہے، اور عالم اجسام کا منظر گاہ، ارواح مخلوقات لطیفہ ہیں جو ہر قسم کے لوٹ سے پاک ہیں، اجسام روح و نفس سے مرکب ہیں، جو باوجود کثیف ہونے کے لطیف بھی ہیں، اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ ان دونوں کو یعنی عالم ارواح اور عالم اجسام کو اپنے قابو میں رکھتا ہے، کیونکہ وہ ہر شے کو محیط ہے، اس لحاظ سے ہوی چو ایک ایسا دین ہے جو روحانی اور جسمانی دونوں زندگی پر حاوی ہے، وہ دونوں زندگی کی ضروریات کو پورا کرتا ہے، عربی میں اس دین کو اسلام کہتے ہیں، لیکن چینی مسلمانوں نے اس کا نام ہوی ہوی چو اسلئے پسند کر لیا ہے کہ اسکا مفہوم اس قدر جامع اور مانع ہے جو اسلام کے مطلب کو پورا ادا کرتا ہے، اور چین کے تعلیم یافتہ طبقے بآسانی سمجھ سکتے ہیں، اسلام کے بجائے ہوی چو کا استعمال کرنا بھی کافی ہے، لیکن ہوئی کی تکرار سے معنی، ہوی ہوی چو کے کہنے سے یہ مطلب ہے کہ یہ دین صرف ایک ہی زندگی پر حاوی نہیں ہے، بلکہ دو زندگیوں پر ایک زندگی جسمانی اور دوسری زندگی روحانی،

آخوان باب

تصانیف

یہ بات بالکل صحیح معلوم ہوتی ہے، کہ ساتویں صدی سے لیکر تیرہویں صدی تک اگرچہ مسلمان چین میں کافی پھیل چکے تھے لیکن چینی زبان میں کوئی ایسی کتاب نہیں لکھی گئی جو اسلام یا عربی علوم کے متعلق ہو، حیرت اس پر نہیں ہے، کہ عہد مانگ میں کوئی تصنیف نہیں ہوئی، بلکہ حیرت اس

بات پر ہے کہ عہد یوان میں جب سرزمین چین میں مسلمانوں کا زور تھا، تب بھی انھوں نے اس کیلئے کوشش نہیں کی، حالانکہ قوجیلای خان کے دربار میں مسلمان کافی تھے، اور وہ علوم اسلامی سے اچھی طرح واقف تھے، اور شمالی و مغربی چین اتاری اور ترک مسلمانوں سے آباد ہو چکا تھا، چینی تاریخ میں اس عہد کے مسلمان لازموں اور عہدہ داروں کا ذکر ہے، لیکن اسلامی تصانیف کا ذکر کہیں نہیں ہے۔ البتہ عہد مینگ کے حوالہ سے یہ معلوم ہوا کہ دار السلطنت چانگ ان (CHANG AN) کے شاہی کتب خانہ میں عربی کتابوں کا ذخیرہ تھا جس کی اکثر کتابیں علم نجوم سے متعلق تھیں، جن کا ترجمہ بعد میں چینی زبان میں ہو گیا تھا، ان کتابوں کے ترجمہ کے متعلق چند سطوریں ذیل میں لکھی جاتی ہیں:-

عہد مینگ کا پہلا فرمان روا ٹائی چو (۱۳۹۹-۱۳۶۸ء) بھی (جب تخت چین پر بیٹھن ہوا، تو اس نے ان عربی کتابوں کا ترجمہ کرنے کے لئے جو عہد یوان کے شاہی کتب خانہ میں پائی گئی تھیں، مسلمانوں کے شیخ المشائخ کو ایک فرمان لکھا، ان کتابوں کا ترجمہ ہونے کے بعد جب ان کی ترتیب ہوئی، تو ٹائی چو کے وزیر معارف و جوئنگ پے (WUCHONG PEH) نے اس پر ایک مقدمہ لکھا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ شاہ ٹائی چو کو ان کے ترجمہ کا خیال کیونکر پیدا ہوا، اور اس سے یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ عربی علوم کی ان کے نزدیک کیا قدر تھی، اور شیخ المشائخ کون تھے،

شاہ ٹائی چو ۱۳۶۸ء میں تخت پر بیٹھا، اور ۱۳۹۹ء میں شیخ المشائخ کو علم نجوم کی کتابوں کے ترجمہ کرنے کا حکم دیا، یہ کام ایک سال میں ختم ہوا، جس کا ثبوت شاہی فرمان اور وزیر معارف کی دستاویز سے مل سکتا ہے، شاہ ٹائی چو کا فرمان جو شیخ المشائخ کے نام جاری ہوا، اس کا ترجمہ یہ ہے:-

”مجھے اچھی طرح علم ہے، کہ عقلمندوں کی طریقت جب کا یہاں ہوتی ہے، تو وہ خوش نصیب

سمجھے جاتے ہیں، ورنہ بد نصیب، مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہو کہ فی نفسہ طریقت میں کوئی خرابی ہو

بلکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ صاحب طریقت کی لیاقت ناقص ہے، یہاں تک کہ ان کے

خیالات کسی معمولی وجہ سے رک جاتے ہیں، اور اشاعت نہیں پاسکتے۔

ہمارے ملک کی لغت عقود اور اشارات سے شروع ہوئی تھی، پھر پا کو ائی نے اون کی جگہ پا کو ائی سے چیان میں، اور چیان سے دفتر کی صورت میں تبدیل ہوئی، دفتر کے ذریعہ سے قدیم حکماء اور علمائے اقوال محفوظ کر لئے گئے، پھر رفتہ رفتہ حکمت کا ذخیرہ جمع ہو گیا، اور علوم و فنون کی اشاعت ہوئی، ہون وود (۱۳۶۴ء) کی ابتدا میں میرافوجی جنرل، جب دارالسلطنت میں داخل ہوا، تو شاہی کتب خانہ میں بہت سے کتابیں جن کی تحقیق کی ضرورت تھی پائی گئیں، خبر مشہور تھی کہ وہ حکماء اور علماء کی یادگار ہیں جن میں حکمت اور عقل کی باتیں مدفون ہیں، مگر سب ایسی زبان میں ہیں، دربار میں کوئی انکو نہیں سمجھ سکتا، میں نے سنا تھا کہ تم اس زبان سے واقف ہو، اور ان کتابوں سے تمہیں علم و پختہ ہے، اس لئے تم کو حکم دیا تھا کہ ترجمہ کر دو، اب کئی مہینے ہو گئے ہیں، جو کچھ ترجمہ ہو چکا ہے اس سے معلوم ہوا کہ فوق السما اور تحت الارض کی باتیں سب اس میں موجود ہیں، بارزا و عبق افکار ہیں مستور ہیں، افلاک اور سیارات کے ادوار سب اس میں مندرج ہیں، ادارہ نجوم کا ناظم تھارے بنی کیے

۱۔ شروع شروع میں چین کی کوئی لغت نہ تھی، عقود اور اشارات سے کام لیا جاتا تھا، یعنی جو گنتی سے متعلق ہو، اس کیلئے رسی میں گرہ بنا لیتے تھے، ایک گرہ ایک عدد سمجھا جاتا تھا، اور جو گنتی سے متعلق نہ ہو تو دیوار یا پتھر پر یادداشت کیلئے کچھ نشانات بنایا کرتے تھے، بعد میں پا کو ائی کی ایجاد ہوئی، جس کے خاص نشانات ہیں، جن سے سیارات کی حکمت و سکنا معلوم کی جاسکتی تھیں، پا کو ائی کے نشانات یہ ہیں: —————
 اسکے بعد اشار کی شکل کے مطابق لغت بنانے لگے، مثلاً آکھ کیلئے (۱) اور منہ کے لئے (۲) یہ سب نقشے بانس کے پتوں اور ریشمی کپڑوں پر بنائے جاتے تھے جس کو چیان کہتے ہیں، پھر ان نقشوں سے موجودہ چینی حروف بنے، مثلاً آکھ کیلئے (۳) اور منہ کے لئے (۴) یہ کاغذ کی ایجاد کے بعد دفتر میں درج کر دیئے گئے، جو بعد میں لغت بن گئے،
 ۲۔ قدیم چینیوں کا خیال تھا کہ سلطنت کا عروج اور زوال تارون کی گردش سے وابستہ ہے، اسلئے ہر عہد میں ادارہ نجوم کا خاص طور سے اہتمام کیا جاتا تھا، وہاں علم نجوم کا ماہر مقرر کیا جاتا تھا، تاکہ تارون کی نقل و حرکت سے یا اونکے ظہور و ستور سے ملک کی برکت و آفت اور حاکم کی سعادت و شقاوت سے بادشاہ کو اطلاع دے،

ان کو سمجھ سکے، اور تم کو بغیر کمال دکھانے ہوئے، کیونکر استاد زمانہ کہے؟ اس واسطے تمہارے اعزاز کیلئے تم کو "ہنرین" کا خطاب دیا جاتا ہے، اور تم کو ادارہ ترجمہ کا مدیر مقرر کیا جاتا ہے، امید ہے کہ قبول کرو گے (۱۳۰۳ھ)۔

۲۔ وزیر معارف و چونگ پہ کا لکھا ہوا مقدمہ،

جیکہ شیخ المشائخ نے شاہی فرمان کے مطابق ان کتابوں کا ترجمہ کیا تو وزیر معارف و چونگ پہ نے اپنے ہاتھ سے مقدمہ لکھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔

”بادشاہ زمانہ، آسمانی حکم کے مطابق چین کی نگرانی کرتا ہے اور اخوت کی تبلیغ کرتا ہے، اس لئے اہل السیف و القلم اس کے گردیدہ ہوتے ہیں، ہون ود کے شروع میں جب فوجی جنرل نے دار السلطنت پر قبضہ کر لیا، تو بہت سی کتابیں برآمد ہوئیں، جو حکماء سلف کے افکار ہیں، یہ کئی ہزار کتابوں کا ایک ذخیرہ تھا، جو عہد یوان کے شاہی کتب خانہ میں محفوظ تھا، مناسب ہے کہ فرصت کے وقت، علماء اور حکماء جمع ہو کر ان کا مطالعہ کرتے تھے، اور ان پر بحث کرتے تھے، ان کا ارادہ تھا کہ ان سے مواد لیکر حکومت کا دستور بنایا جاسکے، ان کتابوں میں سے جو دار السلطنت میں برآمد ہوئیں، کئی سو عربی کتابیں بھی تھیں، حروف چینی اور زبان غیر چینی، یہاں ان کا کوئی جانتے والا نہیں تھا، ۱۳۰۳ء کے موسم خزاں میں بادشاہ ڈائی چو نے ایک دربار کیا، جس میں ہنرین "لی چون" (Lee Chun) اور مجھ کو خاص طور پر بلایا، اور ہم سے فرمایا۔

”آسمانی طریقہ پوشیدہ اور پراسرار ہے، وہ انسانوں کو بتاتا ہے کہ حاکم وقت آسمانی حکم سے حکومت کرتا ہے، اور اس کے مطابق عمل کرنے سے کامیاب ہوتا ہے۔“

”قدیم زمانہ کے حکمران، نجوم کی حرکات و سکنات کا مطالعہ کرتے تھے، اور موسموں کی تبدیلی کی

حقیقت دریافت کرتے تھے تاکہ ان سے سبق سیکھیں اور انسانیت کی تربیت کریں، ایشیاء میں ہم آہنگی اور
تاسب پیدا کریں، ان کی بدولت علم کا عروج اور تہذیب کا چرچا ہوا،

موجودہ زمانہ میں عرب علم نجوم کے ماہرین، افلاک کی گردش اور سیارات کی حرکات کے متعلق
صمیم رائے رکھتے ہیں، ان کے تجربات اور مشاہدات بڑے ہوئے ہیں، ان کی کتابوں میں کواکب اور
نجوم کے متعلق جو معلومات مل سکتی ہیں اور کتابوں سے نہیں مل سکتیں، یہ ایک اہم علم ہے جس میں انسانی اور
آسمانی تعلقات کا راز مضمر ہے، ان کتابوں کا ترجمہ ہونا چاہیے تاکہ انسانی سے ان کا مطالعہ کیا جاسکے،
اور ہم ان کی مدد سے علامات نجوم کا مشاہدہ کر سکیں، ان علامات کے مطابق آفات و بلیات کی ہفت
اعمال حسنہ کی اشاعت اور آسمانی حکم کی اطاعت کریں، اور انسانی جذبات کا بخاطر رکھیں۔

اس ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے بادشاہ نے ایک فرمان لکھا اور لین ٹائی کے دارالخوار
کے ناظم حیدر عطف الدین، قاضی المسلمین و شیخ المشائخ محمود وغیرہ کو دربار میں بلایا، شاہی کتب خانہ سے کتابوں
کا ذخیرہ نکالا اور ان کو ان کتابوں کے ترجمہ کرنے پر مامور کیا، جو علم نجوم اور نظام شمسی و قمری سے متعلق
تھیں اور یہ فرمایا۔

تم لوگ مسلمان ہو، ہمارے مغرب کے باشندے ہو، عربی زبان سے واقف ہو چینی زبان
بھی سمجھ سکتے ہو، زبان سے لوگوں کو سمجھا سکتے ہو، قلم سے معانی بیان کر سکتے ہو، تیار ہو جاؤ، ان کتابوں
کا ترجمہ کر ڈالو، ناغہ نہ کرو، غفلت میں نہ پڑو، مجھ پر تمہارا احسان ہے، تمہارے لئے میری طرف سے انعام ہے۔
انھوں نے اس فرمان کے مطابق ”یون ٹون من“ کے دہانہ پر ایک ادارہ قائم کیا، اور ترجمہ کا کام
شروع کر دیا، کتابوں کا معر اور پوڑا ایک جگہ جمع کر دیا، یہاں تک کہ ترجمہ کا کام مکمل ہو گیا، مسودہ صاف
کرنے کے بعد شاہ ٹائی چو کی خدمت میں پیش کیا گیا، پھر دو چونگ پہ کو یہ حکم ہوا کہ اس کتاب کا مقدمہ لکھو
اس مقام کا نام جہان رصد گاہ تھی، اسے شہر ناکینگ کا ایک دروازہ،

ان ترجمہ شدہ کتابوں کے نسخے اب تک محفوظ ہیں، یا غیر محفوظ، خاکسار کو کچھ معلوم نہیں، عہد منگ کی تاریخ اور چین کے خزانہ المعارف میں ان کے حوالے کہیں کہیں ملتے ہیں، مگر وہ مکمل صورت میں موجود نہیں، اور شنگھائی کے کمرشل پریس میں جو چین کا واحد پریس سمجھا جاتا ہے، جس کے تحت مشرقی کتب خانہ قائم تھا، جو حال میں جنگ چین و جاپان کی وجہ سے خاکستر ہو گیا، اس کی فرست میں بھی عربوں کے علم نجوم کا ذکر نہیں، اس سے قیاس کیا جاتا ہے کہ اصلی نسخے غائب ہو گئے ہوں گے، بہر حال یہ قابل تحقیق ہے۔

عہد منگ میں نہ صرف عربوں کا علم نجوم چینی زبان میں منتقل کیا گیا، بلکہ اور بہت سی کتابوں کا ترجمہ بھی کیا گیا، اگرچہ ہم یہ معلوم نہیں کر سکتے کہ وہ کون سی کتابیں تھیں جن کا ترجمہ ہوا، لیکن یہ ضرور کہہ سکتے ہیں کہ اس زمانہ میں جو کتابیں ترجمہ ہوئیں وہ علم نجوم پر منحصر نہ تھیں، بلکہ اور کتابیں بھی تھیں، کیونکہ جیات محمدی کے تعلقات میں حاکم چکیانگ (Chakiang) کا ایک مقالہ جو ۱۲۳۱ء میں لکھا گیا تھا، اس زمانہ میں عہد منگ کا آخری فرمان روا جھونگ چینگ (JHONG CHANG) تخت پر تھا، اور حاکم چکیانگ کا نام شان اپن پانگ (Shau yen Pong) تھا، اس نے اپنے مقالہ کا عنوان مختلف کتابوں کا مجموعہ رکھا تھا، مقالہ کے شروع میں اس نے یہ لکھا ہے:-

..... اس مجموعہ کو میں نے مختلف کتابوں سے انتخاب کر کے جمع کیا یہ اس طرح سے ہوا، کہ جب اتفاقاً کسی کتاب میں کوئی پسندیدہ مضمون ملا، تو اس میں شامل کر دیا، اس کے مطالعہ کرنے سے مجھے یہ معلوم ہوتا ہے، کہ بلاد عرب کے منظر میری آنکھوں کے سامنے پھر رہے ہیں، آہ! وہ شان! آہ! وہ عظمت!

اے میرا وطن غالب یہ ہے کہ یہ مسلمان تھا، کیونکہ اس کی زبان سے ثبوت ملتا ہے،

ان چند جملوں سے یہ بات بالکل صاف ہے کہ علم نجوم کے ترجمہ کے علاوہ اور

کتابوں کا ترجمہ بھی ہوا

۳۔ عہد ننگ میں اسلامی تصانیف اور ان کے مؤلفین

جب ہم عہد ننگ کو چھوڑ کر عہد ننگ میں داخل ہوتے ہیں تو اس زمانہ کے چینی مسلمانوں کی ذہنی
میں آثار ترقی نظر آتے ہیں کیونکہ یہ زمانہ محض ترجمہ کا زمانہ نہیں تھا، بلکہ تصنیف اور تالیف کا دور
شروع ہو گیا تھا اٹھارہویں صدی میں جس نے تالیف کے ذریعہ سے اپنے کو زندہ رکھا ہی، وہ لیونشی،
(میرزا محمد رفیع) کے چچین کے تمام مسلمان اسکو اپنا بزرگ سمجھتے ہیں اس وجہ سے
نہیں کہ وہ پیر یا ولی تھے، بلکہ اس وجہ سے کہ وہ مصنف اور مؤلف تھے انھوں نے اپنی تحریر سے نہ صرف
چینی مسلمانوں کے ذہن کو جلا دی تھی بلکہ غیر مسلموں کے دریاے خیالات میں بھی طوفان پیدا کر دیا تھا
مگر افسوس ہم اس بزرگ کے حالات زندگی سے اچھی طرح واقف نہیں ورنہ کچھ اقتباسات یہاں
درج کر دیتے، حیات محمدی جو اس کی سب سے مشہور تصنیف ہے، اس کے دیباچہ میں اس نے اپنی زندگی
کے متعلق صرف اتنا لکھا ہے۔

..... تالیف آسان کام نہیں ہے، میں نے ہر سال کی عمر سے کتابیں پڑھنا شروع کیں نہ سال

کی مسلسل محنت سے میں نے معتقدین کا نفوش اور دیگر مؤلفوں کی تصانیف کو ختم کر ڈالا، اچھ سال
کی مدت میں عربی زبان سیکھی، اور ایک سال تک بدھ مت کا مطالعہ کیا، بعد میں مغربی تصانیف

لی، اس بزرگ کے حالات زندگی دریافت کرنے کے لئے میں نے مدیر نفاذہ الاملاں (پکین) کو لکھا، جواب آیا کہ
حالات نہ کسی نے لکھے اور نہ اون کا اسکو علم ہے،

مین سے ۱۳ کتابیں پڑھیں جن کی وجہ سے میرے دل میں کچھ روشنی پیدا ہو گئی، اس کے بعد علوم اسلامی کی تحقیق اور ان کا مطالعہ کیا، اسلام کے متعلق مین نے سو سے زیادہ کتابیں لکھیں، مگر جو چھپ کر شائع ہوئی ہیں، وہ صرف رسوم عرب اور عقائد اسلام کی چند کتابیں ہیں، رسوم عرب کیا ہے، دستور ہے، عقائد اسلام کیا ہے؟ دستور دین ہے، اب مین نے حیات محمدی کی تکمیل کی، اس خیال سے کہ لوگوں کو عمل و دین کے بانی مہمانی سے واقف کرادوں، اور لوگوں کو یہ سمجھا دوں کہ حقیقت عالم ایک ہی ہے۔

”... حیات محمدی کے مواد جمع کرنے کی غرض سے مین مشرق گیا، پھر مغرب بہمال گیا، پھر جنوب بہتھانے دریافت کئے اور علماء کی چوکھٹ پر حاضر ہوا، مگر کہیں مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے متعلق کوئی تصنیف نہ ملی، آخر دار السلطنت ٹانکینگ مین پہنچا، وہاں ایک خاندان (Wu) تھا، اس کے کتب خانہ سے بہت سی عربی کتابیں ملیں جو عہد یوان کے امراء چھوڑ کر گئے تھے، جن سے انتخاب کر کے موجودہ مسودہ تیار کیا، بیچ ۱۹۱۲ء میں کام شروع کیا، اور تین سال کے اندر اس کی تکمیل کی، اس اثنا میں کبھی مجھ کو آرام نصیب نہیں ہوا، کیونکہ مجھے کبھی ادھر جانا پڑا، اور کبھی ادھر، ایک جگہ پر بیٹھ کر لکھنے کا موقع نہیں ملا۔“

ان بزرگ کے متعلق جو میرا علم ہے، صرف یہ ہے کہ یہ ٹانکینگ کے باشندے تھے، خاندان لیو (Lui) سے متعلق تھے، جبکہ انھوں نے حیات محمدی لکھی، تو ان کی عمر چالیس سے زیادہ ہو چکی تھی، حیات محمدی ۱۹۱۲ء میں مکمل ہو چکی تھی، اس قیاس سے وہ ۱۸۷۲ء سے قبل یا بعد میں پیدا ہوئے ہونگے، حیات محمدی ۱۹۱۲ء میں پہلی دفعہ چینی زبان میں شائع ہوئی، مگر بہت محنت اور مشقت کے بعد، کیونکہ اس کا مسودہ حکومت نے ضبط کر لیا تھا، پھر واپس کر دیا، اس نے خود

لکھا ہے، کہ اس نے سو سے زیادہ کتابیں لکھی تھیں، مگر اون کی اشاعت نہیں ہوئی، اسکی وجہ غالباً یہ ہے کہ اس زمانہ میں نہ مناسب ایجاد ہوا تھا، اور نہ لیتھوگرافی، جو کوئی کچھ چھپوانا چاہتا تھا، سب سے پہلے مسودات کو لکڑی کے تختوں پر کندہ کرتا، اور تختوں پر اتنی کتابوں کے مسودات کے کندہ کئے جاتے تھے صرف کثیر کی ضرورت تھی، اور وقت بھی بہت درکار تھا، اس لئے اون کی اشاعت نہ ہو سکی، مگر اون کے مسودات کہاں گئے کچھ پتہ نہیں، البتہ رسوم عرب، عقائد اسلام، ارکان خمسہ اور حیات محمدی چین میں مروج ہیں، ان کے کئی ایڈیشن نکل چکے ہیں، انکے نئے ایڈیشن ۱۹۲۵ء میں نکلے، تبتی و منگولی کمیشن کے صدر مافوسیانگ نے اپنے ذاتی خرچ سے مذکورہ بالا چاروں کتابوں کو چھپوایا، جو مسلم اور غیر مسلم میں مفت تقسیم کجائی ہیں،

حیات محمدی کے نئے ایڈیشن میں، مالین ای (Ma Lin ye) سابق وزیر معارف پکن کا دیباچہ ہے، جس میں اس نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے، کہ آنحضرت صلعم کے ظہور کا انگوٹھا کو علم تھا، اور وہ آنحضرت صلعم کو دنیا کا پیغمبر اعظم تسلیم کرتا تھا، اس دیباچہ کی تھوڑی سی عبارت یہاں نقل کرتے ہیں :-

..... شاہ شیانگ (Shiang) کے وزیر کی کانفوش سے ملاقات ہوئی، اس نے یہ دریافت کیا، کیا آپ پیغمبر ہیں، کانفوش نے جواب دیا: "میں پیغمبر کیسے ہو سکتا ہوں! میں صرف حکیم اور عالم ہوں، پوچھا: کیا شان وان (Shan wan) پیغمبر تھے؟ جواب دیا: "وہ پیغمبر کیسے ہو سکتے ہیں، وہ صرف عقلا اور شرفا میں سے تھے، پوچھا: "اوئی (Wu) پیغمبر تھے؟" جواب دیا: "وہ رحمدل اور خوش مزاج تھے، پیغمبر نہ تھے، پوچھا: "آخر پیغمبر کون ہے؟" جواب دیا: "مغرب میں پیغمبر کا ظہور ہونے والا ہے، وہ حکومت کریں گے، لیکن قوت سے نہیں، وہ من قائم

شان وان چین کے سب سے پہلے تین بادشاہ تھے، اور اوئی اون کے بعد کے پانچ شہنشاہ،

کر دیئے، لیکن زور بازو سے نہیں، لوگ اوت کی باتوں پر یقین کریں گے، اور بغیر دیکھے ہوئے ان پر ایمان لائیں گے، فوج در فوج اوت کے دین میں داخل ہونگے اور موج در موج اوت کی تعلیم قبول کر لینگے، یہ ہیں پیغمبر مگر انکے نام کا مجھے علم نہیں.....“

لیونٹشی کے علاوہ اور بہت مصنف تھے، ان میں قابل ذکر (۱) وانگ ٹائی پور (۲) ماچوسی، (۳) مائیشن (۴) کینگ تیان چوہ (۵) پے مین پان وغیرہ ہیں،

وانگ ٹائی پو نے ”حقیقت اسلام“ اور دین قیم“ دو کتابیں چھوڑیں، ماچوسی نے ہدایۃ الاسلام لکھی، مائیشن کی اصول اربع، کل الیہ راجعون، نغمۃ اسلام اور تاریخ عرب، پچار کتابیں ہیں، کینگ تیان چوہ نے ”دافع الشکوک عن الاسلام“ تالیف کی ہے، پے مین پان نے ”نشاة الاسلام“ الاسلام و انضباط کفر و بدعت اور ”قرآۃ المبادۃ فی العربی تصنیف کی، مافو چو یونان کا باشندہ تھا، اسکی بہت سی کتابیں ہیں، جو عربی، فارسی اور چینی تین زبانوں میں لکھی گئیں، ان میں جنکو خاص اہمیت حاصل ہے، وہ فصل، مہات، مشتاق ہیں، یہ تمام عربی مدارس میں نصاب کے طور پر پڑھائی جاتی ہیں، ۱۹۳۴ء میں چانگ ٹہ (Changche) میں انجمن معین المسلمین کے ماتحت مسلسل آٹھ کتابیں جو چینی اور عربی دونوں زبانوں میں تھیں لکھی گئیں، وہاں کے لوگوں نے یہ کوشش کی تھی کہ اوت کو جدید تعلیم کا نصاب قرار دیں، مگر جب لوگوں نے یہ معلوم کیا کہ مصر میں اچھی کتابیں نکل رہی ہیں تو قرآۃ الرشیدہ نے اوت کی جگہ لے لی، اخبار سے معلوم ہوتا ہے کہ چین کے لوگوں نے اپنے اہتمام سے اس کا خاص اڈیشن تیار کیا ہے، جو تمام عربی مدارس میں تقسیم کیا جاتا ہے،

۴۔ قرآن شریف کا ترجمہ،

کوئی شخص اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا کہ قرآن شریف اس روز سے سرزمین چین

۵ | میں پہنچا ہوگا جس روز پہلا مسلمان چین کے دروازہ کے اندر داخل ہوا، مگر یہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ تیرہ صدیاں گزر چکی ہیں، نہ کسی نے اس کے ترجمہ کرنے کی کوشش کی، اور نہ کسی کا خیال اس طرف رجوع ہوا، بعض عربی دان جو تھے، وہ سمجھتے تھے کہ قرآن شریف کا ترجمہ کرنا ایک بدعت ہے، مسلمان کو ہرگز اس کا مرتکب نہ ہونا چاہئے، مگر زمانہ کے ساتھ کون لڑ سکتا ہے، علماء کی وہی دیوار جو طوفان خیز دریا کے کنارے پر کھڑی تھی، اسکو زمانہ کا سیلاب بہا لے گیا، وہ نہ سیلاب کو روک سکتی تھی، نہ طوفان کا مقابلہ کر سکتی تھی، بلکہ خود گردش ایام سے گر گئی۔

۹ | اس اشار میں ایک غیر مسلم اٹھا، اور وہ کام جو دینی علماء انجام نہ دے سکتے تھے، اس نے انجام دیا، اس غیر مسلم کا نام لی ٹی چینگ (LEETEI CHING) ہے، اس نے ۱۹۲۷ء میں

جاپانی زبان سے چینی زبان میں مکمل قرآن شریف کا ترجمہ کیا، اور تیان تسن کے چائنا پریس (CHINA PRESS) سے چھپوا کر شائع کیا، جب یہ ترجمہ چھپا تو مسلمانوں میں شور مچ گیا کہ ایک غیر مسلم نے قرآن شریف کا ترجمہ کیوں کیا؟ وہ شور مچانا جانتے ہیں، مگر ان کو یہ شرم نہیں آتی کہ خود کچھ کام نہ کر سکے، ان کو شکر گزار ہونا چاہئے کہ ایک غیر مسلم نے اسلام کی خدمت کی ہو، کیونکہ اس سے قبل چین کے سارے تعلیم یافتہ طبقے قرآن پاک کی حقیقت سے بالکل ناواقف تھے، یہ ترجمہ ہو جانے سے کم از کم کفار چین کے قانون میں قرآن پاک کا پیغام پہنچ گیا، اور علی طبقوں کی توجہ اسلام کی طرف مبذول ہو گئی، اور اب وہ اسلام سے دلچسپی لینے لگے، اس سے قبل کفار چین اسلام اور مسلمانوں کو اچھا نہیں سمجھتے تھے، اور برابراں کو برا کہتے تھے، مگر اب اگر وہ قصد اسلام کے غلات کچھ لکھنا بھی چاہیں، تو ان کو نہایت گہرائی سے قرآن شریف اور دیگر مذہبی کتابوں کا مطالعہ کرنا پڑیگا، اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قرآن شریف پر حقبا غور کیا جائیگا، اتنی ہی حقیقت اور سچائی نظر آئیگی، میرا قیاس یہ ہے کہ مستقبل قریب میں چین میں ایک ایسی مذہبی جماعت پیدا ہو جائیگی جو

کافوش کی تعلیم اور اسلام کی قائل ہوگی کیونکہ اس زمانہ میں چینی مسلمانوں میں جو روشن خیال طبقے ہیں وہ کافوش کی تعلیم کو برا نہیں سمجھتے ہیں، وہ اس سے بہت متاثر ہیں، اگر غیر مسلموں میں ایک جماعت ایسی پیدا ہو جو اسلام کی قائل ہو، تو بہت جلد یہ دو جماعتیں ایک دوسرے سے بغل گیر ہونگی، اور ان کی آمیزش سے ایک جدید مذہبی جماعت کا ظہور ہوگا۔

خیر! یہ تو ایک ضمنی بات تھی، میں یہ کہہ رہا تھا، کہ ایک غیر مسلم نے جاپانی زبان سے مکمل قرآن کو چینی زبان میں منتقل کیا، اس میں شک نہیں کہ اس سے قبل مسلمانوں نے قرآن شریف کا ترجمہ کرنے کی کوشش کی، مگر وہ ناکام رہے، کیونکہ چند اجزاء کے ترجمہ کرنے کے بعد پھر رک گئے، اور تکمیل تک نہیں پہنچا سکے، پہلی دفعہ چینی زبان میں قرآن شریف کا جو مکمل ترجمہ شائع ہوا ہے، وہ دسمبر ۱۹۲۷ء میں ہوا، جولائی ۱۹۳۱ء میں چینک نے ترجمہ کیا ہے، اس ترجمہ کے شائع ہونے کے بعد مسلمانوں میں بھی غیرت آگئی، انھوں نے چین میں ایک انجمن قائم کی ہے، جس کا صدر وانگ چینگ زائی (WANG CHING ZAI) کو بنایا ہے، وانگ چینگ زائی کو مسلمانان چین میں علمی لحاظ سے وہی حیثیت حاصل ہے، جو مولانا سید سلیمان کوہندوستان میں، انھوں نے چین میں، ایک دارالترجمہ قائم کر کے قرآن شریف کا ترجمہ عربی زبان سے کرنا شروع کیا، حال میں خبر آئی ہے کہ ترجمہ مکمل ہو گیا ہے، اور طبع ہو کر گذشتہ ماہ رمضان شریف کی ۲۷ کو شائع کیا گیا، یہ ترجمہ غالباً زیادہ مقبول ہوگا بہ نسبت اس ترجمہ کے جو جولائی ۱۹۳۱ء میں چینک نے کیا ہے،

ان دونوں مکمل ترجموں کے علاوہ اور ایک مکمل ترجمہ ملتا ہے، جو جی زومی (JEE ZUMI) نے ترجمہ کر کے سنگھائی سے اکتوبر ۱۹۳۱ء میں شائع کرایا ہے، اس کی اشاعت اور ترجمہ کرنے کیلئے ایک یہودی نے جس نے انگریزی شہریت اختیار کی تھی، مالی، مدد خوب پہنچائی، اس کا نام ہارڈن (HARDON) تھا جو اگست ۱۹۳۱ء میں انتقال کر گیا، یہ سنگھائی کا سب سے بڑا سا ہوگا

اور زمیندار تھا، اس نے اڈالر چھوڑتے تھے۔

چینی زبان میں قرآن شریف کے جو ترجمے ہوئے یا ہو رہے ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:-

نام مترجم	مقام اشاعت	کس زبان سے	تاریخ پبلیکیشن	کیفیت
مسلم علی اوارہ	شنکھائی	عربی و انگریزی	جنوری ۱۹۲۶ء	غیر مکمل۔ مگر ترجمہ ہوا قسطاً قسطاً ان علامہ شنکھائی میں شائع کرا دیا گیا۔
مافوجہ	یونان	عربی سے		غیر مکمل ترجمہ قسطاً قسطاً جس اسلام یونان شائع ہوا۔
لی ٹی چینگ	تیمان ٹن	جاپانی سے	دسمبر ۱۹۲۷ء	ترجمہ مکمل لیکن مترجم غیر مسلم۔
جی زومی	شنکھائی	انگریزی اور جاپانی	اکتوبر ۱۹۳۱ء	ترجمہ مکمل۔ لیکن مترجم غیر مسلم۔
یاکیچون شیون	پیکن	عربی سے		صرف ایک جز کی اشاعت ہوئی۔
وانگ چینگ زائی	پیکن	عربی سے ۱۹۳۳ء	دارالترجمہ پیکن کے زیر اہتمام چھاپا جا رہا ہے۔
لی یوزینگ	چیانگ آن	عربی سے		صرف نمونہ چھپا تھا، اور اسکے ساتھ تفسیر بھی۔
ہنگ جو ہنگ کوئی	پیکن	عربی سے	جنوری ۱۹۳۲ء	یہ کام اس سال شروع ہوا۔ ترجمہ کیساتھ تفسیر بھی جو وقت فوقتاً انشاء اللہ میں شائع ہوتا رہا۔

اب کی خبر سے معلوم ہوا کہ ایک اور مکمل ترجمہ جو زیر طبع ہو تین سال کے اندر شائع ہو جائیگا۔ مترجم کا نام یانگ من چونگ ہے، اور طبع کے مصارف کا اندازہ پانچ ہزار رو لگایا جاتا ہے۔ ترجمہ عربی سے کیا گیا ہو، مانی ویت کے بڑے بڑے رسا کی کوشش سے انتشار اللہ تعالیٰ یہ کام ۱۹۳۵ء کے آخر میں مکمل ہو جائیگا۔ اس ترجمہ کے بعض ضروری مقامات میں حاشیہ اور تفسیر بھی درج کی جائیگی۔

۵۔ رسالے اور اخبار،

چینی مسلمانوں میں "اسلامی رسالے اور اخبار کا اجراء ۱۹۱۱ء میں شروع ہو چکا تھا، مگر سب سے پہلی دشواری یا اور کسی وجہ سے اچھی طرح نہ چل سکے، ۱۹۱۱ء میں یون تان میں مجلہ "اسلامیہ" اور چین میں "اسلامی ادب" دو ماہوار پرچے نکلے، ۱۹۱۳ء میں کنٹن سے خانگی تعلیم ۱۹۲۰ء میں شنگھائی سے نورالاسلام کوئی کیا نک سے علوم اسلامیہ ۱۹۲۱ء میں کنٹن سے شباب مسلم ۱۹۲۲ء میں کنٹن سے مجلہ شان المسلمین ۱۹۲۹ء میں جمیۃ المسلمین وغیرہ کے بعد دیگرے نکلے، لیکن مالی مشکلات کی وجہ سے انکو بند ہونا پڑا،

اصلی بات یہ ہے کہ یہ سب مذہبی رسالے تھے، اور مفت تقسیم کئے جاتے تھے، اس امید پر کہ مفت تقسیم کرنے سے یہ پرچے تمام جگہ پہنچ جائیں گے، مگر ناثرین کو کہاں اتنی قدرت ہو کہ اپنے حیب سے ان کو چلائیں جب تک ان کی حیب میں کچھ رہتا ہے ان کو چلاتے رہتے ہیں، آخر میں مجبوراً بند کر دینا پڑتا ہے، اس وقت چین میں جو اسلامی رسالے جاری ہیں، وہ مندرجہ ذیل ہیں:-

نمبر	نام رسالہ	مقام اشاعت	سند اجراء	قیمت یا مفت	کیفیت
۱	جس اسلام	یون تان	۱۹۲۶ء	قیمت	ماہواری
۲	مجلہ اسلامیہ +	"	"	"	"
۳	نورالاسلام +	"	"	"	"
۴	الخبر	"	"	"	"

۱۔ بعض رسالوں میں عربی نام ہے اور بعض میں نہیں، اگر نام نہیں ہے تو اس کا مترجم نام درج کیا ہو، اور اگر نام ہے تو اس کے سامنے یہ نشان بنایا ہو،

سج	نام رسالہ	مقام اشاعت	سنہ ہجری	قیمت یا مفت	کیفیت
۵	اسلامی فنون	"	۱۹۳۲ء	قیمت	"
۶	نضارۃ الہلال +	پکین	۱۹۲۸ء	"	ہینہ بین تین بار
۷	چینگ چون	"	۱۹۲۹ء	"	ماہوار
۸	الصراط المستقیم +	پکین	۱۹۳۱ء	"	"
۹	نور المؤمن	"	"	مفت	ہینہ بین دو بار
۱۰	رسالۃ المؤمنین	"	۱۹۲۷ء	"	ماہوار
۱۱	الاعلام +	شنگھائی	۱۹۲۶ء	قیمت	سہ ماہی
۱۲	مسلم طلبہ	"	۱۹۳۰ء	مفت	ماہوار
۱۳	مسلم نوجوان	"	۱۹۲۹ء	"	"
۱۴	نور الاسلام +	ٹیان شن	۱۹۲۸ء	"	"
۱۵	الاخلاق	"	"	"	"
۱۶	بیدار وقت	مکڈن	۱۹۲۲ء	"	"
۱۷	المومن +	کنٹن	۱۹۳۱ء	قیمت	"
۱۸	الحجۃ الاسلامیہ +	"	۱۹۲۹ء	مفت	"
۱۹	المسلم +	ہانگ کانگ	۱۹۳۱ء	قیمت	"
۲۰	چانگ باہ مسلم	چانگ (ہونان)	۱۹۳۲ء	"	"
۲۱	لو خود مسلم	لو خود (کیان شو)	۱۹۳۱ء	مفت	وقت غیر معین

نوان باب

تعلیمی انتظامات

اب یہنا سب معلوم ہوتا ہے کہ چینی مسلمانوں کی تعلیم کے متعلق کچھ بیان کروں، چونکہ میں عرصہ سے ہندوستان میں رہتا ہوں اور اس اثنا میں جو کچھ تبدیلیاں وہاں ہوئی ہیں، ان سے اچھی طرح واقف نہیں، اسلئے اول کی تعلیم کے متعلق تفصیل کے ساتھ نہیں لکھ سکوں گا، مگر اتنا ضرور بتا سکتا ہوں کہ ان کے عام تعلیمی حالات کیا ہیں، بہ مختصر یہ کہ چینی مسلمانوں کی تعلیم دو شعبوں میں تقسیم کی جاسکتی ہے، ایک دینی اور دوسرا دنیاوی،

۱۔ دینی تعلیم کے عام حالات

چین میں دینی تعلیم کے انتظامات عموماً ممالک اسلام کے دینی تعلیم کے انتظامات کے مشابہ ہیں یعنی اوت کی تعلیم مساجد میں ہوتی ہے، یہی طریقہ ہندوستان میں اور یہی ممالک اسلام میں ہو چکا ہے، جن جہات دینی تعلیم کا زور ہے، وہ صوبہ کانسو اور یوننان ہیں، ہاچاؤر (HOCHOW) میں جو کانسو میں مسلمانوں کا مرکز ہے، کثرت سے دینی علماء جمع رہتے ہیں، اور طلبہ کو تعلیم دیتے ہیں جس طرح جامع ازہر میں تمام دنیا کے مسلم طلبہ موجود ہیں، اس طرح ہاچاؤر میں تمام چین کے مسلم طلبہ پائے جاتے ہیں، دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے لوگ دور دور سے جاتے ہیں، اور وہاں سے

فاسخ ہو کر پھر اپنے وطن کو واپس آتے ہیں، اور دینی خدمات انجام دیتے ہیں۔

اٹھارہویں اور انیسویں صدی میں یونان کی دینی تعلیم مشہور تھی، درکوان میں فوجی طور پر یونان کا پاسے تخت ہے، علوم دینی کام کر رہا تھا، اور مشرق و مغرب کے طلبہ علم کی تلاش میں وہاں جایا کرتے تھے، اور وہاں کے علمی چیمبروں سے میراب ہوتے تھے، مگر حبیب و دوین شوی د محمد شایان جس نے پچیس سال تک وہاں ایک مستقل حکومت قائم کی تھی، شہر میں شاہی فوجوں سے بھل شکست کھا گیا، اور وہاں کے مسلمانوں کا مرکز توڑ دیا گیا، تو وہاں کا علمی چیمبر بھی ختم ہو گیا، مگر یونان کے بجائے باہاؤ کی سرزمین سے، ایک نیا چیمبر اُٹھا، جو شہر نامک تشنگان علم کہ میراب کرتا رہا، مگر حبیب عیسائی جنرل فامک یوہانگ نے باہاؤ پر حملہ کر کے وہاں کے مسلمانوں کو پائمال کر دیا، تو مسلمانوں کا تعلیمی مرکز پکین قرار پایا۔

اگرچہ دینی تعلیم کسی نہ کسی طرح جاری ہے، مگر اس کی حالت زیادہ امید خراب نہیں ہے، کیونکہ جو لوگ دینی تعلیم پاتے ہیں، اکثر غریب ہیں، چونکہ ان کو کچھ کام یا ذریعہ معاش نہیں ملتا، وہ اس لئے والدین میں بہتر سمجھے جاتے ہیں کہ ان کو عربی مکتب یا مدرسہ (عموماً مسجد میں) داخل کر دین، تاکہ وہاں وہ اپنے اوقات گزاریں، جب کوئی لڑکا دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے مدرسہ میں داخل ہوتا ہے، تو خوشی لوگ اس کی مدد کرتے ہیں، کیونکہ مسجد کے امام اور مولوی نے ان کو بتا دیا ہے کہ یہ ثواب کا کام ہے، یہی وجہ ہے کہ جہات کہیں مسجد ہوتی ہے، وہاں ایک چھوٹا سا مدرسہ ضرور ہوتا ہے، ان چھوٹے مدرسوں میں اگرچہ ایسے لوگ بھی پڑھتے ہیں جن کو معاش کی فکر نہیں ہے، مگر زیادہ تر غریب طلبہ پڑھتے ہیں جو صرف لوگوں کی بخشش اور صدقات پر گزارہ کرتے ہیں، ان میں جب کبھی کوئی ہونہار طالب علم نکلتا

۱۔ بروم ہال اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ دوین شوی نے صرف سو برس تک حکومت کی یہ بیان غلط ہے، کیونکہ
یعنی مورخ لکھتا ہے کہ دوین شوی ۱۸۸۸-۱۹۵۵ء تک بذات کرتا رہا، لیکن بروم ہال نے صرف ۱۸۷۷-۱۹۵۴ء
لکھا ہے، (دیکھو بروم ہال کی کتاب صفحہ ۲۰۶)

تو اس کے لئے کچھ رقم جمع کر کے اس کو دوسری جگہ بھیجا جاتا ہے، جہاں دینی تعلیم پہلے مقام سے زیادہ اچھی ہوتی ہے۔ یہ لوگ پھر واپس آکر اپنے محلہ کے امام اور دینی پیشوا ہو جاتے ہیں۔ ان کی درسی کتابوں میں چند سورتیں، نماز کے احکام و ارکان، نوافل و نفوذ وغیرہ کے مسائل ہوتے ہیں۔ جنکو عربی زبان کا شوق ہے، انکو ملا جامی، مختصر المعانی، عوالم، مصباح اور مراح الارواح وغیرہ پڑھا دیتے ہیں۔ اگر کسی کو فقہ سے دلچسپی ہے، تو عمدۃ العرایہ، ہدایہ اور المختار پڑھاتے ہیں۔ احادیث کی تعلیم شافعی و نادر ہے، البتہ علم الکلام اور عقائد کا زور کافی ہے۔ تفسیر میں جلالین، بیضاوی، برٹے عربی و رسولین میں پڑھائی جاتی ہیں، فارسی زبان کی ہمت اور فوز البجات، فقہ کے نصاب میں داخل ہیں، عربی ادب بہت کم پڑھایا جاتا ہے، یہی وجہ ہے کہ بعض چینی علماء بعض فقہی مسائل میں تو بہت ماہرین لیکن ایک لفظ عربی نہیں بول سکتے ہیں، ان سے کسی غیر ملک کے عربی دان سے ملاقات ہوتی ہے، تو باوجود اس کے کہ وہ عربی نہیں بول سکتے ہیں تاہم وہ اس سے مسائل دین اور احکام فقہ پر بحث کرنے کی کوشش کرتے ہیں، ان کا سوال صرف یہ ہوتا ہے کہ "هل هذا يجوز ام لا يجوز؟"

۲۔ دنیاوی تعلیم

چینی مسلمانوں میں دنیاوی تعلیم کا چرچا نسبتاً زیادہ ہے، جہاں کہیں مسلمانوں کی بستی ہے وہاں ابتدائی اسکول ضرور ہے، لڑکے بخوشی وہاں جایا کرتے ہیں، جو لوگ دنیاوی تعلیم پاتے ہیں، وہ معمول اور خوشحال لوگوں کی اولاد ہیں، ان کے سارے اخراجات والدین برداشت کرتے ہیں، اکثر مقاموں میں تعلیم مفت ہوتی ہے، لیکن بعض جگہ فیس بھی لی جاتی ہے، مگر بہت ہی کم، ابتدائی تعلیم کی مدت تین سال ہے، جو چھ ٹرم (TERM) میں منقسم ہے، فیس دئے اسکولوں میں فی ٹرم غالباً چار روپیہ تعلیمی فیس لی جاتی ہے، ابتدائی اسکولوں میں کوئی دارالافتاء نہیں ہوتا،

اور اس کی ضرورت بھی نہیں ہے، کیونکہ باہر کے چھوٹے بچے نہیں آتے ہیں، اگر آتے بھی ہیں تو وہ اپنے عزیزوں کے یہاں رہتے ہیں، جو بچے ابتدائی اسکولوں میں پڑھتے ہیں وہ محلہ کے قرب و جوار کے ہوتے ہیں، جو نصف میل سے زیادہ دور نہیں رہتے، ان اسکولوں کا نصاب اور غیر اسلامی اسکولوں کا نصاب تقریباً ایک ہی ہے، کیونکہ جو کتابیں ان میں پڑھائی جاتی ہیں دوسرے اسکولوں میں بھی وہی پڑھائی جاتی ہیں، نصاب تو معلمین مدارس مرتب کرتے ہیں، لیکن کتابیں ایک خاص معیار کے مطابق جسکو محکمہ تعلیم نے مقرر کیا ہے نصاب میں داخل کی جاتی ہیں، جن پر محکمہ مذکور کی باقاعدہ مہر ہوتی ہے، ان کتابوں کے علاوہ جسکو نصاب میں داخل کرنے کی اجازت دی گئی ہے، اور کوئی کتاب نصاب میں داخل کرنا قابل گرفت ہے، البتہ مسلمانوں کے لئے ایک خاص رعایت ہے کہ اگر وہ خود چاہیں تو ایک آدھ دینی کتاب نصاب میں داخل کرا سکتے ہیں،

ابتدائی اسکولوں کی تعداد آبادی کے لحاظ سے کم و بیش ہوتی ہے، ان کا طریقہ تعلیم غیر مسلم اسکولوں سے بالکل ملتا ہے، اور تعلیمی حالات بھی تعلیم مخلوط ہے، لڑکے اور لڑکیاں دوش بدوش پڑھتی ہیں، اگرچہ بعض مقامات میں لڑکیوں کے لئے خاص اسکول ہیں، لیکن ان میں چھوٹے بچے بھی داخل کئے جاتے ہیں، اسکول کے معلمین میں مرد بھی ہیں اور عورتیں بھی، ان تمام اسکولوں کے اخراجات یا تو اصحابِ کرم برداشت کرتے ہیں، یا محصولِ ذبحہ سے پورے کئے جاتے ہیں، جو لڑکا یا لڑکی اسکول میں پڑھتی ہے، اسکویونیفارم (با اصطلاح چینی لباس طلبہ) پہننا لازمی ہے، طلبہ کے لباس سردی میں سیاہ اور گرمی میں سفید ہوتے ہیں، ان کی ٹوپی فوجی ٹوپی سے مشابہ ہوتی ہے، اور ہر طالب علم کو ایک بیج (BADGE) اسکول کی طرف سے دیا جاتا ہے جس میں

اس پر بیس سے جو کتابیں شائع ہوتی ہیں اگر وہ اسکولوں کے لئے ہیں تو ان پر محکمہ تعلیم کی مہر ہوتی ہے، اور لکھا جاتا ہے کہ یہ کتاب فلان درجہ کے لئے ہے،

اسکول کا نام، درجہ کا نام اور طالب علم کی عمر درج ہوتی ہے، یہ سچ کوٹ کے بائین طرف اوپر کے حیب پر لگا رہتا ہے، اگر کسی طالب علم سے کوئی واقعہ پیش آیا، تو فوراً پتہ لگایا جاسکتا ہے کہ یہ لڑکا کون ہے اور کہاں پڑھتا ہے،

مسلمان بچوں کے لئے ہر جگہ اون کے ابتدائی اسکول ہیں، لیکن ثانوی تعلیم کے لئے کوئی خاص انتظام نہیں، مسلمانوں کا قائم کردہ ثانوی اسکول شافو ناد رہی ملے گا، اسکی وجہ یہ نہیں ہے کہ ان میں پیشہ نہیں ہے، بلکہ اس کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی، کیونکہ وہ آسانی کے ساتھ غیر مسلم اسکول میں جاسکتے ہیں، ان کو نہ اس کا اندیشہ ہے کہ غیر مسلم اپنے نصاب میں ایسی کتاب رکھتے ہیں جو مسلمانوں کے اخلاق کو خراب کرے، نہ یہ ڈر ہے کہ وہ ان جانے سے وہ بیدین ہو جائیں گے، کیونکہ چین کے غیر مسلموں میں مذہبی احساس اور دینی جذبہ بہت کم ہے، ان میں جو کچھ ہے، وہ قومیت اور وطنیت ہے جس میں مسلمان اور غیر مسلمان دونوں شریک ہیں، وہ تعلیم جو غیر مسلمانوں کے لئے مفید ہو، مسلمانوں کے لئے بھی مفید ہے، اور جو غیر مسلمانوں کے لئے مضر ہے، وہ مسلمانوں کے لئے بھی، کیونکہ دونوں کا طرز زندگی ایک ہے، اور معیشت بھی، ایک مسلمان غیر مسلمان سے کتر اتے نہیں، اور نہ غیر مسلمان مسلمانوں سے بھاگتے ہیں، شمالی و مغربی چین میں اگرچہ مسلمانوں اور غیر مسلمانوں میں کچھ مذہبی جذبات ہیں، لیکن وہ مسلمانوں کی دنیاوی تعلیم میں مائل نہیں ہو سکتے، اور شمالی و مغربی چین کے مسلمان غالباً اس وجہ سے ہر چیز میں پیچھے ہیں کہ ان میں مذہبی تعصب اور دینی جذبہ بہت زیادہ ہے، اگر یہ چیز نہ ہوتی، تو آج وہ بہت آگے ہوتے، خیر، یہ تو ایک ضمنی بات تھی،

غرض کہ مسلمانان چین نے ثانوی تعلیم کے لئے کوئی خاص انتظام نہیں کیا ہے، اور باوجود انتظام نہ کرنے کے، وہ ثانوی تعلیم سے محروم بھی نہیں رہے، یہ چین کے ثانوی اسکولوں کی ایک خوبی ہے، کہ انھوں نے مذہب کو دنیاوی تعلیم میں بالکل داخل نہ ہونے دیا، جس کی وجہ سے نہ مسلم زیادہ

ممتازین۔۔۔ ورنہ غیر مسلم سب کے سب مادر وطن کی اولاد ہیں۔ اور سب کے سب ملک چین کے فرزند ہیں۔ ان کو ثانوی اسکولوں میں صرف یہ سکھایا جاتا ہے کہ کیسے زندگی بسر کریں، اور کس طرح ایک سر کے ساتھ پیش آئیں، ان کا نصاب بالکل سیدھا سادہ ہے، ثانوی درجوں میں صرف معلومات عامہ اور فنی تعلیم ہے معلومات عامہ میں ریاضی، تاریخ، جغرافیہ، زبان (ملکی اور غیر ملکی) حفظان صحت، شہریت، ابتدائی سائنس، کیمیا و طبیعیات وغیرہ ہیں، فنی تعلیم میں ہر قسم کی صنعت و حرفت کی تعلیم دی جاتی ہے اس سلسلہ میں کتابوں اور کلاسوں سے بہت کم کام لیا جاتا ہے، بلکہ طلبہ فیکٹوروں اور کارخانوں میں بھیج دیے جاتے ہیں، کہ وہاں جا کر کام سیکھیں، کیونکہ ہر بڑے مقام مثلاً شنگھائی، کنٹن، ہان کاؤ، تیان سن، پکن وغیرہ میں ثانوی اسکولوں اور کارخانوں کے درمیان معاہدہ ہے کہ طلبہ کو صنعت و حرفت سکھائیں، ہر قسم کی تعلیم حاصل کرنے میں اگر مسلمان غیر مسلمانوں کے ساتھ شریک ہو جائیں تو بالکل کوئی اندیشہ نہیں ہے،

ادبی ذوق اور ذہنی نشوونما یونیورسٹی کی تعلیم سے شروع ہوتی ہے، اس میں خاص خاص شعبے ہیں، ہر طالب علم اپنی طبیعت کے مطابق ایک یا دو مضامین اختیار کر لیتا ہے چین کے مسلمان اگر اعلیٰ تعلیم حاصل کرنی چاہتے ہیں تو وہ بھی یونیورسٹی میں شریک ہوتے ہیں، ادوہ اپنے ذوق کے موافق مضمون پسند کرتے ہیں، اور جب فارغ ہوتے ہیں تو وہ میدان زندگی میں لوگوں کیساتھ مقابلہ کرتے ہیں، اور ان کے ہمسر ہوتے ہیں۔

چھ ماہ تک دنیاوی تعلیم کا تعلق ہے، چینی مسلمانوں کو کوئی خاص انتظام کرنے کی ضرورت نہیں ہے، دینی تعلیم کے لئے اگرچہ ان کا خاص انتظام ہے، لیکن حالت بہت خراب ہے، صلوات کی سخت ضرورت ہے، کیونکہ جو دینی تعلیم پاتے ہیں وہ اکثر غریب ہوتے ہیں، اور وہ اپنی تعلیم سے فارغ ہو کر سوا کسی مسجد کے امام بن جانے کے اور کسی کام کے قابل نہیں ہوتے جس کی وجہ سے

روز بروز دینی حالت خراب ہو رہی ہے، ایک توجہ دینا تعلیم یافتہ بچپن ہی سے دینی تعلیم کی طرف توجہ کرنے سے دین کی اہمیت اور حقیقت نہیں سمجھتے، اور دوسرے مولوی صاحبان اس قدر قدامت پسند ہیں کہ دنیاوی ضروریات کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ نہ دوسروں کے لئے کوئی مفید کام کر سکتے ہیں، اور نہ اپنی زندگی کے لئے کوئی نئی راہ نکال سکتے ہیں، انکی دینی خدمت صرف قرآن خوانی، خطبہ پڑھنا، نماز پڑھانا، نکاح پڑھانا، اور مردوں کو دفن کرنا ہے، ایسی حالت میں بغیر اصلاح، نہ دینی تعلیم کی ترقی ہو سکتی ہے، اور نہ اسلام کی روشنی پھیل سکتی ہے، دینی تعلیم بغیر معلومات عامہ کے اس زمانہ میں کارآمد ثابت نہیں ہو سکتی، اس کی کو محسوس کرتے ہوئے بعض دینی مصلحین نے سین مین ایک جدید طرز کی درس گاہ قائم کی ہے، جو چینک دا (دارالمعلمین) کے نام سے موسوم ہے، حالات بہت امید افزا ہیں، بہت ممکن ہے کہ آئندہ چل کر یہی چین کا سب سے بڑا دینی مدرسہ بن جائے، اسلئے اس کے متعلق چند سطر میں لکھ رہا ہوں،

۳۔ چینک دا (دارالمعلمین سین)

یہ ایک جدید طرز کی دینی درس گاہ ہے، جو ۱۹۲۵ء میں شرنشی نان (TSINAN) شاٹانگ مین قائم ہوئی، اس کے لئے ایک تعلیمی کمیٹی مرتب ہوئی، کمیٹی کے ہر رکن کیلئے لازم ہے کہ وہ کم از کم سو ڈالر ماہوار چندہ دے، اگست میں اس کا افتتاح ہوا، پہلے تو معمولی طور پر یہ دارالمعلمین چلایا رہا، لیکن چند مہینہ کے بعد جب اس کے لئے کافی سرمایہ جمع کر لیا گیا، تو لوگوں نے اس کے لئے ایک مستقل تعلیمی فنڈ قائم کیا، جو ایک لاکھ ڈالر پر مشتمل تھا، تعلیمی فنڈ قائم ہونے کے بعد ۱۹۲۸ء میں لوگوں نے اس کی توسیع کا ارادہ کیا، لیکن اس زمانہ میں شمالی چین کی فوج شاٹانگ مین پہنچ چکی تھی،

۱۔ اس محل سے چین کا اتحاد ہوا،

اور ۱۹۲۸ء کو شہر ٹسی نان میں جاپانی فوج سے اس سے تصادم ہو گیا جس کی وجہ سے یہ شہر خاک میں ملا دیا گیا۔ اس لئے لوگوں کو نہ صرف اپنے ارادہ کو ملتوی کرنا پڑا، بلکہ تعلیم کچھ دنوں کے لئے موقوف کر دی گئی۔ اتحاد چین کے بعد جب ملک میں سکون پیدا ہوا، تو دوبارہ اس مدرسہ کا افتتاح کیا گیا، لیکن جس بینک میں اس درسگاہ کا روپیہ تھا وہ فیل ہو چکا تھا، اس وجہ سے یہ مدرسہ پھر بند ہو گیا، آخر اس کا منتظم سیکن گیا، وہاں مافو ہیانگ سے ملاقات کی، اور اس درسگاہ کے متعلق اس سے ذکر کیا، مافو ہیانگ نے اس کی مالی امداد کا وعدہ کیا، اور چین کے مسلمانوں نے بھی امداد کیلئے مستعدی ظاہر کی، آخر میں یہ طے ہوا کہ چینگ دا، دارالمعلمین سیکن میں منتقل کر دیا جائے، چنانچہ ۱۹۲۹ء کے موسم ربیع میں یہ مدرسہ سیکن میں منتقل کر دیا گیا، وہاں کی بڑی مسجد میں اسے جگہ ملی، اس سے قبل مافو ہیانگ کا ارادہ تھا کہ اس مسجد کی عمارت میں ایک جامعہ اسلامیہ قائم کیا جائے، اس غرض سے اس کے ارد گرد دس بارہ عمارتیں بنوا دیں، لیکن عمارتوں کے تیار ہونے کے بعد، انکو تعلیم کے لئے آدمی نہیں مل سکے، اسلئے مجبوراً اس نے اپنے ارادہ کو ملتوی رکھا، جب چینگ دا دارالمعلمین منتقل ہو کر سیکن میں آیا، تو اس نے خوشی سے اپنی عمارات اس کے لئے وقف کر دیں، مافو ہیانگ نے اخراجات وہ اور اس کا فرزند اور دیگر نامور اشخاص برداشت کرتے ہیں، یہ درسگاہ ساٹھ سال سے ہے اور روز بروز ترقی کر رہی ہے،

تعلیمی مدت چھ سال رکھی گئی ہے، اور تین صیغوں (DEPARTMENTS) میں منقسم ہے، جو نیر سینئر اور عمومی، جو نیر میں ابتدائی اور ثانوی تعلیم شامل ہے، جو چار سال میں ختم ہوتی ہے، یعنی ابتدائی کے لئے دو سال (چارٹرڈ) اور ثانوی کے لئے دو سال (چارٹرڈ) سینئر دو شعبے ہیں، شعبہ خاص اور شعبہ عمومی، ہر ایک شعبہ کے لئے دو دو سال ہے، صیغہ عمومی کے تحت مدرسہ شامینہ (NIGHT SCHOOL) اور مدرسہ شامینہ (EVENING SCHOOL) ہے

تعلیم میں مندرجہ ذیل مباحث و مضامین پیش نظر رکھے گئے ہیں۔

(الف) اسلامیات ۱۔

(۱) عربی (۲) فارسی (۳) سیرت (۴) اخلاق (۵) قرآن (۶) حدیث (۷) تاریخ اسلام
(۸) عقائد (۹) نظام مساجد (۱۰) فقہ

(ب) معلومات عامہ ۱۔

(۱) چینی زبان (۲) چینی ادب (۳) ریاضی (۴) جغرافیہ (۵) طبیعیات (۶) اجتماعیات
(۷) شہریت (۸) تاریخ (۹) حکومت بلدیہ (۱۰) تعلیمات (۱۱) نفسیات (۱۲)
انتظامات عامہ۔

۴۔ چیننگ و ادارہ چین کا نصب العین

اس درس گاہ کے مقاصد معلوم کرنے کے لئے بہتر یہ ہے کہ اس کا ایک اعلان جو اپریل ۱۹۲۶ء
میں کیا گیا تھا، قارئین کے سامنے پیش کر دیا جائے تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ یہ کس بنیاد پر
قائم کی گئی ہے،

”..... اسلام جب سے چین میں داخل ہوا، اس زمانہ سے لیکر آج تک ۱۳ صدیوں
گزر چکی ہیں، وہ خدا کی قدرت کے مطابق اپنا کام کرتا ہے، یہاں تک کہ آج توحید کی آواز
چین کے ۲۲ صوبوں کے ہر گوشہ میں پہنچ چکی ہو، اور آج کل جو فرزندوں اسلام، چین کی سرزمین
میں آباد ہیں، ان کی تعداد، کروڑ کے قریب ہے، وہ کل آبادی کا چلہ ہیں، عرصہ سے وہ

یہ برائی نہیں سمجھتے کہ بد مذہب حکومت کا پاس تخت چین سے ناکلیگ کو منتقل کر دیا گیا، تو چین کی تقسیم، زبردستی کی
جو، ہوں، قسمتیں اور محض یہ ستون پرستوں کی آبادی ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳

ہیں میں بے چارے ہیں، انکی شہرت ہر جگہ پھیل چکی ہو، لیکن افسوس! آج وہ نام کے مسلمان ہیں، ان میں نہ زندگی ہے اور نہ حرکت! مسلمان خود گرے ہوئے ہیں، اور اپنے ہاتھ سے اسلام کو دفن کرتے ہیں، انکی جمعیت کے لئے اگرچہ قدرت نے ایک اچھا نام تجویز کیا ہو، لیکن وہ اسکے مستحق نہیں ہیں، وہ جاہل اور اندھے ہیں، انہ کچھ سمجھتے ہیں، اور نہ کچھ دیکھتے ہیں، وہ اپنے آپ کو بدنام کرتے ہیں، اور اسلام کے نام پر باہ داغ لگاتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ ایسا سیدھا سادہ مذہب اور ایسا روشن اور فطری دین زمانے کے غبار میں چھپ گیا ہے، اور اس کی حقیقت کسی کو نظر نہیں آتی، کیا یہ شرم کی بات نہیں ہے؟ اگر ایک غیر مسلم اسلام کی حقیقت سے ناواقف ہو تو کوئی تعجب کی بات نہیں ہے، لیکن ردنا تو اس کا ہو کہ اس سرزمین میں جو سارکڑ نام کے مسلمان بستے ہیں، ان میں کتنے ایسے ہیں جو اسلام کی حقیقت سے واقف ہیں؟ ایسے لوگ غالباً انگلیوں پر گنے جاسکتے ہیں، اگرچہ ان کی اولاد خوب بھیتی رہی، اور ان کی تعداد خوب بڑھتی رہی، لیکن کس کام کی؟ اگر ان کو اس حالت پر چھوڑ دیا جائے تو آخر ان کا کیا حشر ہوگا ہم اس کا اندازہ نہیں کر سکتے، مگر حیرت تک ہم زندہ ہیں، ہمیں کچھ نہ کچھ کرنا چاہئے، بھن چنچ پکاری سہی، ممکن ہے کہ ہماری چنچ پکار سے لوگ جاگن اور ایک ایسی تدبیر نکالیں جو ہمارے مرض کی اصل دوا ہو،

دین کی ترقی تعلیم پر مبنی ہے، تعلیم کا پھیلنا اسکولوں کے قائم کرنے پر موقوف ہے، اگر اچھے پانی کی خواہش ہو تو اس کا منبع صاف رکھنا چاہئے، اگر پھل لانے والے درخت کی آرزو ہے تو اس کی جڑ ٹھیک کرنی چاہئے، اگر اسکولوں کو ترقی دینا چاہتے ہیں تو اچھے معلمین تلاش کرنے چاہئے، چشمہ کا منبع صاف نہ ہو تو کیسے صاف پانی مل سکتا ہے، درخت کی جڑ نہ ہو تو وہ کیسے پھل

لا سکتا ہے۔ اچھے معلمین نہ ہوں تو مدرسہ کو کیسے ترقی ہو سکتی ہو، اس واسطے معلمین کی تربیت سخت ضروری ہے، اس سے اسکولوں کی ترقی ہو سکتی ہے، ہمارے دینی اساتذہ جبکہ وہ ایک مقام پر بیٹھے رہتے ہیں، لوگ انکی بہت تعظیم کرتے ہیں، انسانوں کو گرامیوں سے بچانا، جاہلون کو اندھیرے سے نکالنا، بدعت دور کرنا، اور عوام میں معلومات کی روشنی پھیلانا یہ بھی تعلیم پر منحصر ہو اگر روشن خیال اساتذہ مل جائیں، تو ان سے نہ صرف توحید کی آواز تمام انسانوں کے کانوں میں پہنچائی جاسکتی ہے، بلکہ آپس کی نزاع اور تصادم کا بھی خاتمہ ہو سکتا ہے، اگر لگوں کو اچھا چرواہا مل جائے تو کبھی ان میں انتشار نہ پیدا ہو، اس طرح ہمارے حالات درست ہو سکتے ہیں، ہمارا مستقبل امید افزا ہو سکتا ہے، اور کامیابی کا دروازہ ہمارے لئے کھل سکتا ہے جس کے اندر سے "طبتم فادخلوها خالداً" کے نغمے ہم سن سکتے ہیں.....

۵۔ ہر جگہ سے اصلاح کی صدا آتی ہے

"..... مسجدوں کے نظم و نسق پر جب ہم اپنی نظر دوڑاتے ہیں، تو مایوسی اور ناامیدی کی آہیں خود بخود ہمارے منہ سے نکل آتی ہیں، ہمارے سامنے کوئی ایسی مسجد نہیں ہو، جسے دیکھ کر اچھی توقعات پیدا ہوتی ہوں، نہ صرف ان کا انتظام غیر اطمینان بخش ہے، بلکہ ان کے منتظمین میں کوئی آدمی بھی ایسا نظر نہیں آتا جو سمجھدار کہلا سکے، چند متولیوں نے مسجدوں کی جائیداد کو اپنے قبضہ میں کر رکھا ہے، اور دینی پیشوا ایسے لوگ ہیں جن کے متعلق قرآن شریف نے الذین حملوا التورایۃ ثم لم یحملوها کمثل الخمار حمل اسفاراً" کہا ہے، وہ نہ عالموں میں ہیں اور نہ جاہلون میں، وہ نہ سمجھداروں کے سردار ہو سکتے ہیں، اور نہ بے سمجھوں کے رہبر بن سکتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ چین میں اسلام کا چرچا بالکل نہیں اور دینی حالت روز بروز گرتی چلی جاتی ہے،

مسجد ہمارا مرکز ہے، وہ ایک ایسا مقدس مقام ہے، جہاں ہر طبقہ کے لوگ اپنا سرسیدہ نیاز میں رکھتے ہیں، اور اس کا احترام کرتے ہیں، اس کے پیشوا اور منتظم ایسے ہونے چاہئیں، جو معاملہ فہم ہوں، جن کی نظر وسیع دماغ روشن ہو، جمہوری خیال کے ہوں، تاکہ سب کو ایک لڑی میں منسلک کریں، تاریکی کو دور کریں، انفرادی جذبہ کو مسلمانوں میں نہ پیدا ہونے دیں، اور عوام پر جو بے حسی اور جود کی سی کیفیت طاری ہو گئی ہے، اسکو دور کر کے ان میں زندگی پیدا کریں، اگر ہم میں کچھ لوگ ایسے ہیں تو امید کی کرن ہماری نظر کے سامنے ہے، اور ترقی کی راہ ہمارے لئے کھلی ہوئی ہے، لیکن جب ہم اس مسئلہ پر غور کرتے ہیں، تو یہ ایک ایسا کام معلوم ہوتا ہے جس کو دفعۃً انجام نہیں دیا جاسکتا، مگر ہاں ہم ہمت ہارنے والے نہیں، ہم اپنی اصلاح کیلئے ساری قوت صرف کرنے کے لئے تیار ہیں، اس سلسلہ کو ہم معلمین کی تربیت سے شروع کرتے ہیں، اس امید پر کہ جب ہمارے کام کی بنیاد ٹھیک ہو جائے، تو پھر اس پر اپنی اونچی اور مستاندار عمارت تعمیر کرنے کی کوشش کریں، ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چند سال سے ہر جگہ غفلت کی نیند کا طلسم ٹوٹ کر عام بیداری ہو رہی ہے، اکثر لوگ یہ محسوس کرتے ہیں کہ اصلاح کی سخت ضرورت ہے، اور وہ زمانہ کے ساتھ چلنا چاہتے ہیں، اسلام کی بے بسی کی حالت دیکھ کر وہ اب صبر نہیں کر سکتے، درد کے آنسو بے اختیار ان کی آنکھوں سے نکل آتے ہیں، اور وہ ملت مرحوم پر آشکبار ہوتے ہیں، ہر جگہ سے اصلاح اصلاح کی صدا آتی ہے، اور ہر گوشہ سے لیلیک لیلیک کی آواز کاؤن میں گونجتی ہے، حالت سے معلوم ہوتا ہے کہ جہود کا دور ختم ہو گیا ہے، اور زندگی کی بجلی فضا میں دوڑ رہی ہے، جہالت تہمت خاموشی سے اپنا سیاہ خیمہ صحرا سے نہانہ ہے اٹھا کر اپنے غار کی طرف جا رہی ہے، اور زندگی کا آفتاب افق مشرق سے نمودار ہو رہا ہے،

۶۔ لیکن فضا سے آسمان پر گھٹا ابھی تک چھائی ہو

..... "آسمان پر بادل بہت ہیں صرف قرن الشمس دیکھ کر ہمیں خوش نہ ہو جانا چاہئے، کیونکہ انسان کو کیا خبر ہے کہ آسمان کب اچانک بدل جائے، بہت ممکن ہے کہ آفتاب کی کرن جواب دکھائی دیتی ہے، دفعۃً سیاہ بادل کے اندر چھپ جائے ایسی حالت میں ہمیں پھر مایوسی ہونا پڑیگا، ہم کو لوگوں کے لبیک محض پر بھروسہ نہ کرنا چاہئے، ہمیں اپنی کوششوں کو جاری رکھنا چاہئے اس زمانہ میں ہم تین باتوں سے غیر مطمئن ہیں (۱) علماء کی لیاقت سے (۲) انکی معلومات سے (۳) انکی ذمہ داری سے، کیونکہ کسی کی تربیت اگر اس امید پر کی جاتی ہے، کہ وہ آئندہ ہمارا رہنما بنے گا، تو سب پہلے اس کے اخلاق اور چال چلن کی اصلاح ہونی چاہئے، یہ تربیت کا پہلا قدم ہے، آج اگر ہم کسی کو اپنا رہنما بنانا چاہیں، تو ہم کو یہ معلوم نہیں کہ وہ شخص اس کے لئے موزون ہو، کیونکہ ہم کو علم نہیں کہ اب سے پہلے وہ کس قابلیت اور لیاقت کا آدمی رہ چکا ہے، دینی مدارس کے طلبہ سر پر چند سال تک قال قول کرنے کے بعد جب دستارِ فضیلت باندھی جاتی ہے، تو عوام یہ سمجھتے ہیں، کہ وہ علامہ عصر اور استادِ زمانہ ہیں، مگر حقیقت میں انکو کچھ نہیں آتا، انکو یہ خبر نہیں کہ عربی کتاب کس کو کہتے ہیں، اور دینی کتاب میں کیا ہیں،

جب کوئی شخص دینی رہنما بنتا ہے، تو اسکو چاہئے کہ اسلام اور دین کی حقیقت سے لوگوں کو آگاہ کرے، اس سلسلہ میں اس کو نہ صرف دینی امور سے واقف ہونا چاہئے، بلکہ معلومات عامہ پر بھی حاوی ہونے کی ضرورت ہے، مگر رونا تو یہ ہے کہ دینی علماء صرف چند عربی کتابیں سمجھ سکتے ہیں، ان کے علاوہ کسی چیز کا علم نہیں رکھتے، چینی زبان کا سیکھنا ان کے نزدیک بدعت ہی ہے، یہ چینی مسلمانوں کی ذہنیت کی زندہ تصویر ہے، کیونکہ پڑھے اور ان پڑھ سب سمجھتے ہیں کہ سب عربی کتابیں دینی کتابیں ہیں

معلومات عامہ سے واقف ہونا، ان کے نزدیک حرام ہے جب وہ غلط کہتے ہیں تو پر یون کی کہانیاں لوگوں کو سناتے ہیں، عربی قصوں کی کتابوں میں جو دایات یا خرافات ہیں، وہی ان کے معلومات کا ذخیرہ ہوتے ہیں۔

..... بیشک دینی پیشوا، نہایت معزز اور محترم ہوتے ہیں، ان کی حیثیت بہت بلند اور اعلیٰ ہے، لیکن بلند حیثیت کے ساتھ ان کی ذمہ داری بھی بہت بڑی ہے، وہ اس وقت حقیقی معزز اور محترم ہو سکتے ہیں، جبکہ وہ اپنے فرائض منصبی کو اچھی طرح ادا کریں،

لیکن اکثر یہ دیکھا گیا ہے، کہ وہ صرف دعوتوں اور تقریروں میں جانے کے علاوہ کسی کام کے لائق نہیں، امامت کا بوجھ اپنے سر پر لیتے ہیں، لیکن ان کو یہ خبر نہیں کہ کس طرح امامت کرنی چاہئے، دینی رہبر کے خطاب سے وہ خوش تو ضرور ہوتے ہیں، لیکن وہ اسکے مستحق نہیں، وہ امور دینی سے بے پروا ہیں، اور علوم اسلامی سے بے تعلق، وہ نہیں جانتے کہ مذہب کا کام کس طرح انجام دینا چاہئے، اور دعوت و تبلیغ کس طرح کرنی چاہئے، اگر یہ سوال ان سے کیا جائے، تو سولے خاموشی اور سکوت کے ان سے کوئی جواب نہیں بن آتا،

۱۔ فرزند ان اسلام کی تربیت اور صد اسلام کا بلند کرنا ہمارا مقصد ہے

..... مذکورہ بالا تین خرابیاں جہی مسلمانوں کے عام امراض ہیں، ان کے جو علماء اور تلمذ ہیں نہ ان کے دل مقاصد دین سے آشنا ہیں، اور نہ ان کی نظر حوادث زمانہ سے واقف، دین کے متعلق جو کچھ وہ بیان کرتے ہیں، وہ صرف "قال اللہ تعالیٰ فی القرآن العظیم" بار بار دہراتے ہیں، جس سے سامعین کو بیزار می ہوتی ہے، بڑے لوگ جنکو نماز کا شوق ہے، امام کی انکرا لاصوات سے بھاگتے ہیں، اور نوجوان جن پر لہو و لعب کی مستی چھائی ہوئی ہے، حشر کی کیفیت اور

جہنم کی تہدید سے بیزار ہیں، یہاں تک کہ امام کی حیثیت صرف مسجد کے ایک دربان کی رہ گئی ہو
وہ مسجدوں کی نگرانی کرتے ہیں، اور وہاں کی کھیاں اڑاتے ہیں۔

..... یہ سب صرف اس بات پر مبنی ہے کہ دینی پیشواؤں کی استعداد کم اور ان کے معلومات
ناقص ہوتے ہیں، علما جب خود ناقابل ہیں، تو وہ دوسروں کو کس طرح سمجھا سکتے ہیں، اساتذہ جب
نالائق ہیں، تو کس طرح شاگردوں کو سکھا سکتے ہیں،؟ دینی رہنما جب بے علم ہیں تو دعوت و تبلیغ
کا کام کس طرح کر سکتے ہیں،؟ موصدین جب گونگے ہیں، تو توحید کی صدا کس طرح بلند کیا سکتی ہے؟
اہل دین جب بے دین ہیں تو دین کی ترقی کیسے ہو سکتی ہے،؟ ان حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے،
ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ ایک ایسے دارالمعلمین کی سخت ضرورت ہے، جس کے ذریعہ سے ہم اچھے
معلمین کی تربیت کریں، استعداد دینی آدمی پیدا کریں، اور اسلام کے سچے فرزندوں کی پرورش کریں،
تاکہ توحید کی صدا بلند ہو، خانہ خدا آباد ہو، اور سرزمین چین میں اسلام کا چرچا ہو..... یہ ہی ہمارا
مقصد، اور یہ ہے ہماری غرض و غایت: اللہ اکبر.....“

خدا کرے کہ اس دارالمعلمین کو کامیابی حاصل ہو، تاکہ اسلام کا چراغ چین میں روشن رہے،
اور سب اس سے مستفید ہوں،

نوٹ:-

مئی ۱۹۷۳ء میں حکومت نانکینگ نے ایک اسلامی تعلیمی کمیٹی بنائی جو ۱۳ ارکان پر مشتمل تھی
اسلمان اور غیر مسلمان، اس غرض سے کہ اسلامی اصول اور وطنی شعور کی بنیاد پر ایک ایسا نظام
تیار کیا جائے، جو مسلمان طلبہ کیلئے مخصوص ہو،

دسواں باب

مسلمانانِ سپین کی شادی کے رسوم

انسان کی زندگی میں تین دور ہوتے ہیں، ولادت، شادی اور موت، ان کے متعلق ہر ملک میں مختلف رواج ہوتے ہیں اور ان موقعوں پر مختلف رسوم میں مختلف رسمیں ادا کی جاتی ہیں مسلمان بھی ان رسموں اور رواجوں کی بندشوں سے آزاد نہیں، دیگر ممالک کے مسلمان ان موقعوں پر کیا کیا رسمیں ادا کرتے ہیں ان کے متعلق مجھے کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ وہ تقریباً سب کو معلوم ہیں یا یوں کہئے کہ میں خود ان سے اچھی طرح واقف نہیں ہوں، البتہ چینی مسلمانوں کے متعلق کم و بیش لکھ سکتا ہوں، یہاں اگرچہ صرف ایک خاص مقام کی رسم بیان کی جاتی ہے، مگر اس کو تمام چینی مسلمانوں پر عائد کیا جاسکتا ہے، کیونکہ ان کی رسموں میں زیادہ فرق نہیں ہوتا، ان موقعوں پر انکی عجیب رسمیں ہیں، ایک تو مسلمان ہونے کی وجہ سے اسلامی رواج کے مطابق کچھ نہ کچھ کرنا پڑتا ہو اور دوسرے چینی ہونے کی وجہ سے چینی رسموں کو بھی اسلامی رسموں کے ساتھ ملا دیتے ہیں، انہیں بہت سی باتیں اچھی ہیں اور بہت سی خراب بھی ہیں، بہت سی بدعت حسنہ بھی ہیں اور بہت سی بدعت سیئہ بھی، بہر حال ہم چینی مسلمانوں کی خرابیوں کو چھپانا نہیں چاہتے اور نہ انکے چھپانے میں چینی مسلمانوں کا اور میرا کوئی ذاتی قائلہ ہے، اس لئے ان کی اچھی رسموں کے ساتھ انکی خراب رسموں کو بھی بیان کر دیتے ہیں،

سب کو معلوم ہے کہ چکن ایک مشہور جگہ ہے، سیاحوں نے اس کی تعریف کی ہے، مورخوں نے اس کی عظمت بیان کی ہے، ادیبوں نے اس کے متعلق بہت سی نظمیں اور مضامین لکھے ہیں، جغرافیہ نویسوں نے اس کی اہمیت بتائی ہے، آخر میں اس کے متعلق کیا کہوں، اس موقع پر جو میرے لئے موزوں ہے وہ یہ ہے کہ قارئین کو بتاؤں کہ وہاں کے لوگ کیسے پیدا ہوتے ہیں، جوان ہو کر ازدواجی تعلقات کس طرح قائم کرتے ہیں، اور آخر میں کیسے مرتے ہیں، اور مرنے کے بعد کس طریقہ سے سپرد خاک کر دیئے جاتے ہیں،

مندرجہ ذیل چند سطور میں اگرچہ مسلمانوں کے متعلق نکتہ کی گئی ہیں، لیکن چند اسلامی رسوم کو ان سے خارج کرنے کے بعد وہ سب چینی رسمیں ہیں جو تمام چین میں مروج ہیں، اس لئے ان چند سطروں سے نہ صرف مسلمانوں کا طرز زندگی معلوم کیا جاسکتا ہے، بلکہ غیر مسلمانوں کا بھی، مسلمانانِ چین کے طرز زندگی کے بیان کا سلسلہ ہم ان کی شادی سے شروع کرتے ہیں،

رسوم شادی لیکن میں مسلمانوں کی شادی کی رسموں کے متعلق تفصیل سے لکھا جائے، تو ایک مستقل کتاب بن سکتی ہے، لیکن چونکہ ہمارے مضمون کا دائرہ محدود ہے، اس لئے چند اہم باتیں یہاں درج کئے ہیں، شادی کی رسمیں غالباً تین حصوں میں تقسیم کی جاسکتی ہیں، منگنی، شادی کی تیاری، اور رسم نکاح، ۱۔ منگنی اکثر ورثی عورتوں کے ذریعہ سے ہوتی ہے، کیونکہ چین میں ہر جگہ اس قسم کی عورتیں موجود ہیں، جن کا پیشہ شادی کرانا ہے، وہ ہر محلہ میں جاتی ہیں، اور وہاں کی خبر لیتی ہیں، کہ کون سی لڑکیاں یا لڑکے بالغ ہو گئے ہیں، ان کے گھر کی حالت کیا ہے، گھر میں کون کون لوگ ہیں، غرض کہ وہ تقریباً اپنے حلقہ کے ہر شخص اور خاندان سے واقف ہوتی ہیں، وہ والدین کو آمادہ کرتی ہیں کہ وہ اپنی لڑکی کی شادی فلان لڑکے سے کر دیں، اس موقع پر پہلے وہ لڑکے کا اخلاق بیان کرتی ہیں، پھر اس کے باپ کی شخصیت اور اس کی خاندانی اور مالی حالت کا ذکر کرتی ہیں، پھر اس آئندہ

جو امیدیں وابستہ ہیں ان کا اظہار کرتی ہیں، لڑکے کے والدین کو بھی آمادہ کرتی ہیں کہ اپنے لڑکے کی شادی
فلان لڑکی کے ساتھ کر دیں، ان کے سامنے وہ فلانہ نسبت فلانہ کے اخلاق، حسن، اور چال چلن
وغیرہ کا حال کہتی ہیں، اس طریقہ سے وہ اپنے اوقات شادی بیاہ کی خوشی میں صرف
کرتی ہیں، اور خوش ہو کر لوگوں کو خوشی کی خبریں دیتی ہیں، اگر طرفین کے مان اور باپ راضی ہو گئے
تو شادی کی تاریخ مقرر کرنے کے لئے کچھ رسمیں ہوتی ہیں، عموماً لوگ انکو "ہاتھ ملانا" کہتے ہیں، کیونکہ اس روز
طرفین کے بزرگ ایک جگہ جمع ہوتے ہیں، بسا اوقات موجودہ فیشن کے مطابق ہوٹل میں جمع ہوتے
ہیں، دعوت کا انتظام دینا ہوتا ہے، جس میں تمام دوست و احباب مسلم اور غیر مسلم بلائے جاتے ہیں، اس
موقع پر لڑکے کا دلی کچھ ضروری زیورات جن میں ہار، انگوٹھی، کنگن اور گھڑی شامل ہیں ایک چھوٹی
سی مگر نہایت خوبصورت ڈبیہ میں رکھ کر اپنے ساتھ لاتا ہے، اس ڈبیہ کے اوپر اور چاروں کناروں
پر سنہری پھول بنے ہوئے ہوتے ہیں، اور لڑکی کا دلی بھی اپنے ساتھ ایک چھوٹی سی شیشہ کی ڈبیہ
لاتا ہے، جس میں ایک مٹلا سرخ کاغذ ہوتا ہے، اس کاغذ کے اوپر اس لڑکی کا نام سنہرے حروف
سے لکھا ہوا ہوتا ہے، جو فلان بن فلان کے ساتھ رشتہ قائم کرنے کے لئے راضی ہے، یہ رسم عموماً
جمعہ کے روز ادا کیجاتی ہے، لڑکے کا دلی زیورات لڑکی کے ولی کو سپرد کرتا ہے، اور لڑکی کا دلی لڑکے
ولی کو وہ زرین کاغذ جس پر لڑکی کا نام لکھا ہوتا ہے، سپرد کرتا ہے، اس کے بعد فریقین کے بزرگ
ایک دوسرے سے ہاتھ ملا کر آداب بجا لاتے ہیں، پھر دعوت کھا کر اپنے اپنے گھر کا راستہ لیتے ہیں،
اس رسم کے بعد یہ سمجھ لیجئے کہ شادی کی تاریخ مقرر ہو گئی، اور اس تاریخ کے لئے طرفین کو تیاری
کرنا ہے،

۲۔ شادی کی تیاری، ہاتھ ملانے کی رسم ادا ہونے کے بعد، طرفین شادی کی تیاری کرتے
ہیں، لڑکے والے لڑکی والوں سے لڑکی کا نام مانگتے ہیں، تاکہ وہ مناسب لباس تیار کریں،

اس موقع پر لڑکی کا خاندان یہ مطالبہ کرتا ہے کہ لباس کی وضع قطع ایسی ہونی چاہئے، کپڑے کا رنگ ایسا ہونا چاہئے، کپڑوں کی تعداد اس قدر ہونی چاہئے، لباس تیار ہو جانے کے بعد لڑکی والوں کے یہاں پیش کر دیئے جاتے ہیں، اور لڑکی والے لباس ملنے کے بعد رشتہ دار عورتوں کو بلاتے ہیں، کہ لباس کو دیکھیں کہ مناسب ہیں یا نہیں، اگر وہ کہتی ہیں کہ بہت ٹھیک، تو وہ بہت خوش ہوتے ہیں، اور نہ بدلوانے کی کوشش کرتے ہیں،

نکاح سے قبل لڑکے کا گھر خوب سجایا جاتا ہے، لڑکی کو اپنے گھر میں لانے کے لئے، لڑکا خود نہیں جاتا، بلکہ اس کے رشتہ دار جن کے ساتھ شاندار جلوس ہوتا ہے، لڑکی کے گھر جاتے ہیں، تاکہ لڑکی کو لائین، نکاح اس وقت ہوتا ہے جبکہ لڑکی لڑکے کے گھر آ جاتی ہے،

جلوس کیساتھ متعدد سیڈان کریں ہوتی ہیں، سیڈان کرسی (SEDAN CHAIR)

ایک قسم کی کرسی ہے، باہر سے دیکھئے تو ایک قسم کا صندوق معلوم ہوتا ہے، اس کے چاروں طرف روغنی کپڑا چڑھا ہوتا ہے، ان کرسیوں میں سے بعض کو ڈو آدمی، بعض کو چار آدمی اور بعض کو آٹھ آدمی اٹھا کر چلتے ہیں، سیڈان کرسی چینیوں کی سواری ہے، یہ کچھ عورتوں ہی کے لئے مخصوص نہیں، بلکہ اوسط درجہ کے لوگ بھی اس میں بیٹھتے ہیں، عام طور پر وہ سیڈان کرسی جسے ڈو آدمی اٹھائیں، مستعمل ہوتی ہیں، چار آدمیوں سے اٹھنے والی کرسی خاص خاص موقعوں پر مثلاً شادی وغیرہ میں، اور آٹھ آدمیوں سے اٹھنے والی کرسی، نوابوں اور امیروں کے لئے ہوتی ہے، کیونکہ وہی صاحب الرتبہ اور صاحب دولت ہیں،

شادی کے موقع پر عموماً ایسی تین کرسیوں میں جلوس کیساتھ لڑکی کے گھر تک جاتے ہیں، ان میں دو کریں ڈو آدمیوں کے اٹھانے کی ہوتی ہیں، اور ایک کرسی چار آدمیوں کے اٹھانے کی ہوتی ہیں، یہ کرسی دلہن کے لئے ہوتی ہے، اور جو کریں ڈو آدمیوں کے اٹھانے

کی ہوتی ہیں ان میں سے ایک دلہن کی خادمہ کے لئے ہوتی ہے، اور ایک دلہن کے بھائی یا قریبی رشتہ دار کے لئے جو دلہن کے ساتھ دولہا کے گھر آتا ہے، اس جلوس کے ساتھ ڈھول بابتے، جھنڈیاں بھی ہوتی ہیں اور بعض ایسے بچے بھی ہوتے ہیں جو رنگین لباس پہنے ہوئے، جلوس کے ساتھ خوشی کا نعرہ لگاتے جاتے ہیں،

جب یہ جلوس دو دلہن کے گھر پہنچتا ہے تو دلہن کی مائیں اور خادما میں دلہن کی آرایش زیبائش میں مشغول ہوتی ہیں، اس کے بال سنوارتی ہیں اس کے چہرہ پر سفید اور سرخ غانہ مٹی ہیں لباس بدلواتی اور زیورات پہناتی ہیں، جب ان سب کاموں سے فراغت ہوتی ہے تو دلہن کی رسم تقدیس ادا کرنے کے لئے ایک مولوی صاحب کو بلایا جاتا ہے، بلکہ یہ سمجھئے کہ مولوی صاحب پہلے ہی سے موجود ہوتے ہیں، مولوی صاحب تقدیس کی اذان دیتے ہیں، اذان کے بعد دلہن کو کرسی میں بٹھا دیتے ہیں، دلہن کے ساتھ ایک سن رسیدہ بڑھیا بھی جاتی ہے، تاکہ دولہا کے گھر ایک مہنتہ یا نوروز تک اسکی خدمت کرے، اور ایک نوجوان جو دو دلہن کا قریبی رشتہ دار (عمو یا بھائی) ہوتا ہے، دو دلہن کو پہنچانے کیلئے جاتا ہے، جب دلہن کا جلوس دولہا کے گھر پہنچتا ہے تو دولہا کے گھر میں سے ایک سن رسیدہ عورت باہر نکلتی ہے، جس کے ہاتھ میں پانی اور تولیہ ہوتا ہے وہ دلہن کے پاس جا کر اس کی ہاتھیں اور ہاتھ صاف کرتی ہے، کیونکہ دو دلہن جب اپنے مان باپ سے جدا ہوتی ہے، تو خوب روتی ہے، بعض وقت اس کا رونا بالکل سچا ہوتا ہے، لیکن بعض وقت وہ معتمدی اور رسمی طور پر روتی ہے، دو دلہن اکٹھے اور ہاتھ صاف کرنے کے بعد اس وقت تک اپنی کرسی کے اندر بیٹھی رہتی ہے، جب تک کہ نکاح پر ٹھانے کے لئے مولوی صاحب نہ آجائیں،

۳۔ نکاح کی رسم: جب وشو یعنی زوی صاحب اگر کرسی پر بیٹھ جاتے ہیں، تو دولہا کو کمرہ

سے بلایا جاتا ہے، اس کے بازوؤں کو دو آدمی سہارا دیتے ہیں اور وہ جھکا ہوا آہستہ آہستہ محفل عروسی

مین آتا ہے، محل عروس کے صدر مقام پر ایک مربع نما میز ہوتی ہے جس کے تین طرف دو دو کرسیاں رکھی ہوتی ہیں، لیکن ایک طرف خالی ہوتی ہے، یہ میز عموماً بڑے ہال کے صدر مقام پر رکھی جاتی ہے، اور سامنے کی طرف مولوی صاحب کرسی پر تشریف فرما ہوتے ہیں، میز کے دونوں جانب کی کرسیوں پر معزز مہمان ہوتے ہیں، کچھ دور ہال کے دونوں پہلوؤں کی دیواروں کے برابر اور بہت سی کرسیاں لگی رہتی ہیں جو عام مہمانوں کے لئے رکھی جاتی ہیں، دو لہا اگر میز کے اس طرف محل کے فرش پر دو زانو بیٹھا ہے، اور دھن داہن طرف کی ایک کرسی پر بیٹھتی ہے، جس کے پہلو میں اس کی قادمہ کھڑی رہتی ہے،

اس وقت محل کے تمام لوگ اس ہال کے دروازہ کے پاس اس امید پر جمع ہوتے ہیں کہ کچھ "شیکو" ل جائے، رشی کے معنی خوشی اور کو کے معنی پھل کے ہیں، شیکو ان پھلوں کو کہتے ہیں جو محل میں خاص موقع پر پھینکے جاتے ہیں، مولوی صاحب ایک طرف "النکاح من سنتی" کا خطبہ پڑھتے ہیں، اور دوسری طرف ان پھلوں کو جو خوبصورت کشتی میں میز پر رکھے ہوتے ہیں، ہاتھ میں لیکر دو لہا کے سر پر پھینکتے ہیں، جب وہ پھل زمین پر گرتے ہیں تو جمع ایک دوسرے کو ڈھکیلاتا ہوا، ان کو چھیننے کی کوشش کرتا ہے، خطبہ نکاح کے بعد دو لہا کو فوراً وہاں سے ہٹا پڑتا ہے، ورنہ مجمع کا اس پر ٹوٹ پڑنے کا اندیشہ ہوتا ہے، کیونکہ تمام شیکو اس کے پاس فرش پر گرے رہتے ہیں، دو لہا کے اٹھنے ہی لوگ پھلوں پر گرتے ہیں، کسی کو کھجور ملتی ہے، کسی کو بادام کسی کو اخروٹ، اور کسی کو مٹھائی، اس وقت ایک عجیب منظر ہوتا ہے، فیکو کے چھیننے میں اگر کسی نے چوٹ بھی کھائی تب بھی وہ بہت خوش نظر آتا ہے،

خطبہ نکاح سے قبل مولوی صاحب دو لہا سے دریافت کرتے ہیں کہ ہر کتنی ہوگی، اگر دو لہا کا گھر معمولی ہے، تو دو دو لکڑیاں ہے، اگر اچھا گھر آتا ہے، تو پانچ یا زیادہ سے زیادہ دس دس ڈھیر

ہوتی ہے، خطبہ نکاح کے بعد معاہدہ نکاح، یا قاعدہ تحریر کیا جاتا ہے کہ فلانہ بنت فلان کا بتایا ہے فلان
فلان بن فلان کے ساتھ فلان فلان گواہوں کے سامنے اتنی مہر پر نکاح کیا گیا.....
اس کے بعد مجمع منتشر ہو جاتا ہے، اور دولہن کو اس کے کمرہ میں جو اس کے لئے مخصوص ہوتا ہے
اس کی خادمہ لیجاتی ہے،

مغرب کے بعد جب چاند نکلتا ہے، اور لیلے شبنم روشنی سے جگمگاتی ہے، اس وقت
دولہن کے کمرے سے دولہن کی ماما جو خطبہ نکاح کے بعد سے اب تک اس کے پاس رہی
ہاں میں بلائی جاتی ہے، جہاں عروس کی طرف سے دعوت کے کھانے چنے ہوتے ہیں
اس موقع پر دولہا اپنی دولہن کی خادمہ کو جھک کر اعزازی سلام کرتا ہے، اس رسم کے بعد دولہن
کی خادمہ دولہا کو عروس کے کمرہ میں لیجاتی ہے، اور دولہن سے اسکی ملاقات کراتی ہے، اس وقت
دولہا کو یہ لازم ہے، کہ وہ دولہن کے سر پر جو تاج یا زیورات، یا اس قسم کی اور چیزیں ہیں، انکو ایک
ایک کر کے آمار دے، اور انکو ڈیہ میں نہایت احتیاط سے رکھ دے، زیورات رکھنے کے بعد
پھر اپنی ٹوپی سے اس کو ڈھانکنے اس وقت دولہن کی ماما دلان سے ہٹ کر دولہا اور دلہن
کو خلوت میں چھوڑ دیتی ہے،

اس کے نوین روز دولہن کے گھر سے کچھ مرزا سے دیکھنے آتے ہیں، وہ اپنے ساتھ مختلف
قسم کے تحفے اور ہدیے لاتے ہیں، اس روز لڑکے والوں کو دعوت کا انتظام کرنا پڑتا ہے، پھر
نوروز کے بعد یعنی شادی کے اٹھارویں دن مراجعت ہوتی ہے، مراجعت سے مطلب یہ ہے،
کہ دولہن دولہا کے ساتھ اپنے گھر جاتی ہے، رخصت ہوتے وقت وہ اپنی سسرال سے اجازت مانگتی
ہے، کہ کتنے روز تک وہ اپنے گھر رہ سکے گی، بعض لوگ نصف ماہ کی اجازت دیتے ہیں، اور بعض
لوگ ایک ہفتہ کی، اور بعض تین روز کی..... یہ تمام رسمیں ادا ہونے کے بعد ان کی شادی کا

قصہ ختم ہو جاتا ہے،

دولہن جب عالمہ ہوتی ہے، تو اس کے والدین وقتاً فوقتاً ہر قسم کی مٹھایاں، پھل، ہفتوی غذا، وغیرہ اس کے پاس بھیجتے رہتے ہیں، وضع حمل کے وقت اسکی والدہ معہ دایہ کے نومولود بچے کا استقبال کرتی ہے، اگر لڑکا پیدا ہوا تو دایہ بلند آواز سے مبارک مبارک کہتی ہے، اگر لڑکی پیدا ہوئی، تو وہ خاموش رہتی ہے، وضع حمل کے تیسرے روز دعوت ہوتی ہے، جس میں تمام اعزہ و اقارب شریک ہوتے ہیں، بچے اور اس کی ماں کے لئے طرح طرح کے تحفے اپنے اپنے ساتھ لاتے ہیں، اس روز بچے کیلئے دو نام تجویز کئے جاتے ہیں، ایک چینی دوسرا عربی، چونکہ وہ ملک چین میں پیدا ہوتا ہے اور اس کا عربی نام رائج نہیں ہو سکتا، اسلئے چینی نام رکھنا ضروری ہے، اگر وہ آئندہ بڑا شخص ہو تو یہ نام مشہور ہو جاتا ہے، اور اگر گنہگار ہو تو مستقبل میں گم ہو جاتا ہے، عربی نام صرف اپنے خاندان میں محفوظ رہتا ہے، باہر کے لوگ اس سے کم واقف ہوتے ہیں، عربی نام شادی کے موقع پر بہت کارآمد ہوتا ہے، لڑکی کا عربی نام اگر لڑکے والوں کے حوالہ نہ کر دیا جائے تو شادی قبول نہیں ہو سکتی، لڑکی کا عربی نام لڑکے والوں کے حوالے ہو جائے گا تو شادی کا پیام ہے، بغیر اسکے شادی کے متعلق گفتگو نہیں ہو سکتی،

جنازہ | اس موقع پر مین چاہتا ہوں، کہ قارئین کو بتاؤں کہ چینی مسلمان کس طرح جنازہ نکالتے ہیں مریض کی حالت جب نہایت خراب اور علالت سے بالکل ناامیدی ہو جاتی ہے تو گھروالے شوشو (مولوی) صاحب کو بلا تے ہیں، تاکہ وہ مریض سے توبہ کرا سکیں، مولوی صاحب بستر مرگ کے پاس بیٹھ کر استغفر اللہ کی دعا اپنی زبان سے دہراتے ہیں، وہ اس قدر جاہل ہوتے ہیں کہ انکو خبر نہیں کہ استغفر اللہ کے معنی ہیں کہ ”میں خدا سے مغفرت مانگتا ہوں“ اس موقع پر اس کے پڑھنے اور دہرانے سے کیا فائدہ، بعض لوگ نزع کی حالت میں مریض کے پاس سورہ تسین تلاوت کرتے ہیں یا

کلمہ طیبہ اور کلمہ شہادت مرین کو یاد دلاتے ہیں جب مریض کی جان نکل جاتی ہے تو سب جمع ہو کر اس کے پاس نوچہ کرتے ہیں، اس سے فارغ ہو کر میٹ نامہ تیار کرتے ہیں، یہ کبھی چھاپ دیا جاتا ہے اور کبھی لکھ کر تقسیم کیا جاتا ہے، اس موقع پر جو نہایت ضروری چیز ہے وہ ماتمی لباس ہے، ماتمی لباس چین میں سفید کپڑوں سے تیار کیا جاتا ہے، سیاہ کپڑوں سے نہیں، یہ میت کے گھر کی طرف سے تیار کر کے تمام جلوس وادون میں تقسیم کیا جاتا ہے، چونکہ جنازہ کے جلوں میں مختلف لوگ ہوتے ہیں، اسلئے رشتہ کی دوری اور قربت کے لحاظ سے ماتمی لباس بھی مختلف درجہ کے ہوتے ہیں، بہت قریب کے عزیزوں کو پورا ماتمی لباس دیا جاتا ہے، جو سر سے پاؤں تک تمام جسم کو ڈھک لیتا ہے، ان سے دور کے رشتہ داروں کو نصف ماتمی لباس دیا جاتا ہے، جو دو گز کا کپڑا ہوتا ہے، اور عام لوگوں کو ایک یا دو فٹ کا رومال دیا جاتا ہے، جو سر میں لپیٹ لیا جاتا ہے، اس ماتمی لباس کی تیاری میں معمولی سے معمولی خاندان چار چار سو روپیہ تک خرچ کر دیتا ہے، اگر میت کا خاندان زیادہ متمول ہو تو اپنی بساط کے مطابق خرچ کرتا ہے، ماتمی لباس کے علاوہ دعوت کا انتظام بھی کرنا ہوتا ہے، یہ کبھی کبھی متواتر دو روز (چار وقت) تک ہوتی رہتی ہے، جس میں ہزاروں روپیہ خرچ کیا جاتا ہے، دور اور قریب کے رشتہ داروں کو جب ماتمی لباس کے کپڑے مل جاتے ہیں تو وہ، انکو اپنے ہاتھ سے سینے ہیں، اور وقت مقرر پر میت کے گھر پہنچ جاتے ہیں، مرد مردوں کے ساتھ روتے ہیں، اور عورتیں عورتوں کے ساتھ روتی ہیں، اس طرح وہ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ وہ میت کے گھر والوں کے ساتھ نہایت ہمدردی رکھتے ہیں۔

میت کی نعش سردی میں عموماً دو دو روز اگر کوئی امر مانع نہ ہو تو تین روز تک گھڑی رکھی رہتی ہے، لیکن گرمی میں فوراً دفن کر دی جاتی ہے، نعش کو دفن کرنے سے قبل غسل دیا جاتا ہے،

۱۔ موت کی خبر دینے والا خط،

غسل دیتے وقت مولوی صاحب سورہ طہ پڑھتے ہیں، اس کی وجہ کیا ہے؟ مجھے علم نہیں، ایک طرف
 میت کو غسل دیا جاتا ہے، دوسری طرف کفن کو تابوت کے صندوق پر بچھا دیا جاتا ہے، اور مولوی
 صاحبان جو بلائے گئے ہیں، اس تابوت کے گرد جمع ہوتے ہیں اور چلتی ہوئی خوشبودار بتیوں کو ایک
 دوسرے کے ہاتھ میں دیتے وقت تین بار گھماتے ہیں، اور وہ دوشرف پڑھتے ہیں، اس کے بعد
 نقش کفن میں ملفوف کر دی جاتی ہے، پھر جنازہ کی نماز ہوتی ہے، نماز کے بعد چار یا آٹھ مزدور کے
 کندھوں پر تابوت اٹھایا جاتا ہے، اس تابوت کیساتھ مجلس بھی ہوتا ہے، رشتہ دار تابوت کے
 آگے چلتے ہیں، جو سفید مٹی لباس میں سر تاپا لباس ہوتے ہیں، اور سفید کپڑوں سے گھرے ہوئے
 حلقوں میں رہتے ہیں، جنازہ کے پیچھے مجلس والے ہوتے ہیں، اور ان کے پیچھے عورتوں کی جماعت
 ہوتی ہے، جو گلا پھاڑ پھاڑ کر نوحہ کرتی ہوئی جنازہ کے ساتھ تھوڑی دور جاتی ہے، اور تین چار سو
 قدم چلنے کے بعد پھر روک دی جاتی ہے، اور وہ سکیان بھرتی ہوئی اپنے گھر واپس ہوتی ہے،
 میت کے دفن ہونے کے بعد اس کے لئے اس کے وارثین کم سے کم چالیس روز تک ہر روز
 علی الصبح ایک مولوی صاحب کے ساتھ قبر پر جاتے ہیں، اور میت کیلئے ہفتہ اور چالیس دن
 مناتے ہیں، ان موقعوں پر قرآن خوانی ہوتی ہے، اور وہ دن دی جاتی ہے، چالیس روز کے اندر
 کم سے کم پانچ دفعہ اور کبھی سات دفعہ ہفتہ مناتے ہیں، یعنی بعض لوگ تین روز کے بعد اور بعض
 لوگ پانچ روز کے بعد میت کی یاد کیلئے ایک معمولی محفل منعقد کرتے ہیں، اسکو بھی ہفتہ ہی کہتے
 ہیں، جب میت کا چالیس دن منایا جاتا ہے، تو وہ لوگ جنکو میت کے جنازہ کے موقع پر ماتی
 لباس ملا تھا، سب اس میں شریک ہوتے ہیں، اور وہ حسب مقدور میت والوں کو ہدیہ پیش کرتے
 ہیں، اس موقع پر اگرچہ میت والوں کو سارے مہمانوں کی دعوت کا انتظام کرنا پڑتا ہے، لیکن
 انکو کوئی خسارہ نہیں ہوتا، کیونکہ جو ہدیے انکو ملتے ہیں، سارے اخراجات کے کفیل ہو جاتے ہیں،

قارئین کرام! میں نے چینی مسلمانوں کی زندگی کے تینوں دور آپ کے سامنے پیش کر دیے ہیں آپ خواہ ان کو شرعی سمجھیں یا غیر شرعی، خواہ آپ ان کو حماقت سمجھیں یا لیاقت، خواہ آپ ان کو پسند کریں یا ناپسند، ان کے بیان کرنے سے میرا مطلب صرف اتنا ہے کہ حقیقت کو آپ کے سامنے بے نقاب کر دوں، آپ اگر اس کے متعلق کوئی خاص رائے قائم کرنی چاہیں، یا ان پر تنقید کرنے کا ارادہ کریں تو اس بات کا ضرور لحاظ رکھیں کہ ان کے ماحول کو پیش نظر رکھ کر ان باتوں پر نظر ڈالیں، نہ کہ اپنے ماحول کو،

گیارہواں باب

ٹسن چاؤ کے مسلمان،

چینی مسلمانوں کے سوشل اور معاشی حالات سمجھنے کے لئے غالباً اس سے بہتر کوئی صورت نہیں کہ مختلف مقامات کے مسلمانوں کے حالات قارئین کے سامنے پیش کر دیئے جائیں، اور ان میں ان باتوں کا لحاظ رکھا جائے، جو کسی مقام کے مسلمانوں کے ساتھ مخصوص ہوں، اس سلسلہ میں ہم سب سے پہلے ٹسن چاؤ کے مسلمانوں کے حالات بیان کرتے ہیں،

ٹسن چاؤ کی جغرافیائی حیثیت،

چین کے مشرق میں ایک صوبہ جو ژاؤژانگ کے نام سے موسوم ہے اس کے شہروں میں سے ایک شہر ٹسن چاؤ بھی ہے، یہ صوبہ کے پایہ تخت ٹسی نان سے تقریباً سو میل کے فاصلہ پر مشرق

مین واقع ہے اٹانٹانگ ریلوے کی تکمیل کے بعد یہ اس صوبہ کا نہایت اہم شہر بن گیا ہے، یہ ریلوے کے جنوب میں ہے، اور اسٹیشن سے تقریباً دو میل کے فاصلہ پر ہے، شہر سے اسٹیشن تک کی آمد و رفت کے لئے گھوڑا گاڑی اور موٹر کا انتظام ہے، اس شہر کے مشرق میں اٹانٹانگ کا مشہور بندر گاہن ٹو ہے جو ہوانگ ہائی کے کنارے پر ہے، ٹسن چاؤ سے ٹسن ٹو تک تقریباً ۳۰ میل کے فاصلہ پر ہے، ٹسن ٹو ہی اس ریلوے کا مرکز ہے۔

شہر ٹسن چاؤ میں شاہی زمانہ میں جاگیر وارڈ فیوڈل لارڈ اور اسلحہ داروں کا سردار رہا کرتا تھا، اس لئے شہر کے چاروں طرف فصیل بنی ہوئی ہیں جن کی دیواروں کی اونچائی ۲۰ فٹ اور چوڑائی دس فٹ اور لمبائی پندرہ میل سے زیادہ ہے، یہ دیوار پتھر اور زرد مٹی سے بنائی گئی ہے، وہاں کے باشندے کہتے ہیں کہ لمبائی میں صوبہ اٹانٹانگ کے اندر سولے ٹسنی تان کے در کوئی اسکی برابری نہیں کر سکتا،

اس شہر کے شمالی و مغربی طرف ایک دریا ہے جو ٹسن یان لم کے نام سے موسوم ہے، بہت چوڑا اور گہرا ہے، یہ اس شہر کا قدرتی طور پر محافظ بن گیا ہے، شمالی دروازہ کے باہر ایک بڑا پل ہے جس کی اونچائی میں فٹ اور چوڑائی دس فٹ سے زیادہ ہے پل کے اوپر سنگین احاطہ بنا دیا گیا ہے تاکہ راہ گروں کے اندر نہ گرجائیں، پل کی لمبائی تقریباً تین سو قدم ہے، پل کے اوپر نیلے پتھروں کا فرش ہے جس کا بڑے سا بڑا پتھر پانچ مربع فٹ کا ہے، اس پل کی نو محرابیں ہیں جکے نیچے دریا کا پانی بہتا ہے جب پانی محرابوں کے ستونوں سے ٹکراتا ہے، تو اس سے قدرتی تفریح پیدا ہوتی ہے جو تفریح کرنے والوں کو کھینچ کر دلمان لیجاتے ہیں، پل پر آدمیوں کا ہمیشہ ہجوم رہتا ہے، اور گاڑیاں اور موٹر اس کے اوپر تیزی سے گزرتی ہیں،

ٹسن چاؤ کے مشرق، مغرب، اور جنوب میں اونچے اونچے پہاڑ ہیں، جنھوں نے ایک حلقہ

کی صورت اختیار کر لی ہو، پہاڑوں میں سے وہ پہاڑ جو مغرب میں واقع ہے، زیادہ دلکش اور جاذب نظر ہے خصوصاً یوں میں شان کا پہاڑ یعنی (بادل کا دروازہ) یہ پہاڑ آسمان سے باتیں کرتا ہے، اس لئے اس کا نام بادل کا دروازہ رکھا گیا ہے، اور ایک چھوٹا سا میدان ہے جس پر ایک دروازہ تعمیر کیا گیا ہے جس کی اونچائی بیس فٹ ہے، اس کے دیوار پر کچھ حروف بھی ہیں، جو نہایت خوبصورتی سے نقش کئے گئے ہیں، وہاں کے باشندے اس کو آثار قدیمہ میں سمجھتے ہیں، پہاڑ کے اوپر کثرت سے ہرے ہرے درخت ہیں، جنہیں صنوبر زیادہ ہیں، نیچے سے اوپر تک پتھر کی قدرتی میڑھی جاتی ہے، وسط میں مندر اور معبدوں کی کثرت ہے، اس کے اوپر کھڑے ہو کر اگر دیکھئے، تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آسمان پانی کی سطح سے مل گیا ہے،

۲۔ ٹسن چاؤ کے مسلمان

اس شہر کے اندر اور مضافات میں مسلمانوں کی تعداد بیس ہزار سے زیادہ تصور کی جاتی ہے، شہر اور شہر کے مشرقی علاقے میں مسلمانوں کی تعداد میں اس کا پلہ اور دوسرے مقامات میں پلہ ہے، اس شہر میں انکے خاص بازار ہیں، جو مشہور اور مسلمان آبادی سے بھرے ہوئے ہیں، ان بازاروں میں 'ناینون کائی'، 'جینگو کائی'، اور وی کائی قابل ذکر ہیں، ان میں غیر مسلمان شاذ و نادر ہی نظر آتے ہیں، اس شہر کا مشرقی علاقہ پورے شہر کا ۱/۵ حصہ سمجھا جاتا ہے، لیکن اس علاقہ میں جو آبادی ہے، اس کا پلہ غیر مسلم آبادی ہے، باقی سب مسلم و مومنین، شہر کے باشندے جب ٹونگ گوانگ (مشرقی علاقہ) کا ذکر کرتے ہیں، تو ان کا ذہن مسلمانوں کے تصور سے خالی نہیں ہو سکتا، ٹسن نان کے مغربی علاقہ اور پکن کے نیو کائی میں مسلمانوں کو جو حیثیت حاصل ہے، وہی اس علاقہ میں بھی حاصل ہے، باقی

۱۵ کائی کے مشرقی بازار، ۱۵ شائنگ کارکن

مفصلات کے مسلمان اکثر شہروں سے ہجرت کر کے آئے ہیں اس کا سبب غالباً یہ ہے کہ بعض مسلمانوں کو زراعت سے خاص دلچسپی ہے اور شہرین آبادی کے ہجوم سے ملازمت کا کم موقع ملتا ہے، دیہاتی زندگی ان کے لئے مناسب ہے اور زراعت ایک ایسی چیز ہے جو زندگی کی ضروریات کی ہر طرح سے کفایت کر سکتی ہے، اس وجہ سے وہ شہر سے ہجرت کر کے ملحقات اور مضامقات میں آباد ہو گئے ہیں، مشرقی مقامات میں جو مقامات ہیں مثلاً (۱) جو کا جو، (۲) جھبی لی، (۳) بن لی چوان (۴) کو کا جو، (۵) شان لی چوان، (۶) شیلی میو، (۷) بوزی، (۸) ٹونگ پائی، (۹) نان پائی وغیرہ ان میں مسلمان اور غیر مسلمان سب مل کر رہتے ہیں، مسلمانوں کے لئے خاص محلے ہیں، اور غیر مسلمان کے محلے انکے پڑوس میں ہیں،

مغربی ملحقات میں مسلمانوں کی آبادی اگرچہ بہت کم ہے لیکن تاہم ہے، انہیں کوئی مقام مسلمان آبادی سے خالی نہیں ہے، جنوبی ملحقات میں بھی مسلمانوں کی تعداد کافی ہے، اس جہت میں جن مقام پر مسلمان سب سے زیادہ ہیں، وہ وان یو چھین، (محلہ ماہی زرد) ہے، شمالی ملحقات میں مسلمانوں کی حالت مغربی ملحقات کے مسلمانوں کے مشابہ ہے، مگر ڈاکوؤں کی غارت گری سے بعض مالدار اور متمول مسلمانوں کو دیہاتی زندگی چھوڑ کر شہر میں آکر پناہ لینے پڑی ہے، اور جو غریب ہیں، وہ اپنا قسمت پر صبر و شکر کر کے وہیں رہتے ہیں،

شہر میں مسلمانوں کے اسکول کافی ہیں، اور مسلمان متمول اور اچھی حالت میں ہیں، انکی طبیعت نرمی اور رحم کی طرت زیادہ مائل ہوتی ہے، ان کے بچے اکثر اسکول جاتے ہیں، اور دنیاوی تعلیم پاتے ہیں، بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بچے نہایت چست اور تندرست ہیں، ان کی عورتیں بھی بہت رحیم اور خداترس ہوتی ہیں، غریبوں اور مفلسوں کو دیکھ کر ضرور کچھ نہ کچھ دیدیتی ہیں، کیونکہ وہ یہ سمجھتی ہیں کہ جوان کی جو کھٹ پر سوال کرنے کے لئے آتے ہیں، وہ انکے مذہبی بھائی یا بہن ہیں،

گروہ، دن کی ابتدا کو رد کر دین گی تو خداون کی التجا کو نہ قبول فرمایگا۔

مشرقی علاقہ کے مسلمانوں کی طبیعت میں محنت کا مادہ بہت ہے، وہ بہادر تو ہیں، مگر ان کا دماغ بہت ٹھوس ہوتا ہے، معمولی کاروبار میں ان کا زیادہ حصہ ہے، ہر وقت وہ اپنے کاموں میں لگے رہتے ہیں، اور نہایت محنت اور جفاکشی سے ان کو انجام دیتے ہیں، ان کی تعلیم اور تربیت بالکل ابتدائی منزل پر ہے، یہی وجہ ہے کہ نہ ان کو دقیانوسی کہہ سکتے ہیں، کیونکہ جدید معلومات سے کچھ نہ کچھ واقف ہو گئے ہیں، اور نہ ان کو روشن خیال کہہ سکتے ہیں، کیونکہ ان کی معلومات نہایت محدود اور ناقص ہیں، وہ نہ قدیم طرز زندگی کے شدائی اور نہ جدید تہذیب کے دیوانے ہیں، وہ ان دونوں کے میں ہیں، وقت اور موقع جس طرح اجازت دیتا ہے، اس کے مطابق وہ اپنی زندگی گزارتے ہیں، یہ لوگ ایماندار اور دیانت دار ہیں، اپنی جماعت کا لحاظ کرتے ہیں، اتحادی روح کا چھوٹا سا نمونہ ان میں پایا جاتا ہے، عورتوں کی شرم و حیا ان کا پردہ، اور آداب و محاذ ان کا برقع ہے، وہ کائنات کی تعلیم سے بہت متاثر ہوتے ہیں، اور اپنی اولاد کو مکتب میں داخل کراتے ہیں، تاکہ وہ کائنات کی تعلیم سے جو چینیوں کا پیغمبر ہے اور اس کے کلام سے جو چینیوں کا قرآن ہے، سعادت اندوز ہو سکیں، کیونکہ ان کو چین میں رہنا سہنا، اور اس میں مرنا اور جینا ہے، تنگ وہ چینی ہیں، اور جب تک ان کو چین میں رہنا ہے، کائنات کی تعلیم سے بے نیاز نہ ہونا چاہئے،

۳۔ ان کی معاشرت،

شہر ٹسن چاؤ کے مسلمان پیشہ کے لحاظ سے تین طبقوں میں تقسیم کئے جاسکتے ہیں، تاجر، کاشتکار اور مزدور، بڑی تجارت میں پورے شہر کے لحاظ سے ان کا دھڑ حصہ ہے، چھوٹی تجارت

اور زراعت میں یتیم، اور مزدوری میں دو حصہ ہے، بڑی تجارت میں، پوسٹین، ٹوپی، کپڑے،
 ریشم اور روزمرہ کی ضروریات کی تجارت ان کے ہاتھ میں ہے، بعض کارخانوں کی شاخیں، مختلف
 مقامات میں پھیلی ہوئی ہیں، ریشمی کپڑے اور پوسٹین کی دوکانیں غیر مسلمانوں کے مقابلہ میں زیادہ ترقی
 پر ہیں، یہ لوگ اپنے اپنے ایجنٹوں کو چانگ کا کوہ، میٹھا اور دیگر مقامات میں بھیجتے ہیں، تاکہ مال جمع
 کریں، پوسٹین کی درآمد چانگ کا کوہ سے ہوتی ہے، کیونکہ وہی اس کام کرنے کے کچی پوسٹین اور کھالین
 جمع کر کے گھومیں لاتے ہیں، اور دواسے اکھوپاتے ہیں، مارچ سے نومبر تک مال کی تیاری ہوتی ہے،
 اس تیاری میں کچی کھال کا پکانا، کاٹنا، ترتیب دینا، رنگ دینا، جوڑنا، سینا، اور لباس کی صورت میں
 تیار کرنا وغیرہ وغیرہ سب کام ہوتا ہے، نومبر سے جنوری تک مال کی خرید و فروخت ہوتی ہے، اس سال
 بھر میں جو مال تیار ہوتا ہے، سب اس دہان میں ہی نہ کے اندر فروخت ہو جاتا ہے، اس چاؤ کے مشرقی
 دروازہ کے اندر جو بڑا بازار ہے، وہ مسلمانوں کے قبضہ میں ہے، پوسٹین کے بیرونی مقاموں میں مثلاً
 سن، ٹو، وی، پن، چاؤ، چین وغیرہ میں مسلمانان سن چاؤ کے کارخانے ہیں، معمولی کاروبار میں مسلمانوں
 کی دوکانیں بکثرت ہوتی ہیں، لیکن سرمایہ کم ہونے کی وجہ سے وہ کوئی بڑا فائدہ نہیں اٹھا سکتے، ہر
 اپنا پیٹ پال سکتے ہیں، مسلمانوں کے محلوں میں اوسط درجہ کے تاجر زیادہ ہوتے ہیں، جہاں مسلمانوں
 کی کثرت ہے، وہیں انھوں نے اپنی دوکانیں رکھی ہیں، جنہیں روزمرہ کی ضروری چیزیں ہوتی ہیں،
 ان کے علاوہ بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو بازاروں میں گشت لگا کر اپنا مال بیچتے ہیں، یہ نہایت
 غریب لوگ ہیں، جو اپنے گزارے کے واسطے گشت کرنے پر مجبور ہیں، مشرقی علاقے کے مسلمانوں
 کی مالی حالت زیادہ اچھی نہیں تھی، ان میں بڑی دوکانیں کم نظر آتی تھیں، مگر چند سال کی جدوجہد سے
 انھوں نے اپنی مالی حالت درست کر لی ہے، اور پہلے سے بہتر ہو گئے ہیں، اور روز بروز ترقی کر رہے
 ہیں، ہوٹل رکھنے والے، چائے خانے والے، پتھاری میوہ ہٹھائی، اور بسکٹ بیچنے والے معمولی

تاجر گئے جاتے ہیں، مزدور دن کے طبقہ میں گاڑی بان، کارخانوں میں کام کرنے والے اور دکانوں کے ملازم وغیرہ شامل ہیں،

نشن چاؤ کے قرب و جوار میں ایک محلہ جو ٹسی شان کے نام سے موسوم ہے، وہ خاص مسلمانوں کی بستی ہے اور کاشتکاروں کا مسکن ہے، وہ طلوع آفتاب کے وقت اپنے کھیت پر جاتے ہیں، اور غروب آفتاب سے قبل گھر واپس آتے ہیں، انکا فلسفہ محنت ہے، اور صرف محنت جنگل انکی تفریح گاہ ہے اور کھیت، ان کا مدرسہ کدال بل اور آلات زرعی کی آوازیں انکی موسیقی ہے، ہوا جب چلتی ہے تو گرد و غبار بھی اٹھتا ہے، گھاس اور غنے کے تنکے انکے سامنے ناچتے ہیں، انکے جسم جب گرد آلود ہوتے ہیں، تو محنت اور مشقت کا پسینہ آب زمزم کی طرح انکو پاک کر دیتا ہے، چینی مسلمان کسانوں کی پاک زندگی یہی ہے، اور انسان کے عملی اساتذہ یہی لوگ ہیں،

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ لوگ جو کھیتوں میں محنت اور مشقت کرتے ہیں، کسی زمانہ میں انکے

آباد و اجداد اہل اور اشراف تھے، سیاست دان تھے، اور صاحب جانداد تھے، اور علمی آدمی تھے لیکن چینیوں کے فلسفہ محنت کرو اور اپنا گھر بنھا لو، نے ان پر زیادہ اثر ڈالا، انھوں نے شہری تہذیب چھوڑ کر دیہاتی زندگی اختیار کر لی، اور رفتہ رفتہ وہ جاہل اور ان پڑھ کسان بن گئے، اسوقت انکے دماغ میں صرف محنت اور مشقت ہے، انکو صرف اپنے کھیت میں جانے کا راستہ معلوم ہے، اگر ان کی کھیتی اچھی ہے، تو وہ بھی آسودہ ہیں اور انکو کسی قسم کی پرداہ نہیں، مگر ادلاؤ کی تربیت کرنا، اسکولوں کا کھولنا، اور رفاه عام کے کاموں میں شریک ہونا، یہ سب باتیں انکے ذہن میں نہیں آتیں محلہ ماہی زرد کے مسلمانوں کے دماغ میں صرف یہ خیال ہے کہ زراعت اور کھیتی باڑی کے علاوہ اور کسی کام پر بھروسہ نہیں کرنا چاہئے، یہی وہ ہے کہ زراعت اور کھیتی باڑی میں وہ نہایت محنت و مشقت کے ساتھ کام کرتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ محنت کرنے والوں کو انکی محنت کی جزا دیتا ہے،

کھیتی سے انکو اتنا ج ملتا ہے، درخت سے انکو پھل ملتا ہے، باغون سے ترکاری اور سبزی ملتی ہے،
 دریا اور تالابوں سے انکو چھلیاں ملتی ہیں، انکے پاس گائیں ہیں، بھینسین ہیں، بکریاں ہیں، مرغ ہیں،
 بطخین ہیں، راج ہنس ہیں، زندگی کے لئے اور کیا چاہئے، روٹی ان کے کھیت میں پیدا ہوتی ہے،
 اس کا سوت اپنے ہاتھ سے کاٹتے ہیں، اور کپڑے تیار کرتے ہیں، سن موجود ہوتا ہے، وہ جو تاکہ
 بنانے کیلئے کافی ہے، بس انکو اور کیا چاہئے؟

۴۔ اُن کی تعلیم

اس سے قبل سن چاؤ کے مسلمانوں میں تعلیم کا چرچا بالکل نہ تھا، اور اب تک وہ اسی حالت
 میں ہیں، اکثر مسلمانوں کا جدید علوم سے اختلاف ہے، یہ اختلاف محض ناواقفیت کی وجہ سے
 ہے، کیونکہ وہ جدید علوم سے واقف تھے، اور اب تک ناواقف ہیں، ان کے خیال میں بنا ملک جنگ
 یعنی چینی کی کتابوں کا پڑھنا بدعت ہے، یہی وجہ ہے کہ وہ اب تک قعر جہالت میں گرے ہوئے ہیں،
 اس کا سبب یہ ہے کہ ان میں جمود کا مادہ نسبت زیادہ ہے، اور ان کا کوئی رہبر اور مصلح نہیں،
 جہاں تک سماجی حالات کا تعلق ہے بیان مذکورہ بالا سے ہم آسانی کے ساتھ اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں
 کہ وہ ان کے مسلمانوں کو اگر مجموعی حیثیت سے دیکھئے، تو وہ ایسے نہیں ہیں کہ اپنی اولاد کے تعلیمی اخراجات
 برداشت نہ کر سکیں، وہ فارغ البال اور آسودہ حال ہیں، اپنی اولاد کے لئے سب کچھ کر سکتے ہیں،
 لیکن وہ جاہل ہیں، کام کرنے کا طریقہ نہیں جانتے، وہ ضرور روشنی میں آنا چاہتے ہیں، لیکن انکو
 کوئی چراغ دکھانے والا نہیں ملتا، وہ اپنی ذہنی پستی پر قانع ہیں، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ
 ان میں ذہنی رفعت کا جذبہ نہیں ہے،

۱۵۔ چین میں جتنا اکثر سن کا بناتے ہیں، کیونکہ یہ بہت مضبوط چیز ہے،

اس شہر میں جہاں میں ہزار مسلمان بستے ہیں، وہاں مسلمانوں کے صرف دو ہی اسکول ہیں ایک مشرقی علاقہ کی مسجد میں ہے، جس میں ایک ابتدائی اسکول قائم کیا گیا ہے، اس میں پچاس بائیس لڑکے پڑھتے ہیں، دوسرا شہر کے اندر ایک اور مسجد میں ہے جس میں کوئی نئی لڑکے پڑھتے ہیں، تعلیم صرف ابتدائی ہوتی ہے، ثانوی تعلیم کا کوئی خاص انتظام نہیں، ایسی حالت میں اعلیٰ تعلیم کا کیا ذکر! اسکی وجہ یہ نہیں ہے کہ اون کی مالی حالت انکوری کتی ہے، بلکہ والدین اپنے لڑکوں کو ثانوی تعلیم اور اعلیٰ تعلیم سے باز رکھتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ لڑکے اجنبیوں کی تعلیم اور زبان سیکھ کر چین کی تہذیب اور رسم و رواج کو خراب کر دیتے ہیں، ثانوی تعلیم کا یہ حال ہے کہ میں ہزار مسلمانوں کے اندر صرف میں آدمی اس نعمت سے بہرہ ور ہوتے ہیں،

مجھے اس کی پروا نہیں کہ چینی مسلمانوں کے حالات جیسا کہ میں نے عرض کئے ہیں، غیر ملکی کے برادران اسلام پر حکمرانی یو قونی نہیں گئے کہ میں نے چینی مسلمانوں کے عیوب بیان کر کے انکو بدنام کر دیا، مجھے اس سے غرض نہیں کہ قارئین چینی مسلمانوں کی جہالت پر روئیں گے یا قہقہہ لگائیں گے، میرا مقصد صرف یہ ہے کہ جو واقعہ ہے اسے پیش کر دوں، اس سلسلہ میں دیہاتی مسلمانوں کی تعلیم کے متعلق چند سطوریں اور لکھتا ہوں،

اس سے پہلے عرض کیا تھا کہ دیہاتی مسلمان بالکل جامد اور بے حس ہیں، ان کے دماغ تربیت سے بالکل نا آشنا ہیں، یہاں تک کہ وہ اب پتھر سے زیادہ سخت ہو گئے ہیں، وہ معلومات عامہ سے بالکل بے خبر ہیں، مگر کائنات کی کتاب طوطے کی طرح زبانی یاد کرتے ہیں، ان کے خیال میں ہر زبانی یاد کرنا اعلیٰ تعلیم ہے، زبانی پڑھنے میں جتنی روانی ہو اتنی ہی قابلیت سمجھی جاتی ہے، زبانی شواہد می شیر، یونی یواہو، پویان، زمی یون فانگ لے، پونی لاہو، اس قسم کے جملے وہ خوب یاد کرتے ہیں، لیکن ان کے دماغ کبھی اس طرف متوجہ نہیں ہوئے کہ کائنات کی کتاب نے اس جملہ میں

یہ کہا کہ..... کبھی پڑھتے ہیں اور کبھی مطالعہ کرتے ہیں، اس سے وہ کیوں گھبراتے ہیں، دوست دو دور سے ملاقات کو آتے ہیں، خوش کیوں نہیں ہوتے؟.....

دیہاتی مسلمانوں میں جو کچھ تعلیم ہے، وہ اس قسم کی ہے کہ ایک آدمہ مکتب ہے جس میں ایک دو معلم ہیں، جو خود جامد ہیں، اور شاگردوں میں بھی جو دو بے حسی پیدا کرتے ہیں، وہ خود مردہ ہیں، اور اور دوسروں کو بھی مردہ بنانے کے لئے تیار کرتے ہیں، یہ ہیں اس شہر اور ملحقات کے مسلمانوں کے تعلیمی حالات جو اب قارئین کی نظر سے گزرے ہیں،

۵۔ ان کی مسجدیں،

اس شہر میں چار مسجدیں ہیں جن کے متعلق کچھ لکنا ضروری سمجھتا ہوں، سب سے مشہور مسجد مشرقی علاقہ میں ہے، اس مسجد کی عمر غالباً چھ سو برس کے قریب ہے، کیونکہ اس مسجد کی دیواروں میں دو کتبے اب تک لگے ہوئے ہیں، جن سے نہ صرف اسکی تعمیر کی تاریخ کا پتہ چل سکتا ہے، بلکہ اس زمانہ کی اسلامی عظمت بھی دریافت کی جاسکتی ہے، کیونکہ دونوں کتبے کسی معمولی آدمی کے لکھے ہوئے نہیں ہیں بلکہ ان میں ایک شاہی خاندان مینگ کے پہلے فرمان روا شہنشاہ مانی چو (۱۳۶۸ء تا ۱۳۷۸ء) کے ہاتھ کا، اور دوسرا اسی خاندان کے گیارہویں فرمان روا شہنشاہ دوچو (۱۵۰۶-۲۲ء) کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے، پہلے کتبہ میں ایک نعت ہے جو "صد حروف" کے نام سے مشہور ہے، کیونکہ اس نعت میں چینی زبان کے صرف تین حروف ہیں اس سے زیادہ نہیں جس کی عبارت چار حروف کے سببات میں لکھی گئی ہے، دوسرے کتبہ میں شہنشاہ دوچو مینگ کی تفسیر ہے جو دین اسلام پر کی گئی ہے، ان دونوں کتبوں کا ترجمہ یہاں درج کیا جاتا ہے، ان سے یہ دکھانا مقصود ہے کہ چھ سو برس پہلے چینی فرمان رواؤں کے

نزدیک مسلمانوں اور اسلام کی کیا وقعت اور قدر تھی،

نعت صد حروف

• در زمین و آسمان کے ظہور سے پہلے، آپ کا نام مبارک عرش پر لکھا تھا، بلاد عرب میں پیغمبر اسلام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ظہور ہوا، اور قرآن پاک آپ کو ملا، اس کے ذریعہ آپ نے تمام انسانوں کو ظلمت سے نکالا، آپ ہیں انسانوں کے استاد اور ہادی، آپ ہیں تمام نبیوں کے سرور، آپ ہیں خدا کے محبوب، اور آپ ہی ہیں تمام امتوں کے رہبر، پانچ وقت کی عبادت انسان کی نجات کا ذریعہ ہے، آپ کا دل خدا سے ہمکلام ہے، آپ کی رحمت و محبت شکستہ دلوں کی دسمانہ ہے، آپ آلام و تکالیف سے نہیں ڈرتے، آپ تاریک اور اندھیرے دلوں کو روشن کرتے ہیں، تمام روصین آپ کے پاس آتی ہیں، اور آپ سے شفاعت چاہتی ہیں، دنیا آپ کی برکات سے معمور ہے، زمانے کی خجاست آپ کی سعادت سے دور ہو گئی ہے، آپ کے ظہور نے باطل کا سایہ مٹایا، اور آپ کے وجود نے حق کا جھنڈا لہرایا، آپ کا دین اسلام ہے، اور محمد آپ کا نام ہے، پیغمبر اعظم آپ ہی ہیں "وانک بعلى خلق عظیم" آپ کے لئے ہے۔

(سنہ کتابت ۱۳۶۵ھ)

شہنشاہ و چونگ کی تنقید اسلام پر،

..... کا نفوش کے فلسفہ سے اجتماعیات کی تعبیر ہو سکتی ہے، لیکن روحانیات کی

بنیاد نہیں ڈالی جاسکتی، گو تم بدھ اور لوتھ کے خیالات وہی اور خیالی ہیں، ان کے ذریعہ سے حق تک

۱۵ کا نفوش کا ہم عصر (Koolage)

نہیں پہنچ سکتے، کیونکہ ان میں سے ایک مشرقِ اقصیٰ کی طرف مائل ہے، اور دوسرا مغربِ اقصیٰ کی طرف، مگر اسلام نے خدا کو پہچاننے کا جو طریقہ بتایا، وہ حقیقت اور اعتدال پر مبنی ہے، اس لئے میرا خیال ہے کہ جب تک دنیا فنا نہ ہوگی اس وقت تک یہ دین قائم رہے گا۔

آج کل مسلمان ان مستشرقین کو داد دیتے ہیں جو اسلام کی حمایت میں کتابیں لکھتے ہیں، یہ خبر نہیں کہ چین کے ان دو فرمان رواؤں کے یہ چند جملے قارئین کے نزدیک مستحقِ داد اور قابلِ تحسین ہیں یا نہیں،

خیر یہ تو کتبوں کا ترجمہ ہے، مگر قیاس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسجد حکومت کی طرف سے نمبر کی گئی ہے، اور اس کے تمام مصارف سرکاری خزانہ سے ادا کئے گئے ہیں، کیونکہ اس مسجد کے متعلق ایک فرمان ہے جو حیاتِ محمدی کی تعلیمات میں درج ہے، یہ فرمان غلڈن میٹک کے تیسرے فرمان روا کا ہے، وہ ۱۷۰۹ء میں تخت پر بیٹھا، اس نے سید کمال الدین کو اس مسجد کا امام مقرر کیا چنانچہ اپنے فرمان میں لکھا ہے:-

”مقولہ ہے کہ جو شخص اور نیک نیت ہوتے ہیں، وہ اپنے خالق کو یاد کرتے ہیں، بزرگوں کا احترام کرتے ہیں، نیکی کی تبلیغ کرتے ہیں، آسمانی قانون کی تعلیم دیتے ہیں، اور عوام کو ہدایت دیتے ہیں تاکہ برکاتِ آسمان سے نازل ہوں اور انسان کو آرام نصیب ہو۔“

”ہاں! سید کمال الدین! مجھے علم ہے، کہ تمہارا دین محمدی ہے، تمہارا دل نہایت پاک اور صاف ہے، تم مستقل مزاج آدمی ہو، تم نیکی کی طرف لوگوں کو بلاتے ہو، اور خدا کی عبادت کرتے ہو، تم وفادار اور ایمان دار ہو، تم میری تعریف و تحسین کے مستحق ہو، تم میرے پسندیدہ ہو، اب تم امامت پر مقرر کئے جاتے ہو، تاکہ لوگوں کو نیکی کی دعوت دو، تمام امیروں اور افسروں کو ہدایت کرو کہ میری نافرمانی نہ کریں، اور نہ سخت تعزیر پائیں گے، یہ ہے میرا فرمان“ (تاریخ قیسری، مہینہ میر سال یون لو (مطابق اپریل) ۱۷۰۹ء)

روایت ہے کہ اس مسجد کی اب تک صرف دو ہی برتہ مرمت کی گئی ہے، ایک دفعہ ۱۵۲۵ء میں اور دوسری دفعہ ۱۹۰۳ء میں، یہ مسجد نہت وسیع ہے، سامنے میدان ہے، حسین ہر قسم کے خستہ گے ہوئے ہیں، سرد اور صوبہ ہر جگہ نظر آتے ہیں، درختوں سے کبھی کبھی چڑیوں کے گانے کی آواز آتی ہے، جس سے لوگ لطف اندوز ہوتے ہیں، یہ چھوٹے چھوٹے پرندے خدا کے موزن میں، جو انسانوں کو یاد الہی کی طرف بلاتے ہیں،

اس شہر کی دوسری مسجد شہر کے اندر ہے، تیسری یوزمین، اور چوتھی جو میوزمین یہ مسجد بہت پرانی ہیں، دیواروں پر نامور لوگوں کے نام ہیں، چونکہ ان میں کوئی ایسی خاص بات نہیں ہے، جو قابل ذکر ہو، اسلئے اسے ہی بیان پر اکتفا کرتا ہوں،
ہاں! یہاں چینی مسجدوں کے متعلق اور ایک بات لکھنا ضروری ہے، وہ یہ کہ ان میں انتظام کیسا ہوتا ہے؟

مسجد کے انتظامات امام اور متولی کے ہاتھ میں ہوتے ہیں، امام دو ہوتے ہیں، ایک امام دوسرا نائب امام، متولی کبھی ایک آدمی ہوتا ہے، اور کبھی متعدد، امام کا کام یہ ہے کہ وہ نماز قائم کرے، نکاح اور حنازے کی نماز پڑھائے، قرآن خوانی کرے اور لوگوں کے لئے دعا کرے، اور تعویذ لکھے، نائب امام، امام صاحب کی عدم موجودگی میں اس کا کام انجام دیتا ہے، ان دو اماموں کے علاوہ اور تیسرا شخص ہے، جو اذان دیتا ہے، اور اگر کوئی مسلمان مرغ ذبح کرنے کے لئے اس کے پاس لائے تو اسے ذبح کر دیتا ہے،

چینی زبان میں متولی کو "شیان لو" کہتے ہیں، وہ مصارف اور اخراجات کا انتظام کرتے ہیں

۱۔ چینی میں اکثر مسلمان مرغ ذبح کرنا نہیں جانتے، بلکہ وہ عربی زبان کی تکیہ نہیں پڑھ سکتے، اسلئے وہ مرغ لیکر مسجد میں آتے ہیں اور موزن یا اس کے نائب کے ہاتھ سے ذبح کر دیتے ہیں،

جب مسجد میں کوئی دعوت ہوتی ہے، تو اس کا انتظام انکے متعلق ہوتا ہے، وہ دعوتیں جو مسجدوں میں ہوتی ہیں، عام ہوتی ہیں، ہر مسلمان ان میں شریک ہو سکتا ہے، اور اپنے ساتھ کچھ لےتا ہے، ایسی دعوتیں عموماً عیدین کے موقعوں پر ہوتی ہیں، عیدین کے علاوہ مسلمان یوم النبی، یوم فاطمہ، اور یوم الاسلام بھی مناتے ہیں،

۵۔ مسلمان اور اسلام

ٹسن چاؤ کے مسلمانوں کے حالات سے فارغ ہو کر اب میں ان باتوں کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جن کی بنا پر ایک مسلمان اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے، اس سلسلہ میں ہم ان کے اعمال کے مطابق ان کو تین گروہوں میں تقسیم کر دیتے ہیں، پہلا گروہ وہ ہے، جو اسلام پر عقیدہ رکھتا ہے، اور اس کے مطابق عمل کرتا ہے، دوسرا گروہ وہ ہے جو عقیدہ رکھتا ہے، مگر عمل نہیں کرتا، تیسرا گروہ وہ ہے جو مسلمانوں کے گھر پیدا ہوا ہے، مگر اس کو نہ اسلام سے کچھ واقفیت ہے، اور نہ وہ اس کے اصولوں کی پابندی کرتا ہے،

(اللہ تعالیٰ) پہلا گروہ،

یہ ایک ایسا گروہ ہے جس کے دل میں اسلام کے عقائد بالکل راسخ ہیں، وہ ہر نقل و حرکت میں اسلامی احکام و ارکان کی پابندی کرتا ہے، دینی معاملات میں نہایت خلوص اور ایمان داری سے حصہ لیتا ہے، وہ چنگانہ نمازوں سے غافل نہیں رہتا، اس جماعت کے لوگ عموماً سن رسیدہ ہوتے ہیں، اور چونکہ وہ اپنی نیاوی اُمم کے قابل نہیں رہے، اسلئے اپنے اوقات مسجدوں میں گزار دیتے ہیں، اس گروہ میں بعض اوسط العمر لوگ بھی ہیں، جو پابندی کے ساتھ دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں،

یوم الاسلام یعنی مسلمانوں کی ایک خاص تقریب ہے، جس کا مقصد خدا سے امن و سلامتی کا طلب کرنا ہے،

لیکن ان میں ایک خرابی یہ ہے کہ تعصب کی وجہ سے ان کی قوت تیز بہت کمزور ہو جاتی ہے۔
 آہوں (مولوی) جو کچھ ان سے بیان کرتے ہیں، وہی ان کے نزدیک دینی قانون ہے، اکثر عینی مولوی
 کا علم صرف اس قدر ہے کہ اگر ان سے پوچھئے کہ دین اسلام کی حقیقت کیا ہے، تو غالباً جواب نہیں دے سکیں گے
 البتہ وہ آپ کو یہ بتلا سکتے ہیں کہ نوافض وضو اور نوافض صلوٰۃ کیا ہیں، فرض و جب وغیرہ کیا ہیں، نما
 میں کتنی سنتیں ہیں، اور کتنے مستحب، کھانے میں حلال کیا ہے، اور حرام کیا ہے، اس مسئلہ کے متعلق
 درالمتحار میں کیا لکھا ہے، اور اس مسئلہ میں شرح وقایہ کیا کہتی ہے، وغیرہ وغیرہ۔ لیکن دین کی غرض
 و غایت کیا ہے، اور انسان کا اسلام سے کیا تعلق ہے، ان امور کے بتلانے سے وہ قاصر ہیں،
 (ب) دوسرا گروہ،

یہ لوگ اقرار کرتے ہیں کہ دین میں کچھ حقیقت ہے، اور یہ انسان کی اجتماعی اور روحانی
 زندگی کے لئے ضروری ہے، لیکن وہ دینی احکام کی پابندی نہیں کرتے، وہ کہتے ہیں کہ ہاں، خدا
 ہے، اور خدا تمام عالم کا خالق اور تمام مخلوقات کا رزاق ہے، لیکن وہ شاذ و نادر اپنے اعمال سے
 یہ ثابت کرتے ہیں کہ وہ اللہ کی معبودیت کو قبول کرتے ہیں، مسجدوں میں وہ بہت کم نظر آتے
 ہیں، اگر کوئی ان سے کہے کہ مسجد میں چلو، تو وہ یہ معذرت کرتے ہیں کہ اس وقت ایک ضروری کام
 سے جا رہا ہوں، یا یوں جواب دیتے ہیں کہ وہ عربی زبان نہیں جانتے ہیں، اور نماز بغیر عربی زبان
 میں پڑھے ہوئے مقبول نہیں ہوتی، اگر ان سے یہ دریافت کیا جائے کہ روزہ کیوں نہیں رکھتے؟
 تو جواب دیتے ہیں کہ یہ بہت دشوار ہے، کیونکہ دن بھر کی بھوک اور پیاس ایک مصیبت ہے، انسان
 دنیا میں کوشش کرتا ہے کہ آخرت کے عذاب سے نجات پائے، تو کیا اس اصول پر یہ ضروری
 نہیں کہ انسان اپنے آپ کو سب سے پہلے دنیاوی مصیبت سے بچائے، جو لوگ جب مقتدر
 لے اکثر چینیوں کا خیال ہے کہ بغیر عربی زبان کے نماز نہیں ہوتی،

ہیں۔ وہ بھی تکلیف کے خیال سے فرضیہ حج ادا نہیں کرتے، ایسی حالت میں ان سے کچھ دریافت کرنے کی ہمت نہیں ہوتی، کیونکہ جو لوگ دینی اعمال و احکام سے لڑنے کی کوشش کرتے ہیں، ان کے پاس ہر قسم کا جواب حاضر رہتا ہے،

(ج) تیسرا گروہ،

اس گروہ کے لوگ سابق کے دو گروہوں سے نسبتاً تعداد میں زیادہ ہیں، یہ لوگ اگرچہ مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئے، لیکن اسلام سے بالکل بے خبر ہیں، ایک تو اس وجہ سے کہ کوئی ہدایت کرنے والا نہیں ہے، جو ان کو دین کی باتیں اچھی طرح سمجھائے، دوسرے اس وجہ سے کہ عینیوں میں دہشت اور مادیت کا اثر زیادہ غالب آگیا ہے، مسلمان نوجوان ان سے متاثر ہو کر غیر مسلمانوں کے ہم آواز ہوتے ہیں، وہ انہیں کی آنکھوں سے دیکھتے ہیں، اور انہیں کی زبان سے بولتے ہیں، اگر ان سے کوئی کہتا ہے کہ خدا پر یقین رکھو اور اس کی عبادت کرو، تو بے ہودہ جواب دیتے ہیں، کہ خدا کیا چیز ہے؟ کہاں ہے؟ کس نے اس کو دیکھا؟ اگر جہنم کے عذاب سے ڈراتے ہیں تو پوچھتے ہیں کہ کون جہنم میں گیا ہے؟ کیا کسی نے مرنے کے بعد تم سے اگر کہا تھا کہ خدا نے اس کو آگ میں ڈالا تھا؟ بعض لوگ ایسے ہیں جنہوں نے تلاش و معاش میں دین کو بالکل بھلا دیا ہے، ان کی زندگی صرف کھانا پینا، پہننا، اور شادی کرنا ہے، اگر ان چار باتوں کی طرف سے ان کو اطمینان ہو گیا تو یہ سمجھ لیجئے کہ ان کے لئے جنت کی زندگی یہی ہے،

بعض طلبہ جو دنیاوی امور میں معمولی واقفیت رکھتے ہیں، یا معلومات عامہ سے کچھ واقف ہیں، دینی علوم کے سیکھنے سے انکار کرتے ہیں، ان کا خیال ہے کہ دینی علوم وہی لوگ سیکھتے ہیں جو مفلس ہیں، اور جو رحمدل لوگوں کے چہرہ سے مسکراہٹ، بے پڑھتے ہیں، ان کی اس ذہنی پستی و خرابی کی وجہ یہ ہے کہ دینی علوم عربی زبان میں ہیں، اور عربی تعلیم میں ان کے

سے مفید نہیں، اسلئے ان کی طبیعت عربی پڑھنے کی طرف مائل نہیں ہوئی، دوسری وجہ یہ ہے کہ چین کے عوام میں ایک عام تحریک ہے جو مذہب کے خلاف کام کرتی ہے، اس تحریک کے پیرو یہ کہتے ہیں کہ مذہب کوئی چیز نہیں ہے، اور جو مذہب کے قائل ہیں، ان کے دماغ خراب ہیں، وہ دنیا کے متعلق ہیں، وہ پرانے خیالات سے متاثر ہیں، وہ وقت اور زمانہ کے مخالف ہیں، اور نئی تہذیب اور جدید تمدن کے دشمن ہیں،

ایسی حالت میں مسلمان نوجوان اس تحریک سے محفوظ نہیں رہ سکتے، ان کا دماغ پہلے سے کمزور تھا، وہ مذہب کی حقیقت سے نا آشنا تھے، وہ زندگی کے مقصد اور غرض و غایت اچھی طرح نہیں سمجھ سکتے تھے، وہ اسلام کی خوبیوں سے بے علم تھے، ان کا ماحول عینی رسم و رواج سے متاثر تھا، ان کے آباء و اجداد جاہل تھے اور وہ غیر مسلموں کے ساتھ رہتے سہتے تھے، اسلئے انکو غیر مسلموں کے خیالات سے متاثر ہونا پڑا، اب جب تک تعلیم کے ذریعہ سے ان کی اصلاح نہ کی جائے، اس وقت تک نہ صرف اس شہر کے بلکہ تمام چین کے مسلمانوں کا مستقبل اور ان کے حالات امید افزا نہیں ہو سکتے،

بارہوان باب

سوی ہوار (Sui Hwa) کے مسلمان

مسلمانوں کی آمد

پنجوریہ کے انتہائی شمال میں ایک صوبہ خیلونگیانگ کے نام سے موسوم ہے اس کے چالیس

ضلعوں میں سے اس ضلعوں میں مسلمانوں کی آبادی اور اون کی مساجد ہیں، اس صوبہ کا مرکز ٹیٹسی ہوا
 د. *د. آئی. آر. آر.* ہے، جہاں حال میں جاپان اور ماچان شان کی فوجوں میں سخت جنگ
 ہوئی تھی، ٹیٹسی ہار میں تقریباً آٹھ ہزار مسلمان ہیں، اس سے کچھ دور شمال میں ایک صوبہ میں جو سوی
 کہلاتا ہے، اس میں بھی مسلمانوں کی تعداد بہت کافی ہے، یہاں کی خاص خاص باتیں قارئین کے
 سامنے پیش کی جاتی ہیں،

اس میں شک نہیں کہ فلیونیکا ایک نہایت دور افتادہ صوبہ ہے، دارالسلطنت سے
 زیادہ دور ہونے کی وجہ سے یہاں کا انتظام اچھی طرح نہیں ہو سکتا، خیر، مگر اس کے سیاسی نظام
 سے مطلب نہیں ہے، مگر یہاں صرف مسلمانوں سے غرض ہے، روایت ہے کہ جو سب سے پہلے
 یہاں پہنچا، وہ صوبہ شاٹانگ کا رہنے والا تھا، اسکے پانچ بھائی تھے، سب نے بہ یک وقت فلیونیکا
 میں ہجرت کی، اور سو سو ہوا میں آکر آباد ہوئے، چند سال کے بعد یہ پانچ بھائی ایک مستقل خاندان بن گئے
 ان کے بعد جو لوگ آئے وہ ہاپہ (Hapah) کی طرف سے آئے، یہ لوگ یہاں آکر
 نہایت امن کی زندگی بسر کرتے تھے، دینا ان سے خزانہ تھی، زمین و آسمان ان سے ناخوش
 نہ تھے، قدرتی حالات ان کے موافق تھے، اسلئے ان کے آنے سے مسلمانوں کا اثر رفتہ رفتہ یہاں
 قائم ہو گیا، پھر صوبہ کیمرن (Kern) کے چند خاندان جنہوں نے جاپانی وردی جنگ
 کے وقت اپنے وطن کو چھوڑ کر یہاں آکر پناہ لی تھی، خدا نے یہاں کی آب و ہوا اون کی طبیعت
 کے موافق کر دی، انہوں نے اپنے اصلی وطن کو ترک کر کے یہیں سکونت اختیار کرنی مسلمانوں
 کو یہاں آئے ہوئے تقریباً چالیس سال ہو گئے، اس چھوٹی سی مدت میں مسلمانوں کی تعداد کئی ہزار
 تک پہنچ چکی ہے، اس سے قبل کسی کو خبر نہ تھی کہ مسلمان اس قدر جلد پھیل جائیں گے،

۲۔ مسجد کی بنیاد

مسلمانوں نے آتے ہی یہاں اپنی مسجد بنالی، لوگ بیان کرتے ہیں کہ مسجد کی تعمیر کے وقت غیر مسلموں کی حسد سے فساد ہو گیا تھا کیونکہ فیلونکیا لنگ پنچوریہ میں شامل ہے اور پنچوریہ مائچو قوم کا مسکن تھا، وقت تک ان کی حکومت کا خاتمہ نہیں ہوا تھا، مسلمان جب یہاں آئے اور مسجد کی بنیاد ڈالنی چاہی، تو یہاں کی مائچو قوم یہ سمجھنے لگی کہ کوئی خفیہ انجن بن رہی ہے، اسلئے انھوں نے اگر روکنا چاہا اور دوسری بات یہ ہے کہ مائچو قوم میں وہم بہت زیادہ تھا، اور وہ سمجھتی تھی کہ مسجد کی عمارت ادنیٰ ہونے سے ان کی شان میں فرق آجائے گا، اور ان کے عروج و قبال کا خاتمہ ہو جائے گا، ان وجوہ کی بنا پر انھوں نے تعمیر مسجد کو روکنے کی کوشش کی، گرچہ اس وقت مائچو صاحب حکومت تھے، مگر مسلمان بھی ہمت نہ ہارے۔

وہاں نہ تھے، ان میں شان کو ان فوہ (SHANKUAN FOOH) جیسا توحید پرست

انٹھا جو اسلام کا ایک مجاہد فرزند تھا، اس کی رگوں میں خدمت اسلام کا جذبہ جوش مار رہا تھا، وہ تلوار کی دھارسے ڈرنے والا نہ تھا، سمندر اور پہاڑ اس کی راہ میں حائل ہو سکتے تھے وہ حق کے لئے آگ میں کود پڑنے کو تیار تھا، اس نے تمام مسلمانوں کو ایک جگہ جمع کیا، اور لوگوں کو یہ بتایا کہ مسجد سے ہماری سلامتی شان قائم ہے، اور اس کے وجود سے ہماری اجتماعی زندگی وابستہ ہے، اگر مسجد نہ رہی تو ہم بھی نہ رہیں، مسجد ہمارا مرکز و مرجع ہے، اس کا فنا ہونا، مسلمانوں کا فنا ہو جانا ہے، اس وقت ہم پر بہت بڑی ذمہ داری ہے، جس سے عمدہ برآ ہونا بہر حال ہم پر فرض ہے، آج مائچو لوگ چیتے کی کھال پہنکر ہیکو ڈراتے ہیں کہ وہ ہیکو کھا جائیں گے، وہ ہماری جماعت کو مٹانا چاہتے ہیں، اگر ہم قتل و خون سے ڈریں گے اور قربانی نہ کریں گے تو اس مسجد کی تخریب کے ساتھ ہم بھی فنا ہو جائیں گے، پھر ہم یہاں نہ رہ سکیں گے، اور اگر یہاں نہ رہ سکے تو اور کہیں ہمارا ٹھکانا نہ ہوگا،

اس کی تقریر بھی ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ مجمع میں ایک جوش کی لہر اٹھی، غیرت اور حسرت کی بجلی دوڑ گئی، اور جذبات اسلام نے مسلمانوں کے دل و دماغ میں طوفان برپا کر دیا، اور سب نے صفت اٹھایا کہ ہم مسجد کے لئے اپنی جانیں دیدینگے، اور سب کچھ قربان کر دیں گے، ہماری جان جائے، ہمارا مال جائے، ہمارے بال بچے اس میں کام آئیں، کچھ پرواہ نہیں، مگر ہم توحید کی آواز ضرور بلند کریں گے، اور فضا کو اس کے غلغلہ سے پر شور کر کے رہیں گے۔

پانچو قوم نے مسلمانوں کا جوش و جذبہ دیکھ کر سمجھ لیا کہ یہ خوابیدہ شیر ہے، اسکو چھیڑنا نہ چاہئے، ورنہ وہ اٹھ کر حملہ کرے گا، اس موقع پر پانچو حکومت سے مدد مانگ سکتے تھے، اور تلوار اور قوت کے زور سے مسلمانوں کو دبا سکتے تھے، لیکن اس زمانہ میں حکومت بھی پریشان تھی، ایک طرف تو اصلاحی تحریک شروع ہو گئی تھی، اور دوسری طرف انقلاب کے آثار ہر جگہ نمایاں ہو رہے تھے اسلئے حکومت نے ان کی مدد نہ کی، وہ ان کے پانچوؤں نے جب یہ دیکھا اور معلوم کیا کہ مسلمانوں کے ساتھ لڑنا خطرہ سے خالی نہیں ہے، تو انھوں نے چند معقول آدمیوں کو انتخاب کر کے مسلمانوں کے پاس بھیجا، اور صلح کی درخواست کی، مسلمان تو صلح پسند تھے ہی، جب کوئی ان کو نہ ستائے تو وہ نہایت امن سے زندگی بسر کرتے تھے، اب جب پانچو نے ان سے صلح کرنی چاہی تو فوراً انھوں نے صلح کر لی، جس کی وجہ سے یہ فتنہ بند ہو گیا، اور مسجد تعمیر ہو گئی، اس مسجد کی عمارت بہت شاندار بنائی گئی، جو مصلیٰ، ایوان درس اور مہمان خانہ پر مشتمل ہے، لوگ جو سیر و سیاحت کیلئے وہاں جاتے ہیں وہ ضرور اس مسجد کی زیارت کرتے ہیں۔

۳۔ اقوال تختون پر

چین کی ہر مسجد میں ضرور کسی نہ کسی قسم کے تختے لگے ہوتے ہیں، یہ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک چوڑے اور دوسرے لمبے، چوڑے تختے کو چینی زبان میں پیان (PEYAN) کہتے ہیں اور لمبے کو لیان (LYAN) چوڑے تختے یوں مسجد یا دیوار کے وسط میں لگائے جاتے ہیں، اور لمبے ستون پر یا چوڑے تختوں کے دونوں طرف لگائے جاتے ہیں، ان تختوں پر بہت سے اقوال نظم یا سجع کی صورت میں لکھے جاتے ہیں، یہ تختے یا تو پبلک کی طرف سے یا کسی نامور شخص کی طرف سے لگائے جاتے ہیں، ان سے مسجد کی عزت اور شان بڑھتی ہے، چین میں تختے لگانا ایک شاہی دستور تھا، عوام نے بھی اسکو اختیار کیا، اگر یہ کسی شخص کی طرف سے پیش کئے جائیں، تو اس شخص کی عزت زیادہ بڑھ جاتی ہے، اگر کسی عمارت عمومی میں رکھے جاتے ہیں، تو اس عمارت کی شان بلند ہو جاتی ہے، چین کے مسلمانوں نے اس رسم کو بھی اختیار کیا اور مساجد کی شان کے لئے بسا اوقات اس قسم کے تختے بنا کر ان میں رکھے، اب تک یہ رسم جلی آتی ہے،

سووی ہوا کی مسجد اگرچہ چالیس سال سے زیادہ کی نہیں ہے، مگر اسکی دیواروں اور ستونوں پر بہت سے تختے لگے ہوئے ہیں، جو نامور لوگوں کی طرف سے پیش کئے گئے ہیں، ان تختوں پر بہت سے ایسے اقوال ہیں جن سے چینی مسلمانوں کے اسلامی جذبات کا اندازہ ہوتا ہے بعض یہاں درج کئے جاتے ہیں،

مصلیٰ کے اندر بہت سے چوڑے اور لمبے تختے لگے ہوئے ہیں، ایک چوڑے تختے پر تائیان چین نو لکھا ہے، اس کا مفہوم ہے، "ان هذا الطريقة تهدی الی الجنة"، یعنی "جنت میں

جانے کا یہی راستہ ہے، دوسرے چوڑے تختہ پر لکھا ہوا ہے "سی شوٹنگ چینگ" اس کا مفہوم یہ ہے کہ "واستقیموا علی الاصلاح" یعنی اسلام پر مضبوطی سے قائم رہو "تیسرے چوڑے تختہ پر "لو شان فوشی" اس کا مفہوم اطلبوا الفرجة بالخیر والسحاوة، یعنی نیکی اور سخاوت میں خوشی تلاش کرو، چوتھے تختہ میں جو اس ضلع کے چیف مجسٹریٹ کا پیش کردہ ہے، یہ لکھا ہے کہ "توا ای کون چھی" اس کا مفہوم فرحوا اذا یفرح الناس، واحزنوا اذا یحزن الناس ہے یعنی "لوگون کی خوشی سے خوش رہو، اور لوگون کے غم سے غمگین رہو، پانچویں تختہ پر "چینگ شی ہوان" لکھا ہے، اس کا مفہوم ان الحق حق فی کل زمان ولا یتبدل بالزمان، یعنی حق ہر زمانہ میں حق ہی رہتا ہے، زمانہ کے ساتھ تبدیل نہیں ہوتا، چھٹے تختہ پر جس کو یہاں کے تاجروں نے لگایا تھا "کوان ٹانگ یوان مین" چار حروف لکھے ہیں، اس کا مفہوم العدل یعرف بهذا المراتبة ہے، یعنی عدل اس آئینہ سے پہچانا جاتا ہے۔

ان چوڑے تختوں کے علاوہ دو لمبے تختے بھی ہیں، پہلے میں گیارہ گیارہ حروف کی نظم ہے، اور دوسرے میں دس دس حروف کی، یہاں صرف ان کا ترجمہ درج کیا جاتا ہے،

پہلے تختہ کا پہلا مصرع ان القرآن الکریم یهدی الناس الی صراط مستقیم

۔۔۔ دوسرا ۔۔۔ والصلوة الخمسة تحفظ اکامه عن ضلال مبیل

یعنی قرآن پاک لوگون کو سیدھی راہ کی طرف لیجاتا ہے، اور نیچکا نہ نماز امت کو کھلی ہوئی

گراہی سے بچاتی ہے۔

دوسرے تختہ کا پہلا مصرع، لما رفعت ربکم الی السماء فوجہک مثل نور النصار

۔۔۔ دوسرا ۔۔۔ واذا خلعت نعلیک بیاب المصلی، فقد زال عن رجلك کثابۃ البغی

یعنی "جب تو نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا، تو تیرا چہرہ روشن دن کی طرح چمکا، اور جب

تو نے مصلے کے پاس اپنے جوتے اتارے، تو کثافت غبار تیرے پاؤں سے دور ہو گئی۔

اس مسجد کی عمارت نہایت شاندار اور جاذبِ نظر ہے، سرو اور صنوبر کے درخت قطار در قطار لگے ہوئے ہیں انکے ساتھ طرح طرح کے پھول کے درخت اور خوشبودار گھاسین بھی ہیں، موسم بہار میں اس کا منظر نہایت دل فریب ہوتا ہے، مزید برآں مسجد کے اندر جو تختے ہیں وہ سنہرے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں، جب سورج کی روشنی ان پر پڑتی ہے، تو وہ جگمگاتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں، سیر و تفریح کرنے والے پھولوں کی خوشبو سے لطف اندوز ہوتے ہیں، اور حقیقت کا مطالعہ کرنے والے تنقوت کے اقوال سے اپنی بزمِ خیال کو مزین کرتے ہیں، مسلمان بعض اوقات یہاں آکر دنیاوی پریشانیوں سے نجات پاتے ہیں، کیونکہ یہی روحانی سکون و اطمینان کی جگہ ہے، جیکہ وہ مسجد میں داخل ہو کر نماز پڑھتے ہیں، تو انکو محسوس ہوتا ہے، کہ کثافت غبار اون کے پاؤں سے زائل ہو گئی، اور انکو کسی قسم کی پریشانی نہیں رہی،

۴۔ اسکول کی بنا مسجد میں،

اس مسجد کے اندر یہاں کے لوگوں نے دینی تعلیم کے لئے ایک اسکول بھی قائم کیا ہے، یہاں ہم کو ان باتوں سے مطلب نہیں کہ اون کی تعلیم اچھی ہے یا خراب ہے، کمال ہے یا ناقص ہے، ہلکا صرف اس سے غرض ہے کہ یہ کس طرح قائم کیا گیا، اور کس طرح جاری رکھا گیا ہے، لوگ بیان کرتے ہیں کہ یہ اسکول اس ضلع کا سب سے پہلا اسکول ہے، جو ششہ میں قائم کیا گیا، اس زمانہ میں حکومت کی طرف سے یہ حکم صادر ہوا کہ پرانا نظام توڑ کر جدید نظام کے مطابق تعلیم کی اشاعت کی جائے، کیونکہ یہی مانچو خاندان کا آخری زمانہ تھا، مانچو کے حکمران نے تعلیم

لے کثافت غبار سے مراد دنیاوی پریشانی ہے،

تحریک کا زور دیکر یہ اندازہ کر دیا تھا کہ جب تک تعلیم میں اصلاح نہ ہوگی، انقلاب کا افساد کرنا ممکن ہے، مگر ان کو کوشش میں بہت دیر ہو گئی جس کا آخر کار کچھ نتیجہ نہ نکلا، کیونکہ اصلاح جاری کرنے کے بعد دو سال بھی نہیں گزرے تھے کہ انکی حکومت کا خاتمہ ہو گیا، انقلاب چین کو تو میں مورخوں کیلئے چھوڑے دیتا ہوں اس کے متعلق کچھ لکھنا میرا کام نہیں، میرا کام صرف قارئین کو چینی مسلمانوں کے متعلق معلومات بہم پہنچانا ہے۔

غرض کہ قانون اصلاح کے نافذ ہونے کے بعد مسلمانوں میں بھی احساس پیدا ہو گیا، کہ جب وہ تعلیم میں کوشش نہ کر لیں گے، زمانہ کے ساتھ نہیں چل سکتے، نہ صرف یہ کہ اسلام کی ترقی نہیں ہو سکتی بلکہ مسلمان جو حاکم وقت کے ہاتھ سے دبے جا رہے ہیں، اور دبتے چلے جائیں گے، اسلئے یہاں کے چند مذہبی جو پیشے لوگوں نے ہمت کر کے چندہ جمع کیا، اور ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی، ۱۹۱۱ء تک یہ اچھی طرح چلتا رہا، لیکن دو ایک آدمیوں کی موت نے تقریباً اس مدرسہ کا خاتمہ کر دیا، مگر اس آثار میں ایک مسلم طبیب جس کو فن طبابت میں اس ضلع میں خاص شہرت تھی، مدرسہ کی مدد کے لئے کھڑا ہو گیا، اس طبیب کی آمدنی اچھی خاصی تھی، اس نے اپنی آمدنی کا اکثر حصہ مدرسہ کو تذر کیا، اور کئی سال تک وہ مدرسہ کو چلاتا رہا، اس کے اس خلوص کو دیکھ کر اور لوگ بھی متاثر ہوئے اور اکثر نے چندہ دینے کے لئے وعدہ کیا، چندہ کے زیادہ ہونے کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ تعلیمی حالت کی اور درستی ہو گئی، آخر کار یہ اس شہر کا سب سے مشہور اسکول ہو گیا، شئی مجسٹریٹ اور سرکاری حکام نے اسکی حوصلہ افزائی کے لئے بہت مدد پہنچائی، اور فیلو کیا ٹنگ کے محکمہ تعلیم نے اس کے کاموں سے بہت دلچسپی لی، سوئی لان (SUI LAN) کے توین ٹی (TOOYEN) نے اس مدرسہ کے لئے اعزازی تحفے (BOARD OF HONOUR) پیش کئے، جو ایک

۱۔ سرکاری حکام بہت کم اسلامی درس گاہ سے دلچسپی لیتے ہیں، اسلئے ایک سرکاری عہدہ،

چوڑے اور دو لمبے تختوں پر مشتمل ہیں چوڑے تختہ میں "زینین زویوی" لکھا ہے جس کے معنی ہیں "تعلیم و تربیت حاصل کرتے رہو" لمبے تختوں میں سے پہلے میں لکھا ہے: "ملت و قوم کو بلند رکھنے اور قرآن و توحید کی اشاعت کرنے سے اسلام کی خدمت ہوتی ہے" دوسرے میں یہ لکھا ہے: "قبیلہ و نسل کی تربیت کرنے اور علوم و فنون کے پھیلانے سے ان علاق اور ادا کی درستی ہوتی ہے"

اس شہر کے عوام نے اسی مدرسہ کی ترقی دیکھ کر اس کے منتظم کی عزت افزائی کیلئے تختہ پیش کئے۔ ان میں بھی ایک چوڑا اور دو لمبے تختے ہیں چوڑے تختہ پر اولاد کے معلم اور نسل کے مربی لکھا ہے: "اور لمبے تختے پر تحریر ہے: "آپ میں تعلیم اسلام کے ذمہ دار، نہایت جانفشانی اور محنت سے اس چھوٹے مدرسہ کو آپ چلاتے ہیں"

اس مدرسہ کو آج کل محصول ذبیحہ کی رقم سے چلایا جاتا ہے محصول ذبیحہ ایک ایسا محصول ہے جو کہ حکومت کی طرف سے ان جانوروں پر عائد کیا گیا ہے جو ذبح کئے جاتے ہیں، بغیر محصول ادا کئے ہوئے جانور کو ذبح کرنا قانوناً قابل گرفت سمجھا جاتا ہے، یقیناً میں جو جانور ذبح کئے جاتے ہیں وہ گائے بکری اور بھینس ہیں اس محصول کو مسلمانوں نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے، کیونکہ مسلمانوں کی سہولت اور آسانی ہے وہ ماہانہ کچھ مقرر رقم وزارت مالہ کو دیدیتے ہیں اور جو منافع ہوتا ہے اس سے مسلمانوں کی تعلیم کا انتظام کرتے ہیں اور رفاہ عام کے کام کو چلاتے ہیں اس محصول کو مسلمانوں نے اپنے ہاتھ میں لیکر جہان ادا کی آبادی ہے، غیر مسلمانوں کو ذبیحہ کے فروغ کرنے سے قانوناً روک دیا ہے، اور صرف مسلمان ذبیحہ بیچ سکتے ہیں اسکی وجہ سے حرام گوشت (غیر ذبیحہ) کا ان کو اندیشہ نہیں ہو، اور بازار میں جو گائے یا بکری کا گوشت ملتا ہے سب ذبیحہ ہے اور غیر ذبیحہ گوشت وہاں نہیں پایا جاتا، جہاں مسلمانوں کی آبادی اور مسجد ہے،

۵۔ عام حالات

اس مسجد کی جائداد اور ملکیت بہت کافی ہے، اس کے مکانات مسجد کے ارد گرد پھیلے ہوئے ہیں جن کے کرایہ سے مسجد کے سارے انتظامات ہوتے ہیں، ان سے مسلمانوں کے قبرستان اور اون کی تعلیم کا انتظام ہوتا ہے، اور غریبوں کی مدد کی جاتی ہے، غریب ان لوگوں کو کہتے ہیں، جو بے روزگار ہیں، ان کیلئے سرمایہ مہیا کیا جاتا ہے، کہ اپنی طبیعت کے مطابق کوئی معمولی سا پیشہ اختیار کر لیں، اور اس پیشہ کے ذریعہ سے اپنا پیٹ پالیں، کوشش یہ کی جاتی ہے، کہ مسلمان چاہے مفلس ہو لیکن بھیک مانگنے کی ذرت نہ آئے، چنانچہ اس مسجد کی مدد سے بہت سے لوگ چاکاٹ، چھوٹے ہوٹل، تصائی کی دوکان، طوائی اور سبکٹ کی دوکان وغیرہ کھول چکے ہیں، اس شہر میں بڑے تاجر پوسٹین کے سوداگر سمجھے جاتے ہیں، اس کا رد بار میں مسلمانوں کا کافی حصہ ہے، وجہ یہ ہے کہ بکریوں کی کھالیں ذبیحہ خانے سے آتی ہیں، اور ذبیحہ خانہ مسلمانوں کے ہاتھ میں ہے، عام طور پر لوگ بیان کرتے ہیں کہ یہاں کے مسلمان غیر مسلمانوں سے زیادہ خوشحال ہیں، انھوں نے بکرون اور گایون وغیرہ سے بہت روپیہ کمایا ہے، بہت سے لوگوں نے اس پیشہ کی بدولت جائداد پیدا کر لی ہے، لیکن یہ ایک دور افتادہ مقام ہے، وہ ہرگز وسط چین کا مقابلہ نہیں کر سکتا، تعلیم اگرچہ ان میں جاری ہے، لیکن اگر سچین یا سنگھائی کا مقابلہ کیا جائے، تو وہ بالکل ابتدائی معلوم ہوتی ہے، اس میں اصلاح کی سخت ضرورت ہے، اور وہاں کے لوگوں کو خود بھی اس کا احساس ہے، وہ جانتے ہیں کہ وہ بہت پیچھے ہیں، خود بڑھتا اور ترقی کرنا چاہتے ہیں، چنانچہ اس سلسلہ میں انھوں نے اپنی کوشش سے ایک دارالمطالعہ قائم کیا ہے، جس کے ذریعہ سے نہ صرف معلومات عامہ، جاہل مسلمانوں میں پہنچاتے ہیں، بلکہ علوم دینی پھیلانا بھی مقصود ہے، یہ دارالمطالعہ نومبر ۱۹۳۱ء میں قائم کیا گیا

ہے قائم ہوتے وقت وہاں کے لوگوں نے ایک عام اعلان شائع کیا تھا جس کا ترجمہ یہاں درج کر دیا جاتا ہے، تاکہ قارئین کو یہ معلوم ہو کہ موجودہ یعنی مسلمانوں میں کس قسم کے جذبات ہیں،

..... یہ بات بالکل واضح ہے کہ اسلام آج تیرہ سو برس سے چین میں اشاعت

پذیر رہا ہے، اس کی روشنی ہر گوشہ میں پھیل چکی ہے، وہ آفتاب اور آفتاب کے مانند ہے، اس کی نکتہ سے فضاے آسمان معطر ہے، آج چین کا کوئی گوشہ نہیں ہے، جہاں مسلمانوں کا

نقش قدم موجود نہ ہو، ہماری تعداد سرزمین چین میں سات کروڑ ہے، ہمارے سامنے ایک شاہراہ کھلی ہوئی ہے جس سے ہم منزل مقصود تک پہنچ سکتے ہیں، ہمیں خوش اور مسرور ہونا چاہیے

کیونکہ ہر جگہ کے برادران یہ محسوس کرتے ہوئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اسلام کی روشنی ہماری جہالت کی وجہ سے بدعت کے پردہ میں چھپ جائے، یا ایمان دار برادران ملت ایٹنی قوت

سے متاثر ہو کر گردش زمانہ کے شکار ہو جائیں، تعلیم پھیلانے کی غرض سے اسکول قائم کر رہے ہیں، رسائے جاری کر رہے ہیں، اور دارالمطالعے کھلوا رہے ہیں، یہ ہمارے لئے ایک زندگی

کا پیغام ہے، ہم کو اس سے خوش رہنا چاہیے، اگر ہم خود یہ کوشش کریں کہ اور مقاموں کے مسلمانوں کے نقش قدم پر چلین تو منزل اوج عنقریب دکھائی دے گی، مگر اس جدید فضا کے اندر

ہمارے لئے ایک شرم کی بات ہے کہ غیلونکیانگ کے مسلمان موسم بہار کی آمد سے بالکل خیر ہیں، ان کا یہ ایک دور افتادہ مقام ہے، آمد و رفت میں سہولت نہیں ہے، اور وسائل کم ہیں

بھی وجہ ہے کہ یہاں کے دماغ مقفل، خیالات منجمد، اور آنکھیں بے بصر رہی ہیں، ہر چیز میں بھیجے ہیں، اور زندگی کی ہر شاخ میں کمزور

مسلمانان غیلونکیانگ، بڑھو اور جوانو! ایمان و توحید کے فرزندو! ملت بیضا کے بھائی اور

بہنو! کیا آپ میں غیرت تلی ہے؟ کیا آپ میں احساسِ زندگی ہے؟ کیا آپ میں روح ہے؟
 کیا آپ میں تحریک کا جذبہ ہے؟ اگر اس وقت نہ اٹھو گے تو کب اٹھو گے؟ اگر اب نہ جاگو گے
 تو کب جاگو گے؟ اگر آج جدوجہد نہ کرو گے تو کب کرو گے؟ اگر خود اجتہاد نہ کرو گے تو کون کریگا؟
 دل پر ہاتھ رکھ کر اپنے آپ سے پوچھو کہ کیا واقعی آپ توحید کے فرزند ہیں؟ کیا واقعی آپ شیع
 اسلام کے پیروئے ہیں؟ کیا واقعی آپ یلداے ملت کے دیوئے ہیں؟ اگر میں تو آؤ، سب آؤ،
 ملکر کچھ کر کے دکھا دو.....

اس وقت ہمارے لئے جس چیز کی ضرورت ہے، وہ اتحادِ عمل اور اتحادِ خیال ہے۔ اس
 غرض کے لئے ہم یہاں ایک دارالمطالعہ کھولنا چاہتے ہیں، سب مسلمان اس کی مدد کو اپنا فرض
 سمجھیں، اور حتیٰ الوسع اس کی اعانت کریں، کیونکہ اس میں برکت ہے، اور مسلمانوں کے لئے
 نفع ہے، افراد کی عزت جمعیت سے ہے، اور مسلمانوں کی عزت حمایتِ ملت سے ہے.....

تیرہواں باب

ہوکان کے مسلمان

ہوکان (Hokan) ایک ضلع ہے جو صوبہ ہایہ (سابق جیلی) کے وسط میں واقع ہے، اس صوبہ میں دو مشہور شہر موجود ہیں ایک تو یکن دوسرا ٹیان ٹسن، ہوکان کے مشرق
 میں ٹسن ہیں (Yin Hein) مغرب میں سونین (Sunin) جنوب میں شیان ہیں
 (Shyan Hein) اور شمال میں شین چاؤ (Shen Chow) ہے اس ضلع کے

مسلمان اکثر شہرین رہتے ہیں، شہر کے باہر بہت کم لوگ ہیں، شہر میں اون کے پانچ بازار ہیں۔
 فوہان کاٹی (متمول گلی بازار) نان واکاٹی (جنوبی بڑا بازار) ہون میوکاٹی (سرخ مندر و بل بازار)
 کو ان ای کاٹی (گھوڑا بازار) ہسینز کاٹی (سفید چیتا بازار) انکے خاص محلے ہیں۔
 اس شہر کے مضافات میں تین چار جگہ مسلمانوں کی آبادی ہے، مگر اون کی تعداد بہت کم
 ہے، اس ضلع کے مسلمان اٹھارہ ہزار خیال کئے جاتے ہیں، ان میں اکثر تاجر ہیں، تاجروں کے علاوہ
 زرعی طبقہ بھی کافی ہے، مگر علمی و سیاسی میدان میں ان کا کوئی نمایاں حصہ نہیں، پیشہ کے اعتبار
 سے تاجر چپاٹس فیصدی ہیں، زرعی طبقے چالیس اور دیگر کاموں میں دس فیصدی، اون کے معاشی
 حالات تقریباً ویسے ہیں جو ہم نے سن چاؤ کے مسلمانوں کے متعلق بیان کئے ہیں اسلئے یہاں
 اون کے دہرانے کی ضرورت نہیں، اس شہر کی جو مشہور مسجد ہے وہ جنوبی مسجد ہے، یہ متمول گلی بازار کے
 جنوب میں واقع ہے، عمارت نہایت شاندار اور جگہ بہت وسیع ہے، اس مسجد میں مصلیٰ کے علاوہ
 ایوان درس (لکچر ہال) بھی ہے، عربی مدرسہ ہے، اہمان قاز ہے، اور جمعیت المسلمین کا دفتر بھی یہی
 بن ہے، اس جمعیت کے متعلق قارئین کو کچھ بتانا ضروری ہے،

۲۔ جمعیت المسلمین ہوکان کی ابتدا

چین کی وطنی فوجوں نے جبکہ ۱۹۲۰ء میں سین پکن پر قبضہ کر کے چین کو متحد کر دیا، تو اس وقت حکومت
 نائیکنگ نے تعمیری پروگرام کے مطابق ہر مقام میں تعمیری کام شروع کرنے کا فیصلہ کیا، تعمیری
 پروگرام میں مادی تعمیر، سوشل تعمیر اور ذہنی تعمیر شامل تھیں، اس سلسلہ میں روپیہ کی سخت ضرورت
 تھی، حکومت کا خزانہ خالی تھا، غیر مالک سے قرض لینا چین کے لئے خطرہ سے خالی نہ تھا، وزارت
 مالیہ نے ملک کی مالی حالت درست کرنے کیلئے پہلی کوشش یہ کی کہ جنگی جو کہ اجنبیوں کے

ہاتھ میں تھی، واپس لے لی، تاکہ وہ آسانی کے ساتھ محصول بڑھا سکے جس سے آمدنی میں کافی اضافہ ہونے کی امید ہو جائیگی، دوسری کوشش یہ کی کہ چین میں جتنے مذہبی معبد اور مندر ہیں اور جنکو چینی زبان میں "زیٹی" کہتے ہیں، ان کی تحقیق کی جائے کہ کس معبد کی کتنی آمدنی ہے، اور اس کی جائداد اور ملکیت کتنی ہے، (ہر معبد اور مندر کی کچھ نہ کچھ جائداد اور ملکیت ہے) اس کی تحقیق کرنے کے بعد پھر اس پر غور کیا جائے کہ کون سے معابد باقی رکھنے چاہئیں اور کون سے گرا دیئے جائیں اور جنکو باقی رکھا جائے انہیں بھی یہ لحاظ رہے کہ یہ عوام کے فائدے کیلئے ہوں اور جو گرا دیئے جائیں انہیں یہ لحاظ رہے کہ یہ عوام کے فائدے کیلئے گرائے گئے ہیں، جو باقی رکھنے کے قابل تھے، وہ یا ادارہ عمومی (Public Institution) سمجھے گئے یا آثار قدیمہ اور جو گرا دینے کے قابل تھے، وہ بیکار عمارت اور بدعت کامرکز سمجھے گئے،

معبدوں کے گرانے سے حکومت کے دو مقصد ہیں، ایک تو یہ کہ ضلالت اور بدعت کے مرکز کے مٹ جانے سے ذہنی تعمیر میں سہولت ہوتی ہے، معبدوں کو حکومت اسلئے ضلالت اور بدعت کامرکز سمجھتی ہے، کہ مغربی تہذیب اور تعلیم کو وجہ سے تعلیم یافتہ طبقوں کے خیالات میں تغیر ہو چکا ہے، دہریت اور مادیت کا جذبہ اس میں زیادہ ہو گیا ہے، وہ ہر مذہب کو دشمنیت سمجھتے ہیں بدعت ہو، اسلام ہو، عیسائیت ہو، سب کو ایک نظر سے دیکھتے ہیں، حکومت چین جدید خیالات کے مطابق ہر ایسے ادارہ کو توڑنا چاہتی ہے جو قوموں کی ذہنی اجتماعی اور مادی زندگی کیلئے مضر ہیں، دشمنیت (Paganism) ذہنی تعمیر کے لئے ایک رکاوٹ ہے، اسلئے حکومت یہ ضروری سمجھتی ہے کہ مذہبی معبدوں کو توڑ دیا جائے،

دوسرا مقصد یہ ہے کہ ان معبدوں کی جو جائداد اور ملکیت ہے اس پر قبضہ کر کے اسے رفاہ عام کے کام میں لائے، یا بالفاظ دیگر سوشل تعمیر میں جن مصارف کی ضرورت ہو اس

لئے معبد بھی اس نام سے پکاری جاتی ہے۔

آمدنی کو اس میں لگا دیا جائے، اس آمدنی سے کیتخانہ، دوا دارالمطالعہ، شفا خانہ، جسمانی تربیت گاہ، مدرسہ عمومی،
ادارہ عامہ وغیرہ کا انتظام کیا جاسکتا ہے،

حکومت کی یہ اسکیم عام تھی اور مدنیت اور عمرانیات کے لحاظ سے بہت مفید، لیکن اس اسکیم
پر عمل کرنے سے سارے چین کے مسلمانوں کو نقصان برداشت کرنا پڑتا تھا، کیونکہ مساجد بھی مذہبی
معاہد کے زمرہ میں آتی تھیں، ملکی قانون کے مطابق ان کو توڑ دینا بالکل بجا اور جائز تھا، اور حکومت
کی یہ کارروائی سنگدلی یا ظلم نہیں کہی جاسکتی تھی، لیکن اگر مساجد سرزمین چین سے مٹ جائیں
تو اسلام اور مسلمانوں کا نشان بھی اُن کے ساتھ مٹ جاتا کیونکہ جس طرح ممالک اسلام میں
مسجد مرکز ہوتی ہے، اسی طرح وہ چینی مسلمانوں کا بھی مرکز ہے، اس مرکز کی حفاظت کر نیکی کے
کوئی نہ کوئی تدبیر اختیار کرنی ضروری ہے،

جب تخریب معاہد کا اعلان حکومت کی طرف سے شائع ہوا، تو چینی مسلمانوں پر بجلی کی
طرح اثر کر گیا، بدحواسی اور گھبراہٹ کے عالم میں انھوں نے زور زور سے چیخا اور پکارتا شروع
کیا، ہر جگہ کے مسلمانوں نے حکومت کو تار دیئے کہ انہدام معاہد وغیرہ سے مساجد کو مستثنیٰ کر دیا
جائے، اور اور مذہبی معاہد کی طرح ان کی تخریب نہ کی جائے، مساجد متعلق جو مجاہد اہل دین اور ملکیتین ہیں
مسلمان خود رفاہ عام کے کاموں میں صرف کریں گے، حکومت اس میں مداخلت نہ کرے، چونکہ
اس وقت قومی حکومت کی بنیاد زیادہ مضبوط نہیں ہوئی تھی، اور انقلابی فوجوں میں مسلمانوں
کی تعداد کافی تھی، شمالی اور مغربی چین کی فوجی قوت تقریباً مسلمانوں کے ہاتھ میں تھی، اس لئے
حکومت چین کو مسلمانوں کا یہ مطالبہ منظور کرنا پڑا، باقی بدھ مت کے اکثر معاہد ہمارے دیئے گئے،
ناکینگ اور شنگھائی میں کانفوش کے جو مندر تھے جن کے ارد گرد وسیع میدان تھے، پبلک
پارک بنادئے گئے، اس واقعہ کے بعد مسلمانوں نے ایک طرف یہ کیا کہ مسجد کا نام جو شنگ

چینگ زری تھا، اسے ہوئی چولی یا سے نانگ" میں تبدیل کر دیا کیونکہ حکومت قانون کے مطابق صرف ان مبدون کو توڑ سکتی تھی، جو زری کے نام سے موسوم ہوں، اگر مسجد کا نام چینگ زری، ہی باقی رکھا جاتا تو آئندہ چل کر خطرہ سے خالی نہیں تھا، اسلئے ہوئی چولی یا سے نانگ یا ہوی کی نانگ تجویز کر دیا گیا،

دوسری طرف انھوں نے یہ محسوس کیا کہ بغیر جماعت اور اتحاد عمل کے مسلمان کچھ کام نہیں کر سکتے، اسلئے پکین، ٹیان ٹسن، شنگھائی، اور ہان کاؤ کے مسلمانوں نے سب سے پہلے جمعیت المسلمین قائم کی اور ساتھ ہی ہر مقام کے مسلمانوں سے اپیل کی گئی کہ اپنے اپنے مقاموں میں ایک ایک ایسی انجمن قائم کریں جس کے پیش نظر اتحاد عمل، صلاح اور رفاه عام ہو، جب یہ خبر ہوکان میں پہنچی، تو یہاں کے مسلمانوں نے بھی جمعیت المسلمین (ہوئی چو کون ہوی) کے نام سے ایک انجمن قائم کی، جمعیت المسلمین قائم ہونے کے بعد چینی مسلمانوں میں ایک ایسا رشتہ قائم ہو گیا جو اس سے قبل نہ تھا، اس جمعیت کے ماتحت بہت کچھ کام کر سکتے ہیں، اور یہیں یہ امید ہے کہ اس جمعیت کے ذریعہ سے مسلمان خود اپنی اصلاح کر لیں گے،

جمعیت کا کام،

اب ہم کو دیکھنا یہ ہے کہ ہوکان میں جو جمعیت المسلمین قائم ہوئی ہے، اور جس کی عمر چار سال سے زیادہ نہیں ہے، اس نے کیا کیا کام کئے ہیں، جمعیت کے قائم ہونے کے بعد اس کے اراکین نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ تعلیم پھیلانے کے واسطے ایک چھوٹا سا مدرسہ قائم کیا، مدرسہ کا مقام مسجد ہی کو منتخب کیا، لیکن سوال یہ تھا کہ کس طرح اسے چلایا جائے، آخر سب کا اس پر اتفاق ہوا کہ چندہ جمع کریں اور اس سے

چلے گئے۔ مدرسہ کا نام تجدید قوم رکھا گیا اس مدرسہ کے معلم وہی لوگ ہیں جو نماز کے پابند اور دینی علوم اور معلومات عامہ سے واقف ہیں، ایک مہینہ کے اندر طلبہ کی تعداد سو سے زیادہ تک پہنچ گئی یہ طلبہ روزانہ صبح کو اپنے اپنے بستے ہاتھ دینے لگے ہوئے اور بازار کے کنارے کھلتے ہوئے مدرسہ آتے ہیں، اور شام کو چار بجے خوشی خوشی اپنے گھر کو جاتے ہیں،

اس میں شک نہیں کہ تعلیم بہت معمولی تھی، لیکن دو تین سال کے اندر مدرسہ تجدید قوم نے اس شہر میں کافی شہرت حاصل کر لی خصوصاً اس موقع پر جبکہ ستمبر ۱۹۳۳ء میں ورڈن اور کھیلوں کا مقابلہ ہوا، اس مقابلہ میں تقریباً پانچ سو ابتدائی اسکول شریک تھے اور مدرسہ تجدید قوم کے طلبہ بھی شریک ہوئے، اگرچہ وہ اور چیزوں میں دوسرے اسکولوں کا مقابلہ نہ کر سکے، لیکن نقلی جنگ کی نمائش میں انھوں نے ناظرین سے داد تحسین لی، اور اس کا پہلا انعام انہی کو ملا، اس کے بعد اس کی شہرت اور زیادہ ہو گئی، یہاں تک کہ لوگ اس مدرسہ کو اسکول کا اعلیٰ ترین نمونہ سمجھنے لگے،

اس جمعیت نے دوسرا کام یہ کیا کہ اس کے ماتحت ایک کمیٹی مرتب کر لی جس کا مقصد آپس کی نزاع اور جھگڑوں کا فیصلہ کرنا اور رد و کنا ہے، چونکہ متمول گلی بازار مسلمانوں کا خاص محلہ ہے اور مسجد بھی دین ہے، اس لئے اس کمیٹی کا دفتر وہیں قائم کیا گیا، اس دو تین سال کے اندر یہ کمیٹی مسلمانوں کے لئے مفید ثابت ہوئی، کیونکہ آپس میں جو نزاع ہوتی ہے اکثر اس کمیٹی کے ذریعہ سے رفع کر دی جاتی ہے، اور انکو عدالت تک نہیں جانے دیا جاتا، اگر تمام مقامات کے مسلمانوں میں ایسی ہی روح پیدا ہو جائے، تو وہ ہمارے لئے ضرور جدید زندگی کا ایک پیام ہوگا، جس کے سننے کے سب مسلمان منتظر ہیں،

اس جمعیت نے تیسرا کام یہ کیا کہ مسجد کے سامنے ایک بڑا بازار ہے، جو جنوبی دروازہ

سے شمالی دروازہ تک جاتا ہے، اس کی لمبائی دو میل سے زیادہ ہے، اور چوڑائی تیس فٹ یہ بہت ہی خراب حالت میں تھا، لوگوں کی روایت ہے کہ اس شُرک کو بنے ہوئے ۷۰ برس ہوئے تھے، لیکن اس اثنا میں اسکی کبھی مرمت نہ ہوئی تھی، اسقدر شُرک خراب ہو گئی تھی، کہ چلنا مشکل ہو گیا کہیں اونچا اور کہیں نیچا، جب بارش ہوتی تو پانی سب جمع ہو جاتا، آمدورفت بند ہو جاتی اس سے لوگوں کو بہت تکلیف ہوتی یہ حالت دیکھ کر اس جمعیت نے ارادہ کیا کہ شُرک کو درست کرانا چاہئے، ارادہ کرتے ہی مسلمانوں نے اس جمعیت کا ساتھ دیا، اس کے اراکین نے مدرسہ کے طلبہ کو لیکر شُرک پر کام کرنا شروع کیا، صبح سے شام تک طلبہ کا ہاں وہی شُرک ہو گئی، مسلمانوں کے علاوہ بعض اوقات پولیس نے بھی آکر مدد کی، اس اثنا میں بارش بھی ہوتی تھی، غبار بھی اٹھتا تھا، اور سخت دھوپ بھی نکل آتی تھی، لیکن جو کام کرنے والے تھے، وہ اپنے کام کے پیچھے لگے ہوئے تھے، بارش اور دھوپ سے اون کے کام میں رکاوٹ نہ ہو سکی، آخر دو مہینہ کی مدت میں انھوں نے ایک نیا راستہ تیار کر لیا، جس پر عام و خاص چلتے ہیں، انھوں نے نہ صرف نیا راستہ بنایا بلکہ راستہ کے کنارہ درخت بھی لگائے، جس کے نیچے محنت کرنے والے بیٹھ کر آرام کرتے ہیں، اور اپنی تھکاوٹ دور کرتے ہیں، جب یہ جمعیت لوگوں کی مادی تکلیف دور کرنے کے لئے ایک راستہ بنا سکتی ہے، تو کوئی تعجب کی بات نہیں، اگر وہ لوگوں کی روحانی تکلیف دور کرنے کے لئے بھی ایک نیا راستہ تیار کر لیگی، اس جمعیت نے جو تھا کام جو کیا ہے، وہ مسجد کی مرمت ہے، مہتموں گلی بازار کی مسجد کی عمر بہت کافی ہو چکی تھی، جنوبی اور شمالی ہوا برابر اس کے اوپر گذرتی تھی، گردش میل و نہار نے اس کی حالت کو بوسیدہ کر دیا تھا، اس کی دیواریں اور ستون زبان حال سے مسلمانوں سے فریاد کرتے تھے کہ کوئی اس کی خبر گیری کرنے والا نہیں ہے، لیکن اس جماعت کی قیادت میں ۱۹۳۳ء

مین ہوکان کے مسلمانوں نے ہمت کر کے سکی مرمت کرائی اور عمارت کی تجدید کی، خرچ تو بہت ہوا، مگر جو کام کرنے والے ہوتے ہیں، انکو اللہ تعالیٰ خرچ بھی دیتا ہے، انھوں نے اپنا نمائندہ پیکر بھیجا، نمائندہ کے ساتھ طلبہ بھی گئے، وہ لوگوں سے مانگنے کیلئے اور چندہ جمع کرنے کیلئے نہیں گئے تھے، کیونکہ چندہ سے لوگوں کو کوفت ہوتی ہے، انھوں نے صرف یہ کیا کہ ایک مشہور سینما سے دو روز کا معاہدہ کیا، اور اس میں دو روز تک اپنے طلبہ کے ذریعہ سے ڈراما کرایا جس سے بہت معقول آمدنی ہوئی جو مرمت کیلئے کافی تھی۔

اس مسجد کی تجدید ہونے کے ساتھ وہاں کے لوگوں کا ایمان بھی تازہ ہو گیا، خدا کرے کہ برابر تازہ رہے، اور جدید زندگی کی روح ان میں قائم رہے،

پودھوان باب

کانسو اور مسلمان،

(الف)

مسلم اور غیر مسلم کے تعلقات،

کانسو کی جائے وقوع :- چین کے جزائی نقشے پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے صاف نظر آتا ہے کہ کانسو شمالی و مغربی چین کا ایک اہم صوبہ ہے، یہ اس راستہ کا دروازہ ہے جو صینی ترکستان بخارا اور افغانستان کو جاتا ہے، اس کام کرنے والے چاؤ ہے، جہاں سے دو راستے کانسو سے باہر کو جاتے ہیں، ایک تیان شان کے شمال میں اور دوسرا تیان شان کے جنوب میں، مگر

شمال کے راجہ کو زیادہ اہمیت حاصل ہے، کیونکہ کانسو کے تاجروں چینی ترکستان جاتے ہیں، یا باہر کے قافلے جو چین کے شمال میں داخل ہوتے ہیں، اکثر تیان شان کے شمال سے ہو کر آتے جاتے ہیں، یہ دونوں راستے پھر کانسو میں جا کر ملتے ہیں، اس واسطے چینی ترکستان میں کانسو کو جو اہمیت حاصل ہے، وہی شمال مشرقی چین میں لانگ چاؤ کو حاصل ہے،

۱۹۲۸ء سے قبل کانسو کا رقبہ زیادہ وسیع تھا، مگر اس کے بعد حکومت نان کینگ نے اسکو دو صوبوں میں تقسیم کر دیا، ایک کانسو اور دوسرا نینگ ہسیا، ان دو صوبوں کی آبادی ۸۱۸،۲۲۲ سے کسی قدر زائد ہے، جن میں ۵۰ فیصدی مسلمان ہیں، یہ تعداد چینی ترکستان کے مقابلہ میں کچھ کم نہیں ہے، چینی ترکستان میں اگرچہ مسلمانوں کی تعداد ۹۵ فیصدی ہے، لیکن وہ ان کی کل آبادی کے کم ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ ... ۵۰۰ ... ۲۵۰ ... کیجا سکتی ہے، اس صوبہ کی کل آبادی، اعلان حکومت تانکینگ (۱۹۲۹ء) کے مطابق صرف ۶۲۰،۵۶۰ ہے، لیکن صوبہ کانسو نینگ ہسیا کی آبادی ۸۱۸،۲۲۲ سے متجاوز ہے، ۵۰ فیصدی کے حساب سے مسلمانوں کی تعداد ... ۴۰۰ ... ۴۰۰ ... ہو چکی جاتی ہے، یہ تعداد چینی ترکستان کے مقابلہ میں گنی سے کچھ کم اور ایک گنی زیادہ ہے، شمال و مغرب چین یعنی کانسو، نینگ ہسیا، اور چینی ترکستان اسلئے چینی مسلمانوں کا مرکز اور گہوارہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ ان کے مسلمان تعداد میں زیادہ ہیں، مگر افسوس کہ تعلیم میں پیچھے رہنے کی وجہ سے وہ کوئی عملی اہمیت نہیں رکھتے،

۲۔ تاریخی واقعات :- کانسو میں مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کے تعلقات، بے جا تعصب کی وجہ سے عرصہ سے اچھے نہیں ہیں، ان میں بسا اوقات لڑائییں ہو جاتی ہیں ان لڑائیوں کا آغاز ۱۹۲۸ء سے ہوا، اس سال مسلم عوام نے لانگ چاؤ پر چڑھائی کی تھی، وجہ یہ ہوئی تھی، کہ اس زمانہ میں حکام مانچو کا سر نہایت بلند تھا، وہ اپنے خاندان کے علاوہ دوسروں کو کچھ نہیں

سمجھتے تھے، کانسو کے مسلمانوں پر بے حد ظلم کئے، اور ان کے مذہبی پیشوا مین شین کو گرفتار کر کے قید کر دیا، مسلمان اس پر صبر نہ کر سکے، چنانچہ حکام مانچو کے خلاف بغاوت کر بیٹھے، یہ بغاوت واقعہ لانگ چاؤ کے نام سے مشہور ہے، اس واقعہ کے تین سال بعد ایک اور حادثہ پیش آیا، جو شیفاں او مین ظہور پذیر ہوا، یہ حادثہ دراصل پہلے واقعہ کی دوسری شکل تھی، جو مسلم جنرل سوزی شیفاں کی قیادت میں رونما ہوئی، اور اس جنگ میں شکست کھانے سے ہزاروں مسلمان قتل ہو گئے (صفحہ ۸۵)۔

کانسو کو چھوڑ کر چینی ترکستان میں بھی مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کے تعلقات اچھے نہ رہے۔ ۱۸۲۱ء لیکر ۱۸۳۱ء تک (چانگ ایک) جہانگیر نے حکومت کے خلاف ہتھیار اٹھائے اور پھر یعقوب یگ کا ظہور ہوا، جو ۱۸۵۰ء سے لیکر ۱۸۸۵ء تک حکام کے خلاف لڑتا رہا، ان واقعات کا ذکر مغربی مصنفوں اور علامہ شکیب ارسلان کی تصانیف میں ملتا ہے، اس لئے ان کے متعلق زیادہ تفصیل کے ساتھ لکھنے کی ضرورت نہیں، ان کی طرف تھوڑا سا اشارہ اس ثبوت کے لئے کافی ہے کہ وہ ان کے مسلمانوں کے تعلقات غیر مسلمانوں کے ساتھ اچھے نہیں تھے، مگر قارئین اس غلط فہمی میں پڑ کر کہیں یہ نہ سمجھ لیں کہ مذہب کی وجہ سے ان کے تعلقات بگڑ گئے تھے، یا عام چینیوں اور مسلمانوں میں مذہب کی بنا پر کشمکش رہتی ہے، ان کی کشمکش سیاسی ہے نہ مذہبی، مسلمانوں کو عام چینیوں سے دشمنی نہیں ہے، بلکہ ظالم حکام سے عداوت ہی، مذکورہ بالا واقعات میں سے کوئی واقعہ بھی ایسا نہیں ہے جو عام چینیوں اور مسلمانوں کی کشمکش یا مذہبی نزاع کے نام سے موسوم کیا جاسکے،

خیر یہ تو اٹھارہویں اور انیسویں صدی کا ذکر ہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ زمانہ حال میں وہاں کے مسلمانوں کا کیا حال ہے،

۱۷۔ انقلاب کے بعد :- انقلاب چین کے بعد جب جمہوریت چین نے یہ اصول قرار دیا کہ اقوام خمسہ ایک دوسرے کی برابر ہیں تو نظام ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مسلمانوں اور غیر مسلمانوں میں کسی قسم کے مناقشات کے پیدا ہونے کا امکان نہیں، مگر ۱۹۲۵ء میں حالت ایسی ہو گئی کہ کانسو کے مسلمانوں کو محبورا چند اہل فوج کے خلاف متمبار اڈھانے پڑے، وجہ یہ تھی کہ چین کے مشہور عیسائی جنرل فانگک یو ہیانگ نے اتحاد چین کے بعد مرکزی حکومت سے بغاوت کر لی تھی، اس نے اپنا فوجی مرکز شمال و مغرب چین کو بنایا، اسکو روپیہ کی سخت ضرورت تھی چنانچہ اس نے ایک فوجی فرمان جاری کیا کہ تاجرون سے مزید ٹھکوں لیا جائے یہ بات خارجیوں کے سامنے واضح ہو چکی ہے کہ شمال و مغرب چین میں مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہے، اور وہ اکثر تجارت پیشہ ہیں، غیر قانونی طور پر ان پر محصول لگانا ایک سنگین ظلم تھا، انھوں نے اسکو برداشت نہ کیا اور محصول ادا کرنے سے انکار کیا، ان کا محصول کی ادائیگی سے انکار کرنا، گویا ایک عام احتجاج تھا جس سے بالواسطہ عیسائی جنرل کے مقابلہ میں مرکزی حکومت کی تائید ہوتی تھی، مگر فانگک یو ہیانگ کو اپنی قوت اور عسکریت پر بھروسہ تھا، اس نے کانسو پر چڑھائی کی جب اس کی فوج بنے کانسو کی طرف کوچ کیا تو وہاں کے مسلمان دو مسلم نوجوانوں یعنی مایان منگ اور ماجون این کے زیر قیادت بغاوت کے لئے تیار ہو گئے،

مسلمانوں کی تعداد اگرچہ کافی تھی، اور ان میں جوش بھی تھا، لیکن وہ جدید تعلیم سے محروم تھے، اور فن جنگ میں عیسائی جنرل یو ہیانگ کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے، کیونکہ اس کی ساری زندگی میدان جنگ میں صرف ہوئی تھی، اور کانسو کے مسلمانوں کو انقلاب کی ہوا کم لگنے کی وجہ سے جدید سپاہیانہ زندگی سے اچھی طرح واقفیت نہ تھی، اس کے علاوہ ایک بات یہ تھی، کہ مسلمانوں کے پاس سامان حرب اور رسد بہت کم تھا اسلئے اگرچہ انھوں نے نہایت ہمت

سے فانگ یو میاں گ کا مقابلہ کیا، مگر آخر کار شکست کھانی پڑی، اور مسلمانوں کا مرکز ہو چاؤ (۱۷۵) ۱۷۵۰ء) فتح ہو گیا، اس عیسائی جنرل نے وہاں پہنچ کر تین ہزار مسلمانوں کو شہید کر ڈالا، اور ہاچاؤ کو بالکل تباہ کر دیا، مسلمان جنرل ماجون این اور مایان مینگ شکست کھانے کے بعد ہاچاؤ سے لین ٹان کو چلے آئے، اور وہاں اپنے پاؤں جمانے کی کوشش کی، ان کا خیال تھا کہ وہاں وہ محفوظ رہیں گے، مگر انکو کیا خبر تھی کہ قسمت کے پردہ میں بہت سے راز مخفی ہیں، اور جس کو انھوں نے سلامتی کا مقام سمجھا تھا، درحقیقت سخت عذاب کا مقام ثابت ہو گیا، ہاچاؤ سے بھاگ کر لین ٹان آئے ہوئے چند روز بھی نہیں گزرے تھے کہ اس چھوٹی سی بستی میں اباب سیاہی طوفان اٹھا، اس طوفان نے بہت سی جانیں اور کثرت سے مال تباہ اور اکثر لوگ اس میں غارت ہو گئے، اس کی تفصیل آگے آئیگی،

(ب)

لین ٹان (کانسو) کے مسلمانوں کی تباہی

تباہی سے پہلے :- لانگ چاؤ کو چھوڑ کر لین ٹان (۱۷۵۰ء) (۱۷۵۱ء) کانسو کا رہنے والا آباد شہر سمجھا جاتا ہے، یہ لانگ چاؤ کے جنوب میں واقع ہے، چینگ ہائی (Chinghai) اور تبت میں داخل ہونے کے لئے اس شہر سے گزرنا پڑتا ہے، اس شہر میں ۵۰ ہزار مسلمان آباد ہیں، ۵۰ ہزار شہر کے اندر ہیں اور ۲۰ ہزار قرب و حوار کے دیہات میں، یہ سب مختلف تاجر اور آلام و تکالیف کے عادی ہیں، سردی اور گرمی میں یہاں سے قافلے تبت کو جاتے ہیں، اپنے ملک کا مال وہاں لیجاتے ہیں، اور وہاں سے ضروری مال لے کر آتے ہیں، اور تجارت کے ذریعہ سے علال کا پیسہ کماتے ہیں، تباہی سے قبل اس شہر کی آمدنی صرف درآمد کے محصول

تہ ماہ ذی قعدہ ۱۰۰۰ھ تک پہنچ گئی تھی، لیکن اور میان من کے سوداگر جو
 بکین کی تہ بہت کثرت میں سب مہین بہت موسم میں، وہ یہاں سے کھالین اور پوست جمع
 ہوتے ہیں، اپنے تہ دن کو یہاں سے ہین، اس میں دو دفعہ یہاں جانوروں کا میلہ ہوتا ہے، ہین
 ہر دہشتہ کے تاجروں کے ذوق کے مطابق یہاں کے گھوڑے خریدتے ہین، چینی فوجوں میں تو
 سو رہین، ان کے اکثر گھوڑے یہین سے خریدے جاتے ہین جس طرح عرب کے گھوڑے
 دنیا میں مشہور ہین، اسی طرح لین مان کے گھوڑے چین میں مشہور ہین، تجارت کی کثرت کے
 علاوہ وہاں دینے والی اور خریدنے والی ہین، جنکا رقبہ سو میل مربع سے زیادہ ہے، زرعی زمین بھی بہت
 کافی ہے، جو دیون اور دی کی کاشت کے لیے بہت موزوں ہے، برابر ہونے سے پہلے انویسٹ
 سے مزید گھڑا، گھڑا دو ہزار سالانہ تھی، اگر توی مدنی کو کل فراڈ پر بہت قسم کیا جاسکتا تو ہر ایک
 فرد کی آمدنی جو دس سالانہ ہوتی ہے،

یہاں بہت سی مسجدیں ہین جو مسجد علیا، مسجد غلی، اور مسجد غلی کے ناموں سے زیادہ مشہور
 ہین مسجد علیا بہت فرقہ کی ہے، مسجد غلی بدیع فرقہ کی، اور مسجد غلی ایک مالدار مسلمان، مین زمین دھند
 نذر کر امت کی تعمیر کردہ تھی، اسکی عمارت بہت شاندار تھی، دریا سے زرہ کے شمال میں ایسی
 عایشان مسجد شاناز و نادہی نظر آتی تھی، اس مسجد میں ایک بڑا ایوان تقریر کرنے والوں کیلئے
 تھا، اسی میں، بہت عظیمیہاں نہانہ مدرسہ تھا، نہانہ مسجد تھی، مطبع تھا، ان کے علاوہ وہاں خانہ
 اور غسل خانہ تھے، مین پانی کے نل لگے ہوئے تھے، اور اس کا باغیچہ بھی قابل ذکر تھا، مین مین
 بہت حبیب سے اسکو پلاتا تھا، اور ترقی کے لئے کوشش کرتا تھا، مین شہر کے عادیہ مین یہ سب
 حیرت انگیز مال مین لگین،

۲۔ حادثہ کے اسباب :- پہلے عرض کر چکا ہوں کہ شہداء میں ہاچاؤس کے مسلمان جنرل
 عیسائی جنرل ٹانگ یوہانگ سے شکست کھا کر لین ٹان میں پلے آئے، اور یہاں اپنے پاؤں
 بٹانے کی کوشش کی حقیقت بھی یہی ہے کہ حادثہ بین المذاہب جنگ ہاچاؤس سے کوئی تعلق نہ تھا کیونکہ
 مسلم جنرل ماجون اپن جب لین ٹان پہنچا تو وہ یہاں کے مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کو ایک نظر
 سے دیکھتا تھا، وہاں امن و امان قائم کرنے کیلئے اس نے کچھ کم کوشش نہ کی، اس کے ماتحت جو
 مسلمان فوج تھی، انھوں نے سولے سامان رسد کے رعایا پر کسی قسم کی رقم عائد نہیں کی، اور
 ان اثنا میں ماجون این نے ایک کانفرنس منعقد کی جس میں مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کو ایک ساتھ
 دعوت دی، اس کانفرنس کے منفعہ کرنے کا مقصد یہ تھا کہ مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کی سیاسی
 قوت مساوی ہونے کی وجہ سے ان میں جو نفرت پیدا ہو چکی تھی، دور کر دی جائے، وہ اس میں
 کامیاب رہا، اور اس کا آنا اور وہاں رہنا خیر مسلمانوں کو ناگوار نہیں گذرا۔

لیکن بعد میں اور ایک مسلم جنرل جو مایان ٹینگ کے نام سے موسوم ہے، درجہ ہاچاؤس میں
 عیسائی جنرل کے مقابلہ کے لئے چھوڑا گیا تھا، سخت شکست کے بعد لین ٹان کی طرف چلا آیا، اس کے
 ساتھ اہل و عیال اور دس بیٹے نوکر چاکر کے سوا کچھ نہ تھا، اور نہ کوئی فوج ساتھ تھی، لین ٹان کی
 سرکرد پر ایک غیر مسلم جنرل، یاہنگ زی سی نامی تھا، اس کے ماتحت کافی فوج تھی، جبکہ مایان ٹینگ
 اس راستہ سے گذرا اور یاہنگ زی سی نے دیکھا کہ مایان ٹینگ کے پاس کچھ روپیہ اور زیورات
 ہیں، تو اس کو لاپس آیا، اور اس نے فوراً اپنی فوج کو حکم دیا کہ مایان ٹینگ کے قافلے کو روکے
 اور اس کا سامان چھین لے، اس کشمکش میں مایان ٹینگ کے پاس جو کچھ تھا، وہ اس کے اہل و عیال
 سب راہزن فوجوں کے قبضے میں آگئے، صرف وہ خود بچ گیا، بعد میں اس نے اپنی دستہ فوجوں
 کو جمع کر کے لین ٹان کی رہزن فوجوں پر حملہ کیا، مین روز تک لڑتا رہا، لیکن ناکام ہوا، آخر

وہ ہیاخو کی طرف ہٹا، اس کے جاتے ہی بائگ زسی سی کی فوجوں نے ارد گرد کے مسلمانوں سے انتقام لینا شروع کیا، کیونکہ مایان ٹینگ مسلمان تھا، اور وہاں کے مسلمان اس کے ہم مذہب تھے، اس موقع پر ارد گرد کے مسلمان جو اس کی تلوار کی تذر ہو گئے، اون کی تعداد پانچ ہزار سے زیادہ تھی،

۳۔ حاکم لین ٹان کو مسلمانوں سے امداد کا پہنچا، وہاں کے بڑے بڑے مسلمانوں نے یہ دیکھ کر اس فتنہ کو روکنے کی کوشش کی، انھوں نے اپنے نمائندے حاکم لین ٹان کے پاس بھیجے شروع میں اس نے یہ معذرت کی کہ وہ بائگ زسی سی کی سرکوبی نہیں کر سکتا، کیونکہ شہر میں جو فوج ہے وہ بہت کم ہے، اور سامانِ رسد بھی نہیں ہے، مگر وہاں کے کئی مالدار مسلمانوں نے اپنی جائیداد اور جانور فوج کی مدد کے لئے دیدیئے، اس امید پر کہ مقامی حاکم فائنگ فون چائنگ اس وقت وہاں امن و امان قائم کرے، امین زین (محمد تذر کرامت) نے اکیلے ایک سو گھوڑے اور انسی ہزار ڈالر فوجی انعام کے لئے دیدیئے، مقامی حکام نے مدد کے ملنے پر حکم جاری کیا کہ شہر کے اندر سب کو امان ہے، جو قتل کرے گا اس سے قصاص لیا جائیگا، اور جو غارت کرے گا اس سے سخت سزا دی جائیگی، خیر یہ قصہ بہین ختم ہوتا ہے، اس فتنہ میں دیہات کے مسلمانوں کو بہت نقصان ہوا، ان کی جائیں گئیں، اور گھر تباہ ہو گئے، لیکن شہر کے اندر جو لوگ تھے سوائے مالی نقصان کے ان کی جائیں بہت کم ضائع ہوئیں۔

مگر کیا معلوم تھا کہ اس فتنہ کے بعد ایک اور فتنہ برپا ہونے والا ہے، ابھی تک شہر میں سکون نہیں ہوا تھا کہ جون ۱۹۲۹ء میں رانزوں کا ایک اور قافلہ آ پہنچا، اس میں طبقہ ادنیٰ کے مسلمان بھی تھے، چینی بھی تھے، اور تاتاری بھی، اس وقت مسلم جنرل ما جون این صوبہ نینگ ہیا میں جا چکا تھا، اور اس کو نینگ ہیا کے مارشل کے رتبہ پر ترقی دی گئی تھی، اگر وہ ہوتا تو لین ٹان کے

مسلمان خاک میں نہ مل سکتے،

۴۔ لین ٹان کی تباہی، غرضکہ جب رہنمون کا قافلہ آیا تو وہاں کے مالداروں سے حیرا

روپیہ اور بند و قون کا مطالبہ کیا، مسجد غری کے امام نے ان میں مصاحبت کرانے کی کوشش کی

لیکن ڈاکوؤں نے اس کو نہایت بے رحمی سے مار ڈالا، دو مہینہ کے بعد جبکہ جنرل لیونر ہانگ

لنگ چاؤ کی طرف سے مامور ہو کر ڈاکوؤں کی سرکوبی کے لئے آیا تو اس کے پیچھے ہی ڈاکو

نے بھاگنا شروع کیا، لیکن بھاگنے سے پہلے انھوں نے شہر میں آگ لگا دی، جس کی وجہ سے

تمام مکانات اور عمارات تدر آتش ہو گئے، اور تین ہزار مسلمانوں کی جان کا نقصان ہوا،

اس واقعہ کے بعد تین سال سے زیادہ گزر گئے ہیں، اب اس شہر میں رونق کہاں ہے،

اکثر گھمبیں ویران ہیں، بہت سے لوگ جو بھاگ گئے تھے، اب تک واپس نہیں آئے، اور جو

رہ گئے وہ تباہ حال ہیں، بھوک اور پیاس کے آثار ہر وقت ان کے چہروں پر نمایاں ہیں،

راستہ کے کنارے بھیک مانگنے والے قطار باندھے کھڑے رہتے ہیں، کھیت میں نہ کسان

ہیں، نہ جنگل میں چرواہے، مگر ایک راہزن نے جو بائگ زمی سی کے نام سے پکارا جاتا ہے،

وہاں اپنی استبدادیت قائم کر رکھی ہے،

اب سنا ہے کہ تبتی اور منگولی کمیشن نے جس کا مقصد شمال و مغرب چین کی اصلاح کرنا

اور ترقی دینا ہے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ وہاں ایک مدرسہ کھولیں، مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کو

ایک ہی قسم کی تعلیم دی جائے، اس امید پر کہ ان کے تعلقات اچھے ہو جائیں، اور سیاسی تعصب

ایک دوسرے سے متصادم نہ ہوں، اس مدرسہ کی کامیابی سابق گورنر کانسولین اور تبتی

منگولی کمیشن کے صدر مانو ہانگ کی کوشش پر موقوف ہے، اگر وہ یہ کوشش کریں کہ حکومت

کی امداد سے وہاں تعلیم عامہ پھیلا دیں، اور اس کا خیال رکھیں کہ انسان کی فلاح و بہبودی

سیاسی تھیب پر مبنی نہیں ہے، بلکہ اجتماعی ہم آہنگی پر ہے، تو وہ دن دور نہیں کہ لین ٹان کے مسلمان پھر اپنی اصلی حالت پر آجائیں، اور انکو اپنی پرانی پرسکون اور اطمینان کی زندگی نصیب ہوئے۔

(ج)

ایک سیاسی فتنہ

مسلم گورنر فافانگ ہینگ حراست میں ۱۔ حادثہ لین ٹان کے بعد سب کو خیال تھا، کہ اب وہاں اور کسی قسم کی شورش نہ ہوگی، مگر پورے دو سال بھی ختم نہیں ہوئے کہ وہاں سے ایک اور فتنہ کی خبر آئی، اگرچہ یہ زیادہ دیر تک نہ رہا، مگر اس نے مسلم اور غیر مسلم میں ایک طوفان پیدا کر دیا، بعض لوگوں کا خیال تھا کہ یہ مذہبی نزاع تھی، لیکن مزید تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ مذہبی نزاع نہیں بلکہ سیاسی جھگڑا تھی یہ صرف چند افسران سرکش کی شرارت تھی، جنکو مسلمانوں کا اقتدار دیکھ کر حسد پیدا ہوا تھا۔

حقیقت یہ ہے کہ ۱۹۳۱ء میں ایک ہی وقت میں شمال و مغرب میں تین مسلم گورنر موجود تھے، صوبہ چینگ ہائی (Ching hai) کے گورنر مالین (Ma Lin) صوبہ نینگ ہیا (Ning Hia) کے گورنر فافانگ ہینگ (Ma Hong) اور صوبہ کانسو کے گورنر ما فو ژوئی (Mafoo Jui) حکومت نانکینگ کی طرف سے مقرر کئے گئے تھے، یہ تینوں مسلمان تھے اور تینوں صوبے ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں، غیر مسلمانوں کو یہ خیال ہو سکتا تھا کہ یہ سب ایک ہی مذہب کے آدمی ہیں، ان میں اگر کسی قسم کا خفیہ اتحاد ہو جائے، تو قیاس سے بعید نہ ہوگا،

تقریباً ۱۹۳۱ء کو فافانگ ہینگ چینگ گورنر نینگ ہیا، حسب دستور

اپنے دفتر کو گیا اور دفتر میں بیٹھتے ہی شہر کا دروازہ فوراً کسی خفیہ سازش سے بند ہو گیا، اور مافانگ پینگ حراست میں لے لیا گیا، اس سازش کا سردار لوی چون تیان غیر مسلم تھا، جب یہ خیر سارے ملک میں پھیلی، تو اکثر لوگوں کو یہ خیال ہوا کہ پینگ ہیامین اب مذہبی جنگ دینی مسلمانوں اور غیر مسلم مسیحیوں میں لڑائی ہوگی، لیکن تحقیق کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ لوی چون تیان، مافانگ پینگ سے حسد کرتا تھا، درود صوبہ پینگ ہیما کی گورنری اپنے ہاتھ میں رکھنا چاہتا تھا، اسلئے ایک اور افسر کے ساتھ اس نے مافانگ پینگ کے خلاف سازش کی، لوی چون تیان کا بیان تھا کہ مافانگ پینگ خفیہ طور پر اپنی قوت بڑھانے کی کوشش کر رہا تھا، اس نے اپنے آپ کو اس اثر سے محفوظ رکھنے کیلئے مافانگ پینگ کو حراست میں کر لیا، لیکن مثل ہے کہ کاغذ کے اندر کہیں آگ چھپ سکتی ہے، اس واقعہ کے غائبانہ ۲۵ روز بعد، بعد متقی و منگولی کمیشن کے صدر مافو ہیانگ نے حکومت نانکینگ کے سامنے اصل حقیقت کو پیش کیا، اس نے اس افواہ کی تردید کی، کہ وہاں کے مسلمان اپنی قوت کو بڑھا رہے ہیں، کیونکہ کانسو کا گورنر مافو زوی کان لانگ کا گورنر، مافو نانگ اور پینگ ہائی کا گورنر مالمین (یہ سب نام مسلمان ہیں، جن کے ماتحت کافی فوجی قوت ہے)، اپنی اپنی جگہ خاموش بیٹھے ہوئے تھے، انھوں نے مافانگ پینگ کی مدد نہیں کی، اگر یہ مذہبی سوال ہوتا تو اون کی فوجیں، مافانگ پینگ کی مدد کے لئے ضرور پینگ ہیما کی طرف فوراً بڑھتیں، اور وہاں کے سارے غیر مسلم افسروں کے سر پر دستیں، اس واقعہ کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ لوی چون تیان اور مافو نانگ جو مافانگ پینگ کے دو ماتحت افسران ہیں، پینگ ہیما کی سیاسی قوت پر قبضہ کرنا چاہتے تھے، اسلئے انھوں نے مافانگ پینگ کو شہر کے اندر بند کر دیا، اور اس کو حراست میں رکھا،

۲۔ مافانگ پینگ کی رہائی اور مفسدون کی سزایابی :- جب کہ یہ

حقیقت حکومت نانکینگ کے سامنے کھولی گئی، تو جمہوریت چین کے صدر چیانگ کانگائی

شیک (Chiang Kai Shek) نے فوراً لوی چون تیان اور ماونگو کو
تارویا کہ مافانگ چینگ کو رہا کرین، اسکو اپنے عہدہ پر برقرار رہنے دین، اس کے علاوہ ایک اور
تار شمال مغرب چین کے ہائی کمشنر کو دیا کہ دونوں فتنہ انگیز افسروں یعنی لوی چون تیان اور
ماونگو کو مارتو دیا جائے، اور حسب قانون انکو سزا دی جائے، اس کے بعد ایک سال سے وہاں
سکون ہو گیا ہے،

حقیقت یہ ہے کہ شمال و مغرب چین کا معاملہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس کے حل کرنے کیلئے
کچھ غور و فکر کی ضرورت ہے، شمال و مغرب چین کی بد امنی سے سارے چین میں بد امنی
ہونے کا اندیشہ ہے، اس سرزمین میں چین کی بیرونی قوتوں سے کشمکش ہو سکتی ہے، و
اس سرزمین میں طویل اندرونی تنازع کا بھی امکان ہے، مذکورہ بالا واقعات اگرچہ سیاست
سے متعلق ہیں، لیکن ان سے مذہبی مناقشات بھی پیدا ہو سکتے ہیں، خدا نہ کرے کہ
چین کو بھی وہ دن دیکھنا پڑے جو ہندوستان کو دیکھنا نصیب ہوا ہے، یعنی مسلم و غیر مسلم
میں فساد و نا اتفاقی،

پندرہواں باب

عام بیداری

اتنمزل کا احساس اور اصلاح کی کوشش

اس میں شک نہیں کہ چینی مسلمانوں میں بہت سی کمزوریاں موجود ہیں، ان میں دین کا چرچا کم ہے، ان میں مذہبی جوش نہیں ہے، اور دینی تعلیم کا انتظام بالکل ہی قابل اطمینان نہیں ہے، سماجی حالات میں اگرچہ بعض لحاظ سے وہ غیر مسلمانوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں، لیکن مجموعی حیثیت سے وہ ان سے کہیں پیچھے ہیں، مسلمان سودا گردن کے ہاتھوں میں صرف چھوٹی اور معمولی تجارتیں ہیں، سوشل اصلاحات میں بہت کم دلچسپی لیتے ہیں، شمال و مغرب چین کے مسلمان جہالت اور جمود میں ڈوبے ہوئے ہیں، وسط چین میں جن مسلمانوں کو جدید تعلیم نصیب ہوئی ہے، انہوں نے دینی تعلیم کو بالکل نظر انداز کر دیا ہے، وہ اپنے آپ کو اسلئے مسلمان کہتے ہیں کہ وہ مسلمانوں کے گھر میں پیدا ہوئے ہیں، ان کو دینی امور سے زیادہ واسطہ نہیں، خصوصاً ایسے وقت میں جبکہ چین میں سیاسی اضطراب اور معاشی بے چینی ہے ان کے ماحول ایسے ہیں کہ انکو سلام کی طرف توجہ کرنے کی ہمت نہیں ملتی یا یوں کہئے کسی نے انکو سلام کی حقیقت نہیں بتائی،

یہ سب کچھ ہے لیکن چین کے سیاسی مدوجزر کے ساتھ مسلمانان چین بھی خاموش

نہیں رہ سکتے؛ زمانے کا تقاضا ہے کہ وہ انجمن اور اپنی حالت درست کریں، اگر وہ خود نہ انجمن گے تو کون ہے، جو ان کے لئے کام کرے؟ چنانچہ وہ خوب محسوس کرتے ہیں کہ جس طرح چین کی آزادی عوام کی جدوجہد سے ہے، اسی طرح چینی مسلمانوں کی بقا بھی مسلمانوں ہی کی کوشش سے ہے۔ بترل کے احساس نے ان کو اس پر آمادہ کر دیا ہے کہ اصلاحی کاموں میں جدوجہد کریں، ان کی اصلاح کے دو پہلو ہیں، ایک دینی اور دوسرا اجتماعی، اس سلسلہ میں انجمنوں نے بہت سے مدارس قائم کئے ہیں، اور بہت سی انجمنیں بنائی ہیں، جن کے مقاصد اپنی حالت کی اصلاح کرنا ہے۔ مدارس جو جاری کئے گئے ہیں، ان میں زمانہ حاضر کے مطابق اسکی کوشش کی گئی ہے کہ مخلوط تعلیم کے ساتھ مخلوط کلاس بھی ہو، مخلوط تعلیم سے مطلب دینی اور دنیاوی تعلیم کا ساتھ ساتھ مروج کرنا ہی، اور مخلوط کلاس سے مراد یہ ہے کہ بچوں اور بچوں کو ایک ساتھ تعلیم دی جائے، لڑکوں اور لڑکیوں کے مشترکہ مدارس کا رواج چین میں عام ہے، لیکن مسلمانوں کی توجہ اب صرف ابتدائی تعلیم پر ہی اس لئے، ان کے جو مشترکہ مدارس ہوتے ہیں، صرف چھوٹے بچوں اور بچوں کے لئے ہیں، دنیاوی اعلیٰ تعلیم کے لئے مسلمان لڑکیاں کالج میں شریک ہوتی ہیں، لیکن دینی تعلیم کے لئے ان کے واسطے زمانہ درمہم ہے، جن کے انتظامات اکثر معلمات کے ہاتھوں میں ہیں،

انجمنوں کا کام اجتماعی اصلاح ہے، ان کے حدود بہت وسیع اور ان کا دائرہ زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی ہے، بعض انجمنوں کا فنڈ زیادہ ہے جس کی وجہ سے وہ زیادہ کام کر سکتی ہیں اور بعض کا سرمایہ کم ہے جس کی وجہ سے ان کی کوشش محدود ہے، انجمنیں مختلف نام سے موسوم کیجاتی ہیں، لیکن ان کے مقاصد اگر مجموعی حیثیت سے دیکھے جائیں تو یہ ہیں:-

۱۔ اسلام کی اشاعت کرنا، (۲) قومی حکومت کی حمایت کرنا، (۳) معاشی حالات کی

اصلاح کرنا،

اسلام کی اشاعت کے لئے مختلف انجمنوں نے مختلف مدرسے قائم کئے ہیں جنہیں مسلم اور غیر مسلم کو یکساں تعلیم دیا جاتی ہے، اور مختلف رسالے اور اخبار نکالے جاتے ہیں، جن کا ذکر تصانیف کے سلسلہ میں ہو چکا ہے، قومی حکومت کا ساتھ دینے میں مسلمانوں نے حکومت نائیکنگ کے محکمہ تعلیم کا مقرر کردہ نصاب اپنے اسکولوں میں جاری کر دیا ہے، جس کا اہم جز، "اصول شلٹہ"، دستور حکومت، "ماور" شہریت" ہے۔

جہاں تک سیاسی تعلق ہے، مسلمانوں کا ہر قدم کو نائیکنگ کے اصول پر پڑتا ہے، ان کے جتنے فوجی افسر ہیں سب کے سب حکومت نائیکنگ کے حامی اور معاون ہیں، معاشی معاملات میں ایک طرف وہ اپنی حالت کی اصلاح کرتے ہیں اور دوسری طرف غیر مسلمانوں کا ساتھ دیتے ہیں،

۲۔ مسلمانان چین کی انجمنوں کا ایک معمولی نمونہ

قارئین کرام! آپ سنتے ہیں کہ چینی مسلمانوں نے بہت سی انجمنیں قائم کی ہیں، اس خبر کے ساتھ ساتھ آپ ان انجمنوں کی روح اور حقیقت بھی معلوم کرنا چاہتے ہوں گے، تعلیمی اہمیت کے ضمن میں جدید مدرسہ کا نمونہ میں نے پکن کے دارالعلمین چینگ دا کو پیش کیا تھا، جس کی روشنی میں آپ کو جدید مدرسہ کے متعلق کچھ اندازہ ہوا ہوگا، لیکن انجمنوں کی روح اور حقیقت سے واقف ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان کی تنظیم اور پروگرام پر نظر ڈالی جائے، اس سلسلہ میں میں شنگھائی، پکن، "ہانکاو"، اور دیگر مشہور مقامات کا ذکر چھوڑتا ہوں کیونکہ ان بڑے مقامات کی اسلامی انجمنوں کے حالات میں قارئین کو وہ اصلی روح نظر نہ آئیگی، جو ان انجمنوں میں ہر جو گنہگار گوشوں میں مستور ہیں، کیونکہ یہ سب مقامات ہزبات میں اندرونی چین سے بڑھے ہوئے ہیں

ان میں اور اندرونی چین میں زمین و آسمان کا فرق ہے، ان کے مقابلہ میں اندرونی چین اور دو
افتادہ گوشے بالکل بیچ ہیں، ان کی بہترین حالت دیکھ کر ہرگز قارئین کو یہ نظر نہ آئے گا کہ اندرونی چین
کے مسلمان کہاں تک بیدار ہو رہے ہیں، اس لئے ایک اچھے نمونہ کے بجائے ایک معمولی نمونہ
پیش کرتا ہوں،

مجھے یقین ہے کہ کسی نے چینک ہائی کا نام اس سے قبل نہیں سنا ہوگا، اور کسی کو یہ خبر نہ
ہوئی ہوگی، کہ آیا یہ شہر کا نام ہے، یا ضلع کا یا صوبہ کا!

یہ ایک صوبہ ہے جو مغربی شمالی چین میں واقع ہے جس کے جنوب میں ہسی کاٹنگ مغرب
میں تبت اور چینی ترکستان، شمال میں کانسو اور مشرق میں سی چوان ہے، یہاں بہت سے
مسلمان بستے ہیں، چند سال ہوئے انھوں نے ایک انجمن ترقی کے نام سے قائم کی جو
تیسری سالگرہ کے موقع پر انھوں نے مندرجہ ذیل بیان شائع کیا ہے،

..... ہم مسلمانان چین ار حمان و رحیم کے خالص بندے اور توحید پر ایمان
رکھتے ہیں، جو قرآن شریف پر عمل کرتے ہیں، اور اسلام کے سچے فرزند ہیں، جن کے
آبا و اجداد اب سے تیرہ سو سال سے قبل چین میں آئے، اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ انکے
پہلے سفیر تھے، احمد ٹانگ میں انھوں نے آکر اسلام کی روشنی قلب چین میں پھیلائی، اور بعد میں
عرب کے مبلغین کثرت سے آ پہنچے، اور اسلام کا چراغ روشن کرتے رہے، اس وقت چین اور
عربستان کے درمیان ایسے تعلقات پیدا ہو گئے تھے کہ چین کے سفیر اکثر عرب تاجروں کیساتھ
بلاد عرب جایا کرتے اور ان کی زیارت کرتے تھے، آمد و رفت کا سلسلہ ان میں کبھی منقطع نہیں
ہوا، احمد ٹانگ سے لیکر عہد سونگ تک اور عہد سونگ سے لیکر عہد یوان اور مینگ تک یہی
نامور مسلمان چین میں پیدا ہوئے جو برابر اسلام کو اس ملک میں پھیلاتے رہے،

..... ہزاروں سال سے مسلمان چینیوں کے ساتھ رشتے بہتے چلے آ رہے تھے وہ ان کے رنج و غم میں شریک ہوتے تھے ایک دوسرے کو اپنا سہارا بنالیتے تھے آپس میں ایک دوسرے کے معاون اور مددگار ہوتے تھے، اور ایک دوسرے کے حقوق کا احترام کرتے تھے، یہی وجہ تھی کہ ان زمانوں میں چین میں مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کے تعلقات بہت اچھے تھے، دونوں کی مصالحتانہ روش کے ساتھ چین بھی ترقی پر تھا، تہذیب اور تمدن چہ چہ میں پھیلا ہوا تھا، اور ہر جگہ اس کا چرچا تھا، لیکن عہدِ تنگ میں کسی خاص وجہ سے ان میں مناقشات پیدا ہو گئے اور ایک کو دوسرے کا کاٹنا نہ رہا، اس تغیر کے ساتھ چین کی سیاست میں مسلمان محکوم قوم سمجھے گئے، حکام کے دباؤ سے مسلمانوں کی قوت کمزور ہونے لگی، اور ان کے ذہن میں بھی انحطاط ہونے لگا، اس کے بعد سے نہ چین کی سیاست اچھی رہی اور نہ مسلمانوں کا حال درست رہا، اس انحطاط کی وجہ کیا ہے؟ اکثر لوگ اس سے بے خبر ہیں، عہدِ تنگ کے آخر میں مسلمانوں کیلئے جاہل احمق وغیرہ کے القاب تجویز کئے گئے، عام لوگ مسلمانوں کو نہایت حقارت سے دیکھتے تھے، اور انکو اپنے برابر نہیں سمجھتے تھے، حقیقت یہ ہے کہ پانچو حکام عرصہ سے مسلمانوں کو دبا رہے، ان کے عہد میں نہ صرف ان کی آزادی چھین لی گئی، بلکہ ہر حیثیت سے انکو تباہ کرنے کی کوشش کی گئی، ان کو ایسا زہر دیا گیا کہ وہ اپنی قومیت کو فراموش کر دیں، انکی مکتوڑ دی گئی، اور دماغ مسموم کیا گیا، ان میں ایسے لوگ بہت کم رہ گئے جن کو اپنی بقا کا احساس رہا ہوانکے اسلام کی عزت خاک میں ملا دی گئی، اور وہ خود نظام پانچو کے غلام بن گئے، ان کی زندگی بالکل ایسی ہو گئی کہ سولے روٹنے کے اور کچھ باقی نہ رہا، آخر خدا کی شان دیکھیے کہ حکومت پانچو فنا ہو گئی اور جمہوریت کا دور شروع ہو گیا جس کی بنا پر چین کی اقوام خمسہ ایک دوسرے کی برابر سمجھی گئیں، اور حکومت کے نزدیک وہ سب ایک نگاہ سے دیکھی جانے لگیں، یہاں تک

خدائی نعمت ہے، جو قدرت کی طرف سے ہم کو دی گئی ہے، اس کی وجہ سے نہ صرف چینگ ٹائی
 کے مسلمانوں کو یہ موقع ملا کہ سر اٹھا کر روشن آفتاب کی طرف دیکھ سکیں، بلکہ تمام ملک کے
 مسلمانوں کی روح جو دی ہوئی تھی، پھر حرکت کرنے لگی، جمہوریت کی صدا ڈاکٹر سنیات سین کے
 منہ سے نکلی، ووچانگ (WUCHANG) میں گونجی اور مسلمانوں نے بھی اس صدا
 پر لبیک کہا، جمہوریت قائم ہو جانے کے بعد اب میں ۲ سال ہو گئے ہیں، اس اثنا میں بہت
 سی اندرونی شور شرابیں اٹھیں، معیشت میں بے چینی اور سیاست میں اضطرابات پیدا ہوئے، ان
 ہنگاموں میں مسلمانوں کی کیا حیثیت رہی، یہ ایک دوسرا سوال ہے، یہاں اس کے ذکر
 کرنے کی ضرورت نہیں، لیکن اگر موجودہ مسلمانوں کی تعلیم پر نظر ڈالے تو معلوم ہو جائیگا کہ وہ
 بالکل ایسی ہی ہے، جیسے پہلے تھی، اس میں کسی قسم کا فرق نظر نہیں آیا، مسلمان کی تعلیمی حالت
 جب تک یہی رہے گی، اس وقت تک ہم نہیں سمجھتے ہیں کہ انکو میدان زندگی میں کوئی شمع ہوتی
 بھی مل سکے، بغیر تعلیم و تربیت کے یہ امید رکھنا کہ فرزند ان توحید اٹھ کر اسلام کے لئے کچھ کام
 کریں، ناممکن ہے، ایک طرف تو مسلمانوں کی بصیرت اندھی، اور دوسری طرف ذہنی جمود،
 اور ان کے ساتھ معاشی مشکلات، آخر وہ کس طرح زندہ رہ سکیں گے، ان کی ترقی و ترقی کی مصیبت
 کی تیز دھوپ نے خشک کر دی ہے، اور ان کی رونق اور جوان مردی حوادث زمانہ نے فنا
 کر ڈالی ہے، ان کے جسم میں صرف استخوان اور پوست رہ گیا ہے، صورت حال نہایت تشویشناک
 اور قابل رحم ہے، کوئی رحم دل ان کی یہ حالت دیکھ کر اگر ہمدردی نہ کرے، ان پر چار آنسو
 نہ بہائے، اور ان کے لئے علاج کی تدبیر نہ کرے تو یہ سمجھ لیجئے کہ ان کی موت ان کے سامنے
 ہے.....

۳۔ حیات و بقا کے لئے ایک نئی راہ کی تلاش

..... مسلمانوں کی حیات و بقا کے لئے ایک نئی راہ تلاش کرنا، شہری حقوق کا عام رواج دینا، اصولِ ثلاثہ پر اعتقاد رکھنا، اور اس پر عمل کرنا، تاکہ مساوات اور اخوت کا ثمرہ ملے..... یہ سب تعلیم یافتہ روشن خیال اور مصلحوں کی آواز پر بھروسہ کرنے سے حاصل نہ ہوگا تاوقتیکہ جمہور اسلام ان کا ساتھ نہ دیں، اور ان کی صدا پر لبیک نہ کہیں، اس انجمن نے جو تین سال سے قائم ہے، اس ضرورت کو محسوس کر کے کہ سوسائٹی کی فلاح و بہبود کا، عوام کی متحدہ قوت اور متفقہ عمل پر دار و مدار ہے، عوام کی آواز کا جواب دیتے ہوئے، زمانہ کے انقلابات کا ساتھ دیتے ہوئے، ملک و دین کی حالت مد نظر رکھتے ہوئے، اور قوم و ملت کے مستقبل کا لحاظ کرتے ہوئے، اس مسئلہ پر غور کیا ہے کہ مسلمانوں کو مسلمان ہونے اور نیز چینی قوم کا ایک جز ہونے کی حیثیت سے کیا کرنا چاہئے؟ اس سلسلہ میں ہم نے ایک پروگرام بنایا ہے، جس پر ہم عمل کر رہے ہیں، ہم اپنے خوابیدہ بھائیوں کو جگانے کی کوشش کر رہے ہیں، بخیر و امن کے دریا میں لہر پیدا کرنے کی کوشش اور جہالت و حماقت دور کرنے کی تدبیر کر رہے ہیں، یقین ہے کہ ہماری محنت رائیگانہ نہ جائیگی اور ہماری کوشش ضرور اچھا پھل لائیگی، ہمارے کام چار شعبوں میں منقسم ہیں،

۱۔ انجمن کے لئے فنڈ جمع کرنا، (۲) تعلیم عمومی کا پھیلانا، (۳) اسلام کی اشاعت کرنا،

(۴) حکومت کی حمایت کرنا،

فنڈ جمع کرنے کے لئے مقامی لوگوں سے چندہ وصول کرنے کے علاوہ ۱۹۳۱ء میں اس

انجمن نے اپنے خاص نمائندہ کو دارالسلطنت میں بھیجا، اور حکومت سے مدد کی درخواست کی،

حکومت نے وعدہ بھی کیا تاوان بالکسبر (BOXER INDEMNITY) میں سے

ایک مقرر رقم دی جائے تاکہ چینک ہائی کے مسلمانوں کے تعلیمی کاموں میں صرف ہو، موجودہ زمانہ میں تعلیم عمومی کی سخت ضرورت ہے، کیونکہ یہی تہذیب و شائستگی کی بنیاد ہے آج کل مہذب دہی لوگ کہلاتے ہیں جو پڑھے لکھے ہوں اور وحشی ان لوگوں کو کہتے ہیں جو ان پڑھ ہوں، قوموں کی ترقی یا پستی کا اندازہ تعلیم کی زیادتی اور کمی سے ہوتا ہے، چینی قوم کی تعلیم کم اور ان کے معلومات محدود ہیں، اسلئے وہ یورپی قوموں کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتی، اور باشندگان چینک ہائی تعلیمی لحاظ سے جنوبی اور مشرقی صوبوں کے مقابلہ میں کہیں پیچھے ہیں، یہی وجہ ہے کہ یہاں کے لوگ اور صوبوں کے مقابلہ میں زیادہ پست اور جاہل ہیں،

ان تمام مسائل کا حل جو اجتماعی زندگی سے متعلق ہیں، اس وقت تک ناممکن ہے، جب تک کہ تعلیم عام نہ ہو، تعلیم عمومی صرف ابتدائی تعلیم پر منحصر نہیں ہے، بلکہ ثانوی اور فنی تعلیم بھی اس میں شامل ہے، اس واسطے جس وقت یہ انجن ٹائم ہوئی، تو اس کے کارکنان نے تین سال تک ایک تعلیمی سکیم بنائی، تاکہ چینک ہائی کے عوام کو خاص کر مسلمانوں کو اتنے معلومات بہم پہنچائے جائیں کہ وہ اخبار اور رسالے پڑھ سکیں، خطوط لکھ سکیں، حساب رکھ سکیں، قلم سے اپنے مافی الضمیر ادا کر سکیں، اور اصول تلمذ کو سمجھ سکیں، ان کے علاوہ شہری حقوق، اور شہریت، قومیت کا مفہوم، سلف گورنمنٹ حکومت بلدیہ کے تنظیم و نسق سے بھی واقف ہو جائیں، ان باتوں کے بغیر نہ وہ اپنے فائدہ کو پہچانیں گے اور نہ انکو اپنے نقصان کی خبر ہوگی، اپنے فائدہ سے ناواقف ہونا گویا اپنے شہری حقوق کو چھوڑ دینا ہے، اور نقصان سے بے خبر رہنا گویا کہ اپنی شہری ذمہ داری سے بے توجہ رہنا ہو، ان کا اثر حکومت کے انتظامات اور امن عامہ پر پڑتا ہے، اور وہ ترقی کی راہ میں رکاوٹ بن جاتی ہیں،

۴۔ تعلیم کے ساتھ اسلام کی اشاعت

..... ان باتوں کو محسوس کرتے ہوئے، انجمن ہدایت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ پہلے تعلیمی حالات کی تحقیق کی جائے اور یہ معلوم کیا جائے کہ کتنے بچے اور پیمان تعلیم سے محروم ہیں اس قسم کے جو بچے یا پیمان پائی جائیں، جبراً اسکول میں داخل کر دی جائیں، اور جو بچے روزگار میں، ان کی مدد کی جائے، اور بالغوں کے لئے بھی کچھ انتظام کیا جائے، مختلف مقامات میں مختلف تعلیمی ادارے قائم کئے جائیں، جس بستی میں دوسو آدمی ہے، ایک ابتدائی اسکول کھولا جائے، آٹھ ابتدائی اسکولوں کے حدود میں ایک ثانوی یا فنی مدرسہ قائم کیا جائے، تاکہ اس طریقہ سے تمام جاہلون کو ذمہ دار شہری بنادیا جائے اور تمام مسلمانوں کو پڑھنا لکھنا سکھا دیا جائے،

لیکن صرف تعلیمی حالت کی اصلاح کرنے سے مسلمان بچے نیک مسلمان نہیں ہو سکتے، اس لئے تبلیغ اور دعوت کی بھی ضرورت ہے، بغیر اس کے بری رسم و رواج، شرک و بدعت دور نہیں ہو سکتی اور بغیر اس کے اسلام کی حقیقت کھل نہیں سکتی، اور قرآن شریف کی تعلیم عام نہیں ہو سکتی، جس کی وجہ سے مسلمانوں کا ایمان اور عقیدہ کمزور ہو جائیگا، وہ اپنے مذہب سے بے پروا رہیں گے، اور آخر سوائے گمراہ ہونے کے انکو اور کوئی مغز نہ ہوگا، ان کو گمراہی سے بچانے کے لئے، بدعت سے نکلانے کیلئے اور ظلمت سے نجات دلانے کے لئے، ہمیں یہ کرنا چاہئے، کہ انکو بتا دیں کہ صرف وحدہ لا شریک لہ کی عبادت کریں جو رحمان و رحیم ہے، جو سب کا مالک اور خالق ہے، انکو اخوت اور امن کی راہ پر لگا دیں، انکو نزاع اور بد چلنی سے روک دیں، عمل صالح کا حوصلہ دلا دیں، انہیں کادرس سکھا دیں، غرض کہ ان کو یہ بتا دیں کہ مسلم کا حقیقی مفہوم کیا ہے؟ اور اس کا فرض کیا ہے؟ ہمارا دین اسلام ہے، لیکن اسکی حقیقت سے کتنے لوگ واقف نہیں، اس کی حقیقت سے ناواقف

ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کسی نے انکو نہیں بتایا اور نہ کسی نے انکو دعوت دی، اس واسطے ہماری
 انجمن میں دعوت و تبلیغ کا ایک شعبہ سخت ضروری ہے، تاکہ تعلیم کے ساتھ اسلام کی اشاعت بھی ہو،
 مگر تبلیغ اسلام کے ساتھ ہمیں اپنے وطن کو بھی نہ بھولنا چاہئے، کیونکہ وطن کی خدمت ایمان سے
 ہے، اس کے لئے اس وقت ہم جو کچھ کریں گے، حکومت نانکینگ کی ہدایت پر عمل کوین گئے
 ہمارا ملک آگ اور سیلاب کے درمیان میں ہے، ظالم جاپان نے منچوریا کو پامال کر رکھا ہے،
 مدافعت کے لئے ہمارے ہر وقت بیمار رہنا چاہئے، خصوصاً ایسے وقت میں جبکہ سارے ملک کے نوجوان
 والتیر ہو کر شمال و مشرق چین کو جاپان کے مقابلہ کے لئے جا رہے ہیں، ملک کی سلامتی ہماری
 سلامتی ہے، اور حکومت کی ذلت ہماری ذلت ہی، جاپان تمام چین کو فتح کرنے کی کوشش کر رہا ہے،
 اور باشندگان چین کو اپنا غلام بنانا چاہتا ہے، ایسی حالت میں کیا ہم یہاں بیٹھ رہیں گے، اور
 حکومت کا ساتھ نہ دیں گے؟ اگر مسلم نوجوانوں کی ہمت صرف اتنی ہی ہے، تو ہمارے ڈوب کر مر جانا
 چاہئے، اور ان کے بعد ہرگز کبھی اپنا منہ کسی کو نہ دکھانا چاہئے.....“

یہ ہے جمعیت مسلمانان چین کا ایک معمولی نمونہ جس کے بیان میں اسلامی روح اور مذہبی جذبہ
 نمایاں ہے، وہ دینی جوش اور حریت اسلام جو چینک بائی کے مسلمانوں کی زبان سے نکلتی ہے،
 ان کی بیداری کا پیام اور نشان ہے، ایسا جوش اور جذبہ صرف یہاں کے مسلمانوں میں پایا
 جاتا ہے، بلکہ اکثر فرزند ان توحید کے سینوں میں موجزن ہے،

۵۔ بعض مشہور انجمنیں،

مسلمانان چین کی سب سے مشہور انجمن ”انجمن اتحاد و ترقی“ ہے، جس کو چینی زبان میں،
 ”ہوی چو چو چینگ وی کہتے ہیں، اس کے دو مرکز ہیں، ایک پکن میں دوسرا یون نان میں

اس کو چینی مسلمانوں کی خلافت کمیٹی سمجھ لینا چاہئے جس کی شاخیں ہر شہر اور قصبہ میں پائی جاتی ہیں، یہ
 بیس سال سے قائم ہے، اور ڈاکٹر سنیاٹ سین کے اصول اور جوہوریت چین کی حمایت کیلئے قائم
 کی گئی ہے، سیاست میں اس انجمن کا کافی حصہ ہے، ”مسلم پبلک انجمن“ جمعیت المسلمین، اور ”انجمن
 اخوة اسلام“ وغیرہ انجمن مذکور کی چھوٹی بہنیں ہیں، جن کا مقصد ہم اوپر بیان کر چکے ہیں،
 شہر تیان سن میں اور بیک مسلم انجمن ہے، جو انجمن اتحاد کے نام سے موسوم ہے، اسکی
 ایک دو خصوصیتیں یہ ہیں کہ جو بے روزگار ہیں انکو کام دلواتی ہے، اور جو غریب اور غیر شادی شدہ
 ہیں ان کے گھر آباد کراتی ہے، اور جو غریب مر گئے ہیں جن کا کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، انکی تکفین
 و تدفین کا انتظام کرتی ہے، اس کی مثال دیکھ کر دیگر مقامات میں بھی اس قسم کی انجمنیں قائم کیا رہی ہیں
 جو آئندہ چل کر یقیناً مسلمانوں کے لئے مفید ثابت ہونگی،

۱۹۳۲ء کے آخر میں ایک انجمن دفاعی قائم ہوئی، صدر مقام سین قرار پایا، اصل یہ ہے کہ
 شنگھائی کے ایک رسالہ میں ایک مضمون شائع کیا گیا تھا، اس عنوان کے ماتحت کہ مسلمان
 سور کا گوشت کیون نہیں کھاتے اس میں بہت سے توہین آمیز اور مسلم آزار الفاظ استعمال
 کئے گئے تھے، جنکو مسلمان کسی طرح سے بھی برداشت نہیں کر سکے، اسی وجہ سے وہاں مسلمانوں
 اور غیر مسلمانوں میں ایک بڑا ہنگامہ ہوا، اس انجمن کی ہدایت کے مطابق پانچ نمایندگان حکومت
 نانکنگ کے پاس بھیجے گئے، اور حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ مضمون نگار کو سخت سزا دلوائی
 جائے، اڈیٹر کو جو وزارت ریلوے کے عہدے پر مامور تھا اپنے منصب سے ہٹا دیا جائے، اور نہ
 صرف رسالہ چین یہ مسلم آزار مضمون درج کیا گیا تھا بلکہ اس پریس کو ہمیشہ کے لئے بند کر دیا جائے
 احمد مسلمانوں کے جو متفقہ مطالبات تھے، تھوڑی سی ترمیم کے بعد منظور ہو گئے اور وزیر
 ریلوے کو بجائے اس کے کہ اسکو اپنے عہدہ سے ہٹا دیا جاتا، تحریری صورت میں جمہور مسلم سے عام

مسافری مانگنے کا حکم دیا گیا، اس فتح کے بعد مسلمانوں کو دین کی طرف اور زیادہ توجہ ہوئی، حتیٰ کہ غیر مسلمانوں کی تحریروں میں اگر ذرا سے توہین آمیز لفظ کا انکو پتہ لگ جائے، تو وہ ان کو چھوڑنے والے نہیں ہیں، مثلاً ڈراما کے سلسلہ میں جب بعض لوگ ایسے قصے لکھ کر ڈرامے کرتے ہیں، جو چینی ترکستان کے معاشی حالات یا جنگی حالات سے متعلق ہوں، تو وہ فوراً حکومت کی مدد سے اس قسم کے کھیل بند کرتے ہیں،

اب اس خبر نے کہ جاپان بھی اسلام کا دلدادہ ہو رہا ہے، حکومت چین پر بہت کافی اثر ڈالا ہے، حکومت چین جاپان کی اسلامی تحریک کو خالص سیاسی تحریک سمجھتی ہے، کیونکہ اس تحریک میں جو کام کرنے والے ہیں، یا تو روسی مہاجرین ہیں، جیسے قربان علی وغیرہ یا ترکستان کے اہل فکر ہیں، جیسے عبدالرشید ابراہیم اور علامہ عیاض اسحاقی بک، ان لوگوں کا مقصد جاپان کی مدد سے روسی اثرات کو روکنا ہے، اور جاپان کے اہل اقتدار ان سے فائدہ اٹھا کر چینی مسلمانوں کو جو اس وقت جاپان کے سخت مخالفت میں، ملاسنے کی کوشش کر رہے ہیں، انہیں اپنا کو مغلوب کرنے میں ان کو زیادہ آسانی ہو، اس کے بعد ترکستان کے اہل حل و عقد کی وہ مینڈ پورا کرنے کی کوشش کریں گے جن کے واسطے وہ بالفعل جاپان میں ٹھہرے ہوئے ہیں، اور پوری مستعدی کے ساتھ جاپان کے ناطق بنے ہیں، اس شور و غل سے حکومت چین کو بھی اندیشہ ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ چین کے تمام مسلمان اسلام کا نام سن کر جاپان کے ہم نوا ہو جائیں، یہی وجہ کہ حال میں حکومت چین نے بہت سے ممتاز مسلمانوں سے استفسار کیا ہے، اور جاپان کی اسلامی تحریک کے مقابلہ میں ایک جوابی تحریک جاری کی ہے، اس تحریک کا صدر نامور مسلم مالانگ کو بنایا ہے، جس کے ماتحت ایک نئی انجمن قائم ہوئی ہے، جو مسلم لیگ کے نام سے موسوم ہے، اس کی شاخیں جیسا کہ اخبارات سے پتہ چلتا ہے، نہایت زور و شور کے ساتھ

تائم کیا رہی ہیں، اور اس کے ساتھ ہی ساتھ نعمت اللہ مایہ ننگ ٹوجو جاموہ استنبول سے اب چین واپس آیا ہے، مسلم مشن کا صدر مقرر کیا گیا ہے، اور اسکو اسپیشل گاڑی سے ملک کے تمام مسلم علاقوں میں دورہ کرایا جارہا ہے، جہاں کہیں وہ پہنچتا ہے، اس کی تقریر اسی پر ہوتی ہے کہ حکومت نامیننگ کی حمایت کرنا مسلمانوں کا فرض ہے،

”مسلم لیگ اور مسلم مشن گو مذہبی انجمنیں نہیں ہیں لیکن ان سے مسلمانوں میں نہ صرف کافی سیاسی بیداری پیدا ہو سکتی ہے، بلکہ دینی بھی، ایک تو اس وجہ سے کہ اس وقت بعض غیر مسلم سالانہ میں مسلمان اور اسلام کے متعلق ایسے مضامین نکل آتے ہیں جن سے مسلمانوں کو بہت تقویت ہوتی ہے، اور دوسری اس وجہ سے کہ حکومت کے شور پکار نے سچے مسلمانوں کو بیکار بیٹھنے کا موقع نہیں دیا ہے، اور وہ یہ جدوجہد کر رہے ہیں کہ زمانے کیساتھ حتی الامکان چلنا چاہئے، اس سلسلہ میں بعض مسلم غیور جو سیاسی زندگی پسند نہیں کرتے، موجودہ چین کے کسی ایک سوشل مسئلہ پر سامعین کے سامنے اسلامی نقطہ نظر سے بحث کرتے ہیں، اور اس پر زور دیتے ہیں کہ چین کے اخلاقی امور اس وقت تک دور نہیں ہو سکتے جب تک چند سادے اسلامی اصول کو تعلیم اخلاق کی بنیاد نہ قرار دیا جائے،

اسلام کی عام اشاعت کیلئے حاجی ہلال الدین کے ماتحت جو ایک بڑے چینی عالم ہیں اور عرصہ تک ازہر میں رہ چکے ہیں، بتعام سنگھائی ایک خالص تبلیغی انجمن حال میں قائم کی گئی ہے، جو انجمن اشاعت ادبیات اسلام کے نام سے موسوم ہے، وہ مناسب کتابوں کی اشاعت کے علاوہ نہ صرف مختلف مذاہب لوگوں سے تبادلہ خیال کرتے ہیں بلکہ گذشتہ سال (۱۹۳۳ء) کے اگست میں اسلام پر تقریروں کا سلسلہ راپور کے ذریعہ سے مسلسل ایک مہینہ تک جاری رکھا جنہیں چین کے عام و خاص کو اسلامی خوبیوں کی طرف توجہ دلانی اور ہر شخص کو یہ اجازت دینی ہو

کہ اگر وہ اسلام کے متعلق کچھ دریافت کرنا چاہے تو وہ مسجد ہندی، فرانسیسی بستی میں آکر دریافت کر سکتا ہے،

چینی مسلمانوں کا یہ احساس اور ان کی تحریکوں کی رفتار کو دیکھ کر ہمارا یہ کہنا بالکل مبالغہ نہیں ہے، کہ ان میں عام بیداری پیدا ہو رہی ہے، اور وہ میدان عمل میں اتر کر زندگی کے ہر شعبہ میں نہایت سرگرمی کے ساتھ کام کر رہے ہیں، گو کہ کاموں کی نوعیت مختلف ہے، مگر فائدہ مسلمانوں کو یکساں پہنچتا ہے،

ان انجمنوں کی فہرست جو مختلف ذریعے سے مختلف شعبوں میں کام کر رہی ہیں، حسب ذیل ہے،

شمار	اسماء انجمن	مقام	تفصیلات
۱	مسلم پبلک انجمن	پکین	معاشی اور سیاسی تحریکوں میں حصہ لینے کی غرض سے
۲	انجمن اتحاد و ترقی	"	مذہبی، اجتماعی اور سیاسی اصلاح کیلئے
۳	مسلم پبلک انجمن	ہاکان (ہاپہ)	مذہبی اجتماعی اور معاشی اصلاح
۴	"	شیان (شائینگ)	" " " " " "
۵	انجمن اتحاد اسلامی	دلے نینگ (آن جوی)	معاشی اور مذہبی اصلاح
۶	مسلم پبلک انجمن	لوخو (کیانگ سو)	" " " "
۷	انجمن اخوان المسلمین	ٹائی یوان (شانسی)	تبلیغ اسلام، اشاعت تعلیم اور مسلم اتحاد
۸	جمعیت المسلمین	چواینگ (شائینگ)	تعلیم کی اشاعت
۹	انجمن معین المسلمین	یانگ چاو	فقر اور غربت کی امداد

شمار	اسماء انجمن	مقام	تفصیل
۱۰	انجمن اتحاد	تیان ٹسن	اجتماعی اصلاح اور غبار کی ابدولہ
۱۱	انجمن اخوان المسلمین	پیکن	اسلام اور علوم اسلامی کی اشاعت
۱۲	اسلامک بک اینڈ ٹمپنی	۱۰	اسلامی علوم اور ادبیات کی اشاعت
۱۳	انجمن مسلم برادری	ہانگ کانگ	اتحاد اور اشاعت اسلام
۱۴	انجمن مسلم نوجوان	شنگھائی	دینی اور وطنی خدمات
۱۵	انجمن معین المسلمین	چانگ ٹہ (ہونان)	درسی کتابوں کی تصنیف اور اشاعت
۱۶	انجمن اتحاد ترقی	یون نان	اسلامی علوم اور ادبیات کی اشاعت
۱۷	انجمن اتحاد	ہانان	دینی اور معاشی اصلاح
۱۸	انجمن اخوان المسلمین	جھول	سوشل اور معاشی اصلاح
۱۹	انجمن اتحاد	ہودو (آن ہوی)	معاشی اور سوشل اصلاح
۲۰	دارالتحقیق	وین آن (آن ہوی)	اسلامی علوم کی اشاعت
۲۱	انجمن ترقی	چینگ ہائی	سوشل تعمیری کام کے لئے
۲۲	مسلم علمی ادارہ	ہانگ کانگ	سیرت اور اسلامیات کی اشاعت یہ ہندوستانیوں کا قائم کردہ ہے
۲۳	انجمن اشاعت ادب اسلام	شنگھائی	اسلامی علوم کی اشاعت
۲۴	مسلم لیگ	ٹانگینگ	حکومت ٹانگینگ کی حمایت کرنا
۲۵	مسلم مشن	۱۰	حکومت ٹانگینگ کی حمایت کرنا
۲۶	مسلم پبلک انجمن	سوی یوان	سوشل اور معاشی اصلاح

مندرجہ ذیل فہرست ان اسکولوں اور مدرسوں کی ہے جو اس چار پانچ سال کے اندر ہی انڈیا کھلوائے گئے ہیں، اور جن میں جدید طریقہ سے تعلیم دی جاتی ہے،

شمار	مدرسہ کے نام	مقام	ابتدائی یا ثانوی	تفصیلات
۱	چینگ واؤ اور اعلیٰ	پکین	ثانوی سے اعلیٰ	عربی اور چینی علوم کی تعلیم
۲	شمالی مغربی متحدہ اسکول	"	ثانوی	باشندگان شمالی و مغربی چین کے لئے
۳	مدرسہ اسلامیہ	دولین (کانسو)	"	مشترکہ تعلیم (یعنی لڑکوں اور لڑکیوں دونوں کے لئے)
۴	"ٹوگٹین" اسکول	کویان (کانسو)	ابتدائی اور ثانوی	مشترکہ
۵	ٹینگ ٹہ اسکول	یون تان	ثانوی	عربی اور انگریزی تعلیم
۶	مدرسہ اسلامیہ	تنگھائی	"	عربی، چینی اور انگریزی
۷	مسلم اسکول	چانگ پن (پکین)	ابتدائی	مشترکہ
۸	مسلم فری اسکول	موکا چوان (تیان شہن)	"	"
۹	مدرسہ عربیہ و صینیہ	مین بن (ہوان)	ثانوی	صرف لڑکوں کے لئے
۱۰	مدرسہ عربیہ	چانگ شہا (ہوان)	"	عربی طلبہ کے لئے
۱۱	مسلم غری اسکول	کنٹن	ابتدائی اور ثانوی	مشترکہ
۱۲	پاؤ کینگ مسلم اسکول	پاؤ کینگ (ہوان)	ثانوی	"
۱۳	چانگ ٹہ مسلم اسکول	چانگ ٹہ (ہوان)	"	"
۱۴	ہان کاؤ مسلم اسکول	ہان کاؤ (ہوئیہ)	"	"

نمبر	مدرسہ کے نام	مقام	ابتدائی یا ثانوی	تفصیلات
۱۵	دو چانگ مسلم اسکول،	دو چانگ (بوچہ)	ثانوی	مشرکہ
۱۶	مسلم پبلک اسکول،	لوخو (کیانگسو)	ابتدائی	•
۱۷	عربک کالج،	کوی لین (کوانگسی)	عربی طلبہ کے لئے	
۱۸	شو چانگ مسلم اسکول،	شو چانگ (ہانان)	ثانوی	مشرکہ
۱۹	وی یانگ مدرسہ،	وی یانگ (ہانان)	ابتدائی	عربی اور چینی تعلیم،
۲۰	ہو و دار المعلمات،	ہو و دار (آن ہوی)	ثانوی	رہکیون کی دینی تعلیم،
۲۱	مسلم زنانہ مدرسہ،	پاو کینگ (ہونان)	رہکیون کی دینی اور سوشل تعلیم،	
۲۲	مسلم زنانہ مدرسہ،	دائینگ (لم پئے)	معلمات کی تربیت،	
۲۳	مسلم زنانہ مدرسہ،	چانگ ٹو (ہونان)	رہکیون کی دینی تعلیم،	
۲۴	مسلم زنانہ کالج،	پیکن	رہکیون کی اعلیٰ دینی تعلیم،	

نوٹ :- حقیقت میں مدرسوں (مردانہ، زنانہ یا مشترکہ) کی تعداد کمین زیادہ ہے، لیکن چونکہ وہ زیادہ مشہور نہیں ہیں اس لئے اس فہرست میں داخل نہیں کیے گئے، مسلم آبادی کے اعتبار سے اس وقت چین میں ہر دس ہزار آدمیوں میں ایک دینی مدرسہ اور دو دنیاوی اسکول ضرور ہونگے، اور ہر دس ہزار باشندوں میں ایک زنانہ مدرسہ (دینی) پایا جائیگا، لیکن وہ معمولی ہیں، اور ان میں کوئی قابل ذکر بات نہیں پائی جاتی، بہر حال ان کا وجود بھی غنیمت ہے، اور ان کے سارے مصارف جمہور مسلمانوں کے ذمے ہیں، اور ان کے چندے سے مدرسوں کا کام چلتا ہے،

سولہواں باب

چینی ترکستان اور حکومت چین،

اجغرافی حیثیت :- وہ خط جس کو ہم سن کیا نگ یا چینی ترکستان کہتے ہیں، چین روس اور برطانوی ہندوین ملکوں کے درمیان واقع ہے، یہاں سے ہندوستان میں آنے کے لئے دو ہی راستے ہیں، ایک تو قزاقستان سے گلگت ہوتا ہوا کشمیر پہنچتا ہے، اور دوسرا کاشغر سے پامیر کو عبور کر کے افغانستان ہوتا ہوا پشاور تک آتا ہے، روس جانے کے لئے بھی دو صورتیں ہیں، ایک تو دریائے ایلتش کے کنارے ہوتے ہوئے روسی ترکستان جاسکتے ہیں، اور دوسرے شہر تاجک (TASHI) سے دو تھریہ کارخ کر کے ساہرہ یامین داخل ہو سکتے ہیں، اسی طرح چین کے اندر داخل ہونے کے لئے دو راستے ہیں، ایک تو شہر حامی سے روانہ ہو کر آفسی ہوتے ہوئے صوبہ کانسو کے پانچت لان چاؤ کی طرف اور دوسرا شہر کیمائی سے برکول اور جنوبی منگولیہ ہو کر چہار کے پایہ تخت کلگن (KALGAN) تک،

کشمیر کی بہشت کا را کوام اور افغانستان کے مشرق میں پامیر واقع ہے، اور تبت اور چینی ترکستان کے درمیان کوہ کون کون حائل ہے، وہ علاقہ جو چین کے صوبہ چین ہائی سے ملا ہوا ہے، جبال آمیر آٹائی ہے، اور وہ علاقہ جو منگولیہ کی سرحد سے ملا ہوا ہے، کوہ التائی کہلاتا ہے اور وہ علاقہ جو ساہرہ یامین سے متصل ہے، کوہ برکیل ہے، اور تھیان شان یعنی جبل اسماء بالکل

چینی ترکستان کے درمیان واقع ہے جو اس صوبہ کو جنوبی اور شمالی دو حصوں میں تقسیم کر دیتا ہے جنوبی
تیمیان نشان کا صحرا تنگہ مکان سن کیا تنگ کا ربع انخالی ہے جو ایک بالکل بخر زمین ہے، ازخیز
علاقہ جنوبی اور شمالی تیمیان نشان کے غرب میں ہے جنوب میں دریائے نرم ہے جس کے کنارے
آقمو، کا شغور، یار تندر، مارلباشی اور غنن واقع ہیں، شمال میں دریائے ایلش ہے جو روسی ترکستان
کے اندر چلا گیا ہے جس کے کنارے خوجہ، ایلی، جن ہار، سولٹ، اردوچی، کیٹائی شمالی سن کیا تنگ
کے مشرق میں اور ٹاچن اس کے شمال مغرب میں اور حامی اس صوبہ کے مشرق میں،

تاریخی تعلقات :- چینی ترکستان کے چین، روس اور ہندوستان کے درمیان واقع
ہونے سے ہر ملک کے لئے اس کا امکان ہے کہ وہ اپنے اندر شامل کرے، لیکن یہ ضرور
ہے کہ جب تک کوئی ان قدرتی رکاوٹوں پر غالب نہ آجائے وہ اپنی حکومت کا اثر وہاں
قائم نہیں کر سکتا، یہ الفاظ دیگر جس ملک کے ساتھ سن کیا تنگ کی آمدورفت زیادہ آسان ہوگی
اس کا اثر وہاں زیادہ ہوگا،

معاہدہ ایلی (۱۸۸۲ء) سے قبل سن کیا تنگ کا دروازہ روسیوں کے لئے بالکل بند تھا،
پائیر اور ہمالیہ کے سبب سے اہل سن کیا تنگ کے لئے اور الٹہر کے اس طرف آمدورفت جاری
رکھنا مشکل تھا، لیکن شمالی تیمیان نشان کے راستے سے چین کے اندر جانے آنے میں نسبتاً آسانی
تھی اور جنرل ٹسوچونگ تانگ (۱۸۸۲ء) نے اس راستے کو اور آسان بنادیا، یہی وجہ تھی کہ
انیسویں صدی کے وسط میں وہاں چینیوں کا زور بہت زیادہ ہو گیا، اور اس وقت سے آج تک
چینی ترکستان میں ان کا سیاسی اقتدار رہا،

چین کے تعلقات چینی ترکستان کے ساتھ حضرت مسیح سے قبل شروع ہو چکے تھے، ترکون
کے قبائل غز جو اس زمانے میں ہون لو (Hion Loo) کہلاتے تھے برابر چین کے

سرد پرورش کر رہے تھے، جب جن شی وانگ ٹی (۲۲۱-۲۴۶ ق م) نے چین کی طوائف ملوکی اور جاگیرداروں کے نظام کا خاتمہ کر کے چین کو متحد کیا، تو اس نے تاتاری پرورش روکنے کے لئے دیوار چین بنائی، پہلی صدی عیسوی میں تاتاریوں نے چین پر دوبارہ حملہ کیا، چین کے مشہور جنرل پان چاو (PAN CHAO) نے ان کو دیوار چین کے اوپر چینی ترکستان میں پسپا کر دیا۔ پھر وہ ان کا پیچھا کرتا رہا، یہاں تک کہ ان کا مضبوط قلعہ ختن فتح ہو گیا، اس کے بعد انھوں نے پھر چین پرورش کرنے کی ہمت نہیں کی، پانچویں صدی میں تاتاری قبیلوں کیلک کی زیر قیادت یورپ پرورش کی اور اسی پرورش کے ساتھ قبیلہ غزائیش کو چک میں پسپا کیا، لیکن اس قبیلے کی ایک شاخ کیٹائی یا کاٹھی (KITAI OR CATHY) ترکستان میں رہ گئی، چھٹی صدی کے شروع میں اس خاندان نے چینی ترکستان میں اپنی ریاست قائم کر لی، گول ٹکن اور پیکان ان کے مشہور حاکموں میں سے تھے، اور ان کا پایہ تخت طرفان تھا، خلیفہ ولید بن عبد الملک کے زمانہ میں قتیبہ بن مسلم نے کاشغر کو فتح کر لیا، اور اسلام یہاں اس زمانہ سے پھیلا، نویں صدی میں اس کیٹائی خاندان کے ایک بڑے سردار بغراخان نے اسلام قبول کیا، جس کی وجہ سے اسلام کو بہت تقویت ہوئی، اس کے بعد کچھ دن تک یہ ملک تبت کے ماتحت رہا، لیکن بارہویں صدی میں مغلوں نے آکر اس پر قبضہ کر لیا، اسلام کو اس زمانہ میں یہاں خوب فروغ ہوا، کیونکہ تخت چین مغلوں کے ہاتھ میں تھا، (۶۱۳۶-۶۱۲۷) اور چینی ترکستان کے اکثر قبیلے مسلمانوں کے گروہ میں داخل ہو گئے، لیکن چودہویں صدی کے آخر میں مغلوں نے چین سے شکست کھائی، اس شکست کے بعد چینی ترکستان سلطنت چین میں شامل ہو گیا،

اس وقت گو یہ علاقہ چین کے ماتحت تھا، لیکن سوائے تھوڑا سا خرچ ادا کرنے کے اسے چین سے کوئی سروکار نہ تھا، بلکہ بجائے چینی اثر کے ریاست خوارزم کا اثر اس پر زیادہ تھا،

پایہ تخت سے دور ہونے کی وجہ سے حکومت چین اپنے حکام چینی ترکستان نہیں بھیج سکتی تھی، اور تمام انتظامات مسلمانوں کے ہاتھ میں چھوڑ دیئے گئے تھے، لیکن انیسویں صدی کے وسط میں یعقوب خان جو روسی ترکستان کا رہنے والا تھا، چپکے سے کاشغر میں جو اس وقت یہاں کا پایہ تخت تھا، داخل ہو گیا، اور وہاں کے حاکم کا خاتمہ کر کے خود بادشاہ بن بیٹھا، اور امیر المسلمین کا لقب اختیار کیا، وہاں کے مسلمانوں نے حکومت چین سے مدد مانگی، حکومت چین نے جنرل ٹسو چونگ ٹانگ (Tso Chung Tang) کو روانہ کیا، جنرل موصوف ابھی راستہ میں تھا کہ خبر آئی کہ یٹا حکیم نے جو یعقوب خان کا دشمن تھا اس کا خاتمہ کر دیا، اور کاشغر پر قابض ہو گیا، لیکن جنرل ٹسو چونگ ٹانگ نے ارومچی پہنچ کر مسلمانوں کو خوب یوقوت بنایا، یہ لوگ جاہل اور نا سمجھ تھے، اور ان میں مذہبی جنون بھی بہت تھا، ان کی جہالت اور مذہبی جنون سے فائدہ اٹھا کر جنرل ٹسو چونگ ٹانگ نے ان کے سیاسی اقتدار کا خاتمہ کر دیا، چینی ترکستان کو حکومت چین کا ایک مستقل صوبہ بنا دیا، (۱۸۸۴ء) اور ارومچی کو پایہ تخت قرار دیا، اور مسلمانوں کو خوش کرنے کیلئے مذہبی امور کا انتظام ان کے ہاتھ میں دیدیا، اور نیز یہ کہ مختلف با اثر لوگوں کو ایک خاص مقام پر مستقل جاگیر دار بنا دیا، جن کا تعلق گورنر ارومچی سے تھا، یعقوب خان نے مشکل ۱۳ سال تک حکومت کی، اس کی موت کے ساتھ مسلمانوں کی اتحادی قوت ٹوٹ گئی، جواب تک نہیں قائم ہو سکی، ۱۸۸۹ء سے لیکر ۱۹۱۱ء تک چینی ترکستان میں بالکل امن رہا، اور کسی قسم کی بد نظمی کی خبر نہیں آئی، لیکن ۱۹۱۱ء میں مسلمانوں نے بغاوت ٹائی پینگ اور اصلاحی تحریک سے فائدہ اٹھا کر اُڑا ہونا چاہا، لیکن ناکام رہے، یہی زمانہ تھا جب چین میں انقلاب رونما ہوا،

انقلاب چین کے بعد ۱۹۱۱ء میں جب چین میں سیاسی انقلاب ہوا اور مائیکل جمہوریت چین کا اعلان کیا گیا تو سنکیانگ بعینہ چین کا ایک صوبہ قرار دیا گیا، گورنر چینی ہوا کرتا

تھا لیکن اس کی یہ مجال نہ تھی کہ مذہبی امور میں مداخلت کرے، اس کا تعلق صرف سیاست سے تھا، صوبہ کے اندرونی انتظامات میں گورنر نے بالکل خود مختار تھا، امور خارجہ جو اس صوبہ سے تعلق رکھتے تھے حکومت چین کے مشورے سے یا دفتر خارجہ کے ذریعہ انجام پاتے تھے، گو یہاں کے لوگ یہ جانتے تھے کہ وہ چین کی رعایا ہیں، لیکن ان کو اندرونی چین سے بہت کم واسطہ تھا، چین میں انقلاب پر انقلاب ہوتا رہا، لیکن اس کا اثر یہاں بہت کم نظر آتا تھا، سنکیانگ اور چین کی اس بے تعلقی کو کئی وجوہ ہیں ایک تو یہ کہ دونوں ملکوں کے باشندوں میں خون و رنگ کا فرق ہے چینی ترکستان میں جو لوگ بستے ہیں وہ ستاری، منگولی، ترک، قرغز، قلموک اور دونغان (DUNGAN OR TUNGAN) ہیں، خالص چینی زرد نسل کے لوگ زیادہ سے زیادہ دس فیصدی ہونگے، وہ بھی ان لشکریوں کی اولاد ہیں جو جہل ٹسو چونگ ٹانگ کے ساتھ اروپائی میں جا کر بس گئے تھے، مذہب کے لحاظ سے چینی بدھ کے ماننے والے اور اسلام پرست (ANCESTER WORSHIPPER) ہیں اور ستاری و منگولی اور دیگر قبیلے اسلام کے معتقد ہیں، ان کی تعداد ۹۰ فیصدی ہے، سنکیانگ کا رقبہ ۵,۳۶۰,۰۰۰ مربع میل ہے اور کل باشندے ۲,۵۶۷,۶۴۰ ہیں ۹۰ فیصدی کے حساب سے یہاں مسلمانوں کی تعداد کم و بیش ۲,۳۱۰,۰۰۰ سمجھنا چاہیے، لیکن جس چیز نے اہل سنکیانگ اور باشندگان چین کے درمیان سب سے زیادہ بے ربطی پیدا کر رکھی ہے، وہ اختلاف زبان ہے چین کے لوگ چینی بولتے ہیں اور سنکیانگ کے مسلمان ترکی، ان کی ترکی زبان گو استنبولی ترکی سے مختلف ہے، لیکن دونوں ایک مان کی بنیاد پر ہیں، دونوں کا مصدر عربی ہے، اور دونوں عربی حروف میں لکھی جاتی ہیں، باشندگان سنکیانگ میں بہت کم ایسے ہیں جو چینی زبان سے واقف ہوں، اور اہل چین میں بہت کم ایسے ہیں جو ترکی یا عربی جانتے ہوں، حتیٰ کہ چینی مسلمان بھی عموماً ان زبانوں سے کوسے

میں زبان کے اختلاف کی وجہ سے ان کی معاشرت بھی مختلف ہے۔ قوموں کا عام قہر
 ہے کہ وہ ہمیشہ اپنی معاشرت کو برتر سمجھتی ہیں چینی لوگ سنکیانگ و ون کو اس لئے جھگڑاتے
 ہیں کہ ان میں تعلیم ہرے سے مفقود ہے اور اہل سنکیانگ چینیوں کو اس وجہ سے نفرت کی نگاہ
 دیکھتے ہیں کہ وہ کافر ہیں ایسی حالت میں سنکیانگ کے لوگوں کا اہل چین سے بے تعلق ہو جانا
 کوئی تعجب کی بات نہیں ہے، ان وجوہ کے علاوہ اور ایک وجہ بھی ہے، وہ یہ کہ دونوں ممالک
 کے درمیان آمدورفت بہت دشوار ہے، قافلوں کو سولے پیدل یا گدے یا اونٹ پر سفر کرنے
 کے کوئی چارہ کار نہیں ہے، ان چاروں سے اردچی تک کم سے کم تین ہفتے کا وقت لگتا ہے، شیک
 ان میں ہوائی آمدورفت کا انتظام ہے، لیکن وہ ڈاک اور افسردن کے واسطے ہے نہ کہ
 عام لوگوں کے لئے۔

چینی ترکستان کو اس وقت جمہوریت چین کے ماتحت ہے لیکن اس پر مرکزی حکومت
 کا اثر بہت کم ہے، یعقوب خان کے استیصال کے بعد جو چینی وہاں رہ گئے گوانگ کی تعداد
 کم ہے، لیکن چالاک اور حریص ہیں، مسلمانوں کی تعداد چینیوں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہے
 جسمانی لحاظ سے قوی اور جنگجو قوم ہیں، لیکن منظم نہیں ہیں وہ جان دے سکتے ہیں لیکن حکومت
 کو نہیں سنبھال سکتے، اگر ان میں انتظامی مادہ ہوتا، تو یعقوب خان اپنے ماتحت کے ہاتھ سے قتل
 نہ ہو جاتا، اور قائم شدہ اسلامی ریاست چین کے ہاتھ میں نہ چلی جاتی، اس وقت قرغز اور تارک
 ترک جواب تک اس ملک میں آباد ہیں، بیرونی ممالک کے ساتھ کم تعلق رکھنے کی وجہ سے
 ذہنی اور سیاسی اعتبار سے بہت پست ہیں، جمہوریت چین کی سیاست میں قانون
 اور دستور کی رو سے مساوی حقوق اور مراعات ملنے کے باوجود انھوں نے کوئی نمایاں
 حصہ نہیں لیا، اور نہ اپنے صوبہ میں کوئی سیاسی اقتدار حاصل کیا، ملکی انتظامات بجز مذہبی امور کے

سب چینوں کے ہاتھ میں ہیں،

شورش (۱۹۳۳ء) کی بنیاد وہ اس چینی ترکستان سے اپریل (۱۹۳۳ء) کے آخر میں مسلمانوں کی شورش کی خبریں مسلسل آئیں اسلامی دنیا نے اس شورش کو بہت اہمیت دی، اور یہی سمجھا کہ ایک اسلامی تحریک ہے، اور کہا جاتا ہے کہ چینی ترکستان کے مسلمانوں میں ایک خفیہ جماعت قائم تھی جس کا مقصد چینی حکومت کو الٹنا تھا، لیکن جن اسباب کی بنا پر وہاں کے مسلمان اوشے، اون کو اسلامی تحریک سے کوئی تعلق نہ تھا، بلکہ صرف گورنر جن شوزن کی ذات سے تھا، بنیادی سبب یہ ہے کہ عرصہ سے چینی ترکستان کے مسلمان وہاں کے گورنر جن شوزن (Chin Shoo zine) سے بیزار تھے، مسلمانوں اور گورنر کے درمیان نفرت اور بیزاری کا سبب درحقیقت مؤخر الذکر یانگ چن شن (۱۹۲۸ء سے ۱۹۳۸ء تک چینی ترکستان کا گورنر تھا) کا سکرٹری تھا، گورنر یانگ کے ماتحت مافوشین نامی ایک مسلمان بھی تھا، جس پر یانگ کو اعتماد تھا، یہ عام قاعدہ ہے کہ جس پر زیادہ اعتماد کیا جاتا ہو، وہ یا تو اپنے افسر کی خاطر قربانی کرتا ہو یا اس کے عتاب کا شکار ہو جاتا ہے، چنانچہ مافوشین بھی گورنر کے خشک و شہدہ سے نہیں بچ سکا، وہ دل ہی دل میں یہ محسوس کرتا تھا کہ اگر میں نے مافوشین کو اپنی راہ سے نہیں ہٹایا، تو میری خیریت نہیں ہے، خاندان مافوشین کی کثرت تعداد نے اور اس محبت نے جو چینی ترکستان کے مسلمان مافوشین سے رکھتے تھے، یانگ چن شن کے دل میں اور بھی خطرہ پیدا کر دیا، اس کا خیال تھا کہ مافوشین اپنے ہم مذہبوں کی مدد سے کسی نہ کسی دن اس کے عہدہ کو غصب کر لے گا، چنانچہ اس نے جن شوزن کے ساتھ مل کر مافوشین کی راہ میں جال بچھا پا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مافوشین مع اپنے فرزند کے گرفتار ہوا اور بغیر قانونی سماعت کے قتل کر دیے گئے۔

اسکی موت نہایت دردناک تھی، شمال مغربی چین کے مسلمانوں نے اس وقت یانگ چن شن

کے خلاف شدید احتجاج کیا تھا اور ایک وفد حکومت چین کے پاس بھی روانہ کیا تھا، لیکن حکومت نے اس کی طرف زیادہ توجہ نہیں کی، اور اس مقدمہ کا فیصلہ اب تک نہیں ہوا،

بہر حال یانگ چن شن کو اپنے کروت کی سزا مل گئی، ۱۹۲۱ء میں وہ ایک روسی اسکول میں انعام تقسیم کر رہا تھا کہ دفعۃً کسی خفیہ جگہ سے اس پر پستول چلا گیا، اور وہ زمین پر گر کر پھر اٹھ نہ سکا، اس کے مقتول ہونے کے بعد اس کا سکریٹری چن شوزن خود گورنر بن بیٹھا، مافوشین کے قتل میں اس کا ہاتھ تھا، اس لئے چینی ترکستان کے مسلمان اس سے بیزار تھے،

عام مسلمانوں کے اس سے خفا ہونے کا ایک اور سبب تھا، وہ یہ کہ چن شوزن نے چینی ترکستان کی حکومت کی یاگ اپنے ہاتھ میں لیتے ہی مسلمانوں کے مفاد کو پا ل کر نا شروع کیا، سب سے پہلے اس نے ایک "تعلیم عمومی کی مخالف" پالیسی نافذ کی جس سے عوام کو ناقابل اور جاہل رکھنا مقصود تھا،

۱۹۱۲ء میں جبکہ مالین ای (Maokinyee) جو صوبہ ہونان (Hunan) کا ایک مسلمان ہے، صوبہ کانسو کا وزیر تعلیم مقرر ہوا، تو اس نے حتی الامکان اسکی کوشش کی کہ وہاں کے تعلیمی حالات کو درست کرے، چنانچہ اس نے ماآن لانگ کو جو کانسو کا ایک عالی فاضل اور بااثر مسلمان تھا، اپنے محکمہ میں بلا دیا، تاکہ تعلیمی اصلاح میں اس کی مدد کرے، ماآن لانگ اس کے ماتحت ایک دینی تعلیمی کمشنر کی حیثیت سے رہا، اس نے مختلف مقامات میں نئے مدارس کھلوائے، اور جدید تعلیم اور دینی تعلیم ایک ساتھ جاری کی، تھوڑی سی مدت میں کثرت سے رہنما مسلم نوجوان مدرسوں سے نکلے، اور عام مسلمان تعلیم کی دولت سے مالا مال ہو گئے، مالین ای نے کانسو میں تعلیمی پالیسی کے ذریعے سے ان نفرت انگیز اور بڑے جذبات کو ایک حد تک دور کیا جو اس زمانے کے مسلمانوں اور غیر مسلمانوں میں موجود تھے، اور جس کی بنیاد جنرل تسو چو ہانگ

نے دی تھی، جب وہ سترہ^{۱۷} میں یعقوب بیگ کی بغاوت کے استیصال کے لئے اپنا لشکر لے کر
 کانسو سے گذر رہا تھا، مابین اسی کی خدمت کی یاد اب تک کانسو کے مسلمانوں کے دلوں میں
 تازہ ہے، کانسو کے مسلمانوں اور غیر مسلمانوں میں جو ہم آہنگی اور باہمی خوشگوار تعلقات پائے جاتے
 ہیں، وہ اس تعلیمی پالیسی کا ثمرہ ہے،

اس کے بالکل برعکس جن شوزن نے اس دن سے جس میں اس نے سنکیانگ کی صوبائی
 حکومت کی باگ ہاتھ میں لی، تعلیم عمومی کی مخالفت پالیسی جاری کی، اس پالیسی کا مقصد وہاں کے
 باشندوں کو بے حالت اور ناخواندگی کی حالت میں رکھنا تھا، تاکہ کوئی شخص امور سیاست میں حصہ نہ
 لے، اور وہ برابر وہاں گوندی کرتا رہے، اس نے اس غرض کے لئے ہر ممکن ذریعہ اختیار کیا،
 سنکیانگ میں اخباروں کا داخلہ اور بچوں کا اسکول جانا بند تھا، نہ صرف جدید تعلیمی ادارات کا
 کھولنا روک دیا گیا بلکہ پرانے مدرسے بھی بند کر دیئے پڑے، چینی اسکول اور دینی مدارس دونوں
 کا حشر ایک ہی ہوا، ان کے دروازوں پر قفل پڑ گئے اور استاد و طالب علم منتشر کر دیئے گئے، حکومت
 ناکیننگ ان باتوں سے واقف نہ تھی، لیکن ادھر دس سال سے متواتر جاپان کے ساتھ جنگ میں
 مشغول ہونے کی وجہ سے اسکو ایک لمحے کی فرصت بھی نہ ملی کہ سنکیانگ کے امور انتظامی کی طرف
 متوجہ ہو، یہ صوبہ دوری کی وجہ سے بالکل چن شوزن کی نگرانی میں چھوڑ دیا گیا تھا، جس نے مسلمانوں
 کے مفاد کو اس طرح پامال کیا،

مسلمانوں کے دلوں میں نفرت اور بیزاری کی چنگاریاں پہلے سے موجود تھیں، ان کے
 مشتعل ہونے کیلئے صرف ہوا کا انتظار تھا، قدرت نے اس کا سامان کر دیا، حامی میں مسلم دنیا
 کی جانشینی کے مسئلہ نے سنکیانگ میں آگ لگا دی، چن شوزن کے ظلم سے مسلمانوں کا غصہ
 بھڑک اٹھا، اور انھوں نے استبداد کے خرم کو جلا کر نیک کر دیا،

اسکی سبب ۱۔ موجودہ چینی ترکستان کی شورش کا اصلی سبب یہ تھا کہ چن شوزن نے حامی کے مسلمانوں کی جائیداد کے ضبط کرنے کا حکم دیدیا تھا، حامی مشرقی سنکیانگ کا ایک اہم شہر ہے، جنرل ٹسوچونگ ٹانگ نے جبکہ اسکو فتح کر لیا، تو اس نے ایک ایسا نظام قائم کیا، جو جاگیر داری سے بالکل مشابہ تھا، مختلف مقام میں مسلم دانگ (سردار) مقرر کئے، کل صوبے میں مسلمانوں کے آٹھ دانگ تھے جو اپنے اپنے مقام پر حکمران تھے، لیکن وہ گورنر اروپچی کے ماتحت رہتے تھے، ۱۹۱۱ء انقلاب چین کے بعد یہ جاگیر داری نظام سنکیانگ میں برقرار رہا، مسلم دانگ اپنی جاگیر کے معاملات میں بالکل خود مختار تھے، رعایا کا اعتماد حاصل کرنے کے بعد قدرتی طور پر نتیجہ یہ ہوتا تھا، کہ ان کا اثر زیادہ وسیع ہو جاتا تھا، اور حیثیت اور بڑھتی جاتی تھی، دانگ کا عہد زوٹی ہوا کرتا تھا، حامی کی جاگیر اس زمانہ میں شاہ مقصود کو ملی، مگر وہ اپنے اسلاف جیسا نہ تھا، اور سنگریلی اسکی خاص صفت تھی، جس کی وجہ سے لوگ اس سے ناراض تھے، اور بد دعائیں دیا کرتے تھے، آخر خدا خدا کر کے یہ شخص مارچ ۱۹۱۳ء میں انتقال کر گیا، اب جانشینی کا سوال پیش آیا، قاعدے کے مطابق اس کے لڑکے شاکر کو دانگ کا عہدہ ملنا چاہئے تھا، لیکن اسکی شخصیت اور اس کا اخلاق بھی اپنے باپ سے بہتر نہ تھا اور مسلمان اسکو اپنا دانگ بنانا نہیں چاہتے تھے، چنانچہ انھوں نے ایک وفد گورنر سنکیانگ کے پاس جو اروپچی میں مقیم تھا، روانہ کیا، اور اس سے یہ درخواست کی کہ دانگ کے جانشین کا انتخاب نہ کرے۔ گورنر عرصہ سے یہ ارادہ کر رہا تھا کہ چینی ترکستان میں جو جاگیر داری نظام تھا، اسکو بالکل توڑ دیا جائے، لیکن اسکو کوئی بہانہ نہیں ملتا تھا، اب اسکو ایک اچھا موقع مل گیا، ایک طرف اس نے مسلمانوں سے وعدہ کر لیا کہ دانگ کے جانشین کا انتخاب نہ کرے گا، اور دوسری طرف اس نے شاکر کو مع اسکی مشیر ملیدوز اروپچی میں بلایا، اور عام مسلمانوں کی شکایات اس کے سامنے رکھ دیں، شاکر اس وقت گورنر کے قابو میں تھا، سو اس

گورز کی باتیں، اتنے کے اسکو کوئی چارہ نہ تھا، چنانچہ گورز چن شوزن نے اس کو "مشیر اعلیٰ" کا خطاب دیکر اورچی میں روکے رکھا، اور یلہ ون کے ساتھ ایک خاص آدمی بھیکر حامی کی مسلم جاگیر کو توڑ کر تین ضلعوں میں تقسیم کر دیا،

بہت ممکن تھا کہ مسلمان اس نقصان کو برداشت کر لیتے، اگرچہ شوزن لگان کی بات چینوں کی رعایت نہ کرتا، بات یہ ہوئی کہ مسلم جاگیر اگرچہ شاکر کے ہاتھ سے چین لی گئی تھی، لیکن وہ زمین جس کی مسلمان کاشت کرتے تھے، مسلمانوں کو واپس کر دی گئی، اور وہ زمین جو پہلے بیکار پڑی تھی، وہ چینی ہاجرین کو دی گئی جو کانسو سے آئے تھے جن مسلمانوں کو کاشت کیلئے زمین واپس ملی، ان سے کہا گیا کہ ۱۹۲۹ء کا لگان ادا کریں، لیکن غیر مسلموں کو جو غیر مزدور زمین ملی، ان کو دو سال کا لگان معاف کر دیا گیا، چن شوزن نے غیر مسلموں کے ساتھ یہ رعایت اس لئے کی کہ وہ اس کے ہم وطن ہیں، چن شوزن کی اس طرفداری سے مسلمانوں کا غصہ اور تیز ہو گیا، شاکر نے اس وقت یہ محسوس کیا کہ جاگیر کے چن جانے کے بعد اس کا اثر اور اقتدار بہت کم ہو گیا، اس نے فیصلہ کیا کہ اسکو دوبارہ حاصل کیا جائے، یہ سوچ کر اس نے مسلمانوں میں جب کبھی اسکو موقع ملا، ایچی ٹیشن پھیلانے کی کوشش کی اور دوسری طرف مآچونگ این (Maichong yin) کو جو کانسو میں مقیم تھا، دعوت دی، مآچونگ این نے لبیک کہا، اور ۲۴ فروری ۱۹۳۱ء کو واقعہ شوپو کی وجہ سے شروع کیا،

شوپو ایک چھوٹا سا شہر ہے جو حامی کے مشرق میں واقع ہے، وہاں چینی پولیس کی چوکی ہے، پولیس کے افسر نے ایک مسلم دشمنہ سے ناجائز تعلق پیدا کر لیا، اور بعد میں زن و شوہر کی طرح بست گئے، یہ فعل احکام شرعی کے خلاف تھا، مسلمانوں کی غیرت نے یہ گوارا نہ کیا کہ ایک مسلمہ ایک غیر مسلم کے گھر میں رہے، چنانچہ وہ اسٹھے اور پولیس کی چوکی پر حملہ کیا، اس اثنا میں قرب و جوار کے

دو دن دیہاتوں کے مسلمان بھی اٹھ کھڑے ہوئے، تمام پولیس کو موت کے گھاٹ اتارنے کے بعد اپنے دیہاتوں کے چینیوں کو جو پانچ چھ سو کے قریب تھے، گرفتار کر لیا، اور ان کو زمین کے اندر گاڑ کر ان کے سر قلم کر دیئے، یہ ان کا انتقام تھا، اس کے بعد سے شورش بہت سے مقامات میں پھیل گئی، مسلمانوں کو جب سامان حرب ملا تو خوب تیاری کر کے شہر حامی پر حملہ آور ہوئے، جب یہ خبر گورنر جن شوزن کے کان میں پہنچی، تو اس نے فوجی قوت سے اس شورش کو دبانے کا ارادہ کیا، چنانچہ اس نے ایک سپہ سالار "چوفون لو" نامی کو فوج دیکر بھیجا، مسلمانوں پر خوت اور شت طاری ہو گئی، اور وہ اپنے افعال پر تادم ہوئے، اور جن شوزن سے معافی چاہی، لیکن اس نے بات سننے سے انکار کیا، مسلمان مجبور ہو کر ادھر ادھر کے پہاڑوں میں بھاگ گئے، اور مجتمع ہو کر اپنی تحریک کو ترقی دینے کا ارادہ کیا۔

ماچونگ این کا داخلہ چینی ترکستان میں :- مسلمان سرکاری فوج کے حملے سے بچنے کے لئے تو پہاڑوں میں پھپ گئے، لیکن انھوں نے اپنا قاصد ماچونگ این کے پاس روانہ کیا، اور اس سے مدد مانگی، ماچونگ این نے اپنی فوج کو چینی ترکستان کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا، لیکن مقام "شاسی" میں ماچونگ سے شکست کھائی، اور اسکو واپس لوٹنا پڑا، مگر ۱۹۳۱ء کو مسلمانوں کی دعوت پر وہ پھر ترکستان میں داخل ہوا، اور پالی حامی "اورچی کوچن" مختلف مقامات میں صوبائی فوجوں سے سخت تصادم ہوا، یہ جنگ تقریباً ایک سال تک جاری رہی، آخر ماچونگ این نے خیف ساز خم کھایا، اور جنگ ختم ہو گئی، ماچونگ این کے واپس آنے پر مشرقی چینی ترکستان کے مسلمان پھر ادھر ادھر کے پہاڑوں میں جا چھپے، اور چند مہینے تک ہاں سکون رہا،

۱۵۔ ماچونگ شریع میں صوبائی فوج میں تھا، بعد میں ماچونگ این کے ساتھ اتحاد کر لیا،

جولائی ۱۹۳۲ء میں بھارتی حکومت نے ایک نامعلوم وجہ سے تمام پہاڑوں میں مسلمانوں کی جستجو کی بہت سے مسلمان گرفتار ہوئے، مسلمانوں نے وعدہ کر لیا کہ تین روز کے اندر گیارہ سو بندوقین لا کر حاضر کر دیں گے اور اطاعت قبول کر لیں گے، لیکن دوسری طرف انھوں نے پھر مایونگ اپن سے مدد مانگی، جس دن مسلمانوں کو اپنے ہتھیار حاضر کرنے تھے، وہ ادھر ادھر بھاگ گئے، اور صوبائی فوج منہ دیکھتی رہ گئی، اس اثنائے میں مایونگ اپن ایک دستہ فوج جو چار ہزار آدمیوں پر مشتمل تھا، جنرل ماجاند سانگ کی زیر قیادت چینی ترکستان کو روانہ کیا، غیر مسلم چینی اخبارات کا بیان ہے کہ مایونگ اپن نے اپنی فوج کو روانہ کرنے سے قبل پڑوسی مسلمان جنرلوں کا اتحاد حاصل کر لیا تھا،

اب مایونگ اپن نے وسیع پیمانے پر چینی ترکستان پر فوج کشی کرنے کا ارادہ کیا، شروع میں اس نے وہ خطرہ محسوس کیا، جو اروپائی کے چینی گورنر کی طرف سے آنے والا تھا، کیونکہ چینی گورنر ضرور پوری قوت کے ساتھ اس کی فوجی حرکت روکنے کی کوشش کریں گے، اس خطرہ کو ذہن میں رکھ کر اس نے خواجہ نیاز اور عثمان علی کو جو طوفان کے دو بڑے مسلم رئیس ہیں، اپنے مرکز شوچاؤ میں بلایا، اور ان کو ہدایت کی کہ جنوبی چینی ترکستان میں جا کر مسلمانوں اور غیر مسلمانوں میں برائی پیدا کرنے کی کوشش کریں تاکہ گورنر اروپائی کو جنوب میں مشغول رکھے، چنانچہ اس سال (۱۹۳۳ء) کے مارچ میں جنوبی ترکستان کے ہر گوشہ میں شعلہ بھڑک اٹھا، اور مایونگ اپن نے فوراً اپنے بھائی مایونگ پے کو ۲۰ اپریل ۱۹۳۳ء کو سواروں کا ایک مضبوط دستہ دیکر حامی کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور خود وہ اپنی فوج لے ہوئے، ۵ مئی کو چینی ترکستان میں داخل ہوا، روانہ ہونے سے قبل مایونگ کو جوان کے خاندان میں سے ہے، شوچاؤ کی حفاظت کیلئے مقرر کر دیا،

مسلمانوں میں اختلاف کا آغاز، صوبائی حکومت نے جب دیکھا کہ معاملہ بڑھ رہا ہے تو صلح کی کوشش کی، آخر یہ طے ہوا کہ صوبائی حکومت دو سو من گہون اور چالیس ہزار ٹن اٹیک

وزن ہے، جو ایک چٹا ٹک کے برابر ہے) چاندی مسلمانوں کے حوالے کرے، اور مسلمان ^{عدو} ۲۱۰
 بندوقین حکومت کے سپرد کر دیں، حکومت نے حسب وعدہ گھوڑوں اور چاندی خواجہ نیاز کے حوالے
 کر دی تاکہ وہ اپنی فوجوں میں تقسیم کرے، لیکن اس نے تمام انعام صرف اپنی فوجوں میں تقسیم کر دیا
 اور اس کا ایک مسلم جنرل ابن یحییٰ نامی تھا، اس کی فوجوں کو کچھ نہیں دیا گیا، نتیجہ یہ ہوا کہ آپس میں نزاع
 پیدا ہو گئی، اور خواجہ نیاز اور ابن یحییٰ نے ایک دوسرے کے خلاف ہتھیار اٹھائے، صوبہ بجاتی حکومت
 نے جب دیکھا کہ مسلمان آپس میں لڑ رہے ہیں، تو اس نے پہلے ابن یحییٰ کا استیصال کرنا چاہا، تاکہ
 مسلم قوتوں کا ایک بازو کاٹ ڈالے، حالات نے مسلمان متحین کو پھر اتحاد کرنے پر مجبور کر دیا
 اور سب نے مل کر صوبہ بجاتی حکومت کا مقابلہ کیا، اور ماچونگ این کے ماتحت سپہ سالار ماجاند
 ساہگ کو اپنے ساتھ بلا لیا، وہ شہر شان شان کی طرف بڑھے جو طرفان کے مشرق میں واقع ہے،
 جب حکومت کو خبر ملی، تو اس نے ایک دستہ فوج جو برکول (BARKUL) میں مقیم
 تھا، جنرل یون کے ماتحت روانہ کیا، لیکن یون کے برکول روانہ ہوتے ہی مسلم عوام اٹھے اور
 چینیوں کو قتل کرنا شروع کیا، شان شان اس وقت مسلمانوں کے ماتحت آگیا تھا، اس شہر
 میں جو غیر مسلمان تھے، جھگم میں پہنچا دیئے گئے، جنرل یون کو معلوم ہوا کہ بہت سے چینی مارے
 گئے تو جہان وہ پہنچا تھا، وہاں کے مسلمانوں کو اس طریقہ سے قتل کرنا شروع کیا، جس طرح مسلمان
 نے چینیوں کو قتل کیا تھا، جو مسلمان بھاگ سکتے تھے، انھوں نے بھاگ کر طرفان میں پناہ لی،
 شان شان میں جنرل یون مسلم سپہ سالار ماجاند ساہگ کے ہاتھ سے شکست کھا کر طرفان کی طرف
 بھاگا، اس نے خیال کیا کہ وہ اس کی جگہ تھی، لیکن وہاں اسکی موت کا سامان ہو رہا تھا،
 طرفان میں ایک تنگان مسلم جنرل تھا، اس نے عام مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملا کر جنرل یون
 کے راستہ میں جال بچھا دیا، جال میں پھنک کر اس کا خاتمہ ہو گیا، اور اس کے ساتھ جو فوج تھی اپنے سردار

کے ساتھ تباہ ہوئی، بازاروں میں کثرتِ قتل کی وجہ سے طرفان میں قیامت صغریٰ برپا ہوئی، اب اس واقعہ کو واقعہ طرفان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے،

اروپائی مین سازش - ادھر طرفان محشرستان بن رہا تھا، اودھر گورنر چین شوزن کو ان واقعات کی اطلاع ملی تو اس نے فوج کے دوستے اور بھیجے، ایک اروپائی کی طرف سے اپنے بھائی کی زیر قیادت اور دوسرا حامی کی طرف سے بھائی کی زیر قیادت تھا، دو دن رات کی خونی جنگ کے بعد چینیوں نے پھر طرفان پر قبضہ کر لیا، اور سلم فوج تیان شان یعنی جبل کشمیر عبور کر کے شمالی ترکستان کے داپن اور ہونوٹز پہنچی، جو اروپائی سے کوئی میل کے فاصلہ پر نہیں تھے، ان کے مسلمانوں کو اپنے ساتھ لاکر ہوائی اسٹیشن کا محاصرہ کیا، اودو ہوائی جہازوں کو بھی نذر آتش کر ڈالا، اروپائی کے مشرق میں یہ ہو رہا تھا کہ مغرب سے شورش برپا ہونے کی خبر آئی، اودھنی ترکستان اس طرح دارالافتن بن گیا، مسلمانوں نے مل کر اروپائی کا تین روز تک محاصرہ کیا، لیکن وہ اس کو فتح نہیں کر سکے، عین محاصرہ کے وقت اروپائی مین چینیوں کے اندر ایک سازش رونما ہوئی، وہ یہ کہ کسی نامور چینیوں نے موقع پا کر گورنر چین شوزن کو وہاں سے نکالنے کا ارادہ کیا، تاکہ وہ اپنا اقتدار وہاں جہاں چنانچہ بہت سے اہم دفاتر پر قابض ہونے کے بعد انھوں نے اپنی فوج لیکر گورنر کو پرورش کی، چین شوزن بال بال بچ گیا وہاں سے بھاگ کر روس ہوتا ہوا چین میں سلامتی سے پہنچا، اس کے فرار ہونے کے بعد اروپائی مین چینی قائدوں نے "عارضی طور" پر حکومت کی باگ اپنے ہاتھ میں لے لی، وزیر تعلیم لیو فن لون (LUI WEN LUN) کو گورنر بنا دیا گیا

اور زن ششی چے (ZIN SHEE CHAI) کو پولیس کمشنر، اور چین شون چن (JIN SHON CHEN) کو فوجی کمانڈر حکومت جدید قائم ہونے کے بعد مارجنک این

کا باقاعدہ مقابلہ کیا گیا، اور کچار میں اس کو شکست دی گئی، لیکن وہ بہت ہارنے والا نہیں تھا،

اس نے ماجاند سانگ کو کاشغر کی طرف روانہ کیا، اور وہاں کے مسلم رؤسا کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کی۔

حوادث کا شجر :- کاشغر پر مسلمانوں کا قبضہ مئی ۱۹۳۳ء کے شروع میں اس طرح ہوا کہ شمالی اردوچی میں جو قرغز چینی حکام کے خلاف اٹھے تھے، وہاں سے شکست کھا کر دیا اور ٹوش کو پار کر کے علاقہ کاشغر کی طرف توجہ کی ۱۲ مئی کو انھوں نے پرانے شہر پر حملہ کیا، اور معمولی سے مقابلہ کے بعد وہ ٹوشک دروازے سے داخل ہو گئے، اور شہر پر قابض ہو گئے، پہلے تو لوٹ مار کو منع کر دیا گیا، لیکن دوسرے دن تھوڑے زیادہ چینی مارے گئے، اور ان کا مال لوٹ لیا گیا، اسی روز دوپہر کو تیمور کے ماتحت تین سو ترک آئے اور قرغزوں نے انکو شہر میں داخل ہونے کی اجازت دی کاشغر کا ٹوین (TUAYIN) یعنی مقامی حاکم نے جو اپنے دفتر میں مقید تھا، مسلمانوں کے شرائط قبول نہیں کئے، چینیوں کی بڑی تعداد نے جو شہر میں مھوڑ تھی، آقسو سے آئے ہوئے دونغانیوں کی (۳ مئی) اطاعت قبول کر لی، کیونکہ پسند نہیں کرتے تھے، کہ قرغزان پر قابض ہو جائیں، دونغان جو آئے تھے، انھوں نے کاشغر (جدید) میں اثر جانے کی کوشش کی، اور اسکو علاقہ کاشغریہ میں اپنا سیاسی مرکز بنایا،

۱۲ مئی کو طوفان بے تمیزی کا آغاز ہوا، چار ممتاز چینی جو قیدی زندان میں تھے، قتل کر دیے گئے، اور اس کے بعد سلم سردار روپیہ کے جمع کرنے میں باہم لڑنے لگے، اس انتشار میں دونغانی قائد ماجاند سانگ نے ترکی سردار تیمور کو گرفتار کر لیا، قرغزوں نے جو عثمان علی کے ماتحت ہیں، جنگی مظاہرہ کر کے تیمور کو چھڑا دیا، اور دوسرے دن قرغز اور ترک نے ملکر دونغانیوں پر حملہ کیا، جن میں سے کچھ قتل ہوئے کچھ گرفتار ہوئے، لیکن ماجاند سانگ اپنی جگہ پر چار ہوا،

۱۹ مئی کو مسلم سرداروں کے درمیان ایک عارضی صلح نامہ طے ہوا، اور سب اس پر متفق ہوئے کہ بالفعل چینیوں اور دونٹائیوں پر حملہ کرنا روک دیا جائے، اس صلح نامہ کے روستے آقسو کے ترکی سردار تیمور نے مقامی کمانڈر انچیف کا چارج لیا، قرغیزی سردار عثمان علی جزل ہو گیا اور دونٹائی سردار ماجانڈ سانگ ترکی تیمور کی فوج کی اکثریت کے ساتھ کاشغر جدید میں رہ گیا، ماجانڈ سانگ نے سوچن شو دھینی (کو اپنے جزل اثبات کا رئیس مقرر کیا، اور یوں (مقامی حاکم) کے فرائض کو انجام دینے کے لئے اس نے یونس بیگ کو شریک کر لیا، اس وقت عثمان علی اور تیمور ترک دونوں کاشغر قدیم میں رہیں، اور یار قند میں جناب بیگ اور ختن میں عبداللہ۔

اس صلح نامہ کے بعد بھی علاقہ کاشغر یہ میں زیادہ دیر تک سکون نہ رہا، کیونکہ دو مہینہ بھی نہیں گزرے کہ خود ترکوں میں اختلاف ہو گیا، اور ایک نے دوسرے کے خلاف سازش کی، واقعہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ جناب بیگ جو یار قند میں تھا تیمور کی مخالفت شروع کی، اور تیمور نے عثمان علی کو اپنے ساتھ ملا کر جناب بیگ پر چڑھائی کی، اس کی فوج کو شکست دیکر جناب بیگ گرفتار کر لیا گیا، اور اسکی باقی فوج منتشر کر دی گئی، اس اثناء میں یہ خبر آئی کہ عبداللہ جو ختنی فوجوں کا سردار تھا، جناب بیگ کی حمایت میں اٹھا، اور یار قند کے قریب ترکی اور ختنی فوجوں میں خوب جنگ ہوئی، ترک چاہتے تھے کہ یار قند کو اپنے قبضہ میں کر لیں، اور ختنی چاہتے تھے کہ وہاں کے مالک بن جائیں، لیکن آخر عبداللہ نے شکست کھائی، خود بھی تیمور کے ہاتھ سے گرفتار ہوا، اور اس کی تمام قوت ٹوٹ گئی، علاقہ کاشغر یہ میں اپنا اقتدار جاننے کے لئے تیمور نے دو دشمنوں کو اپنی راہ سے ہٹالیا، باقی رہے عثمان علی اور ماجانڈ سانگ، جناب بیگ اور عبداللہ کی گرفتاری کے بعد تیمور نے اور مزید فوج یار قند کی طرف روانہ کی،

لیکن ختن کے اور امرار جو تھے اس کے ساتھ ایسا سخت مقابلہ کیا کہ تیمور کو وہاں اپنا اثر
جمانے نہ دیا،

اس اشار میں یہ خبر آئی کہ خواجہ نیاز نے اروپچی کے چینی حکام کے ساتھ اس شرط پر صلح کر لی
کہ حامی سے لیکر کاشغر تک اس کے حوالہ کر دیں، اس وقت یہ علاقہ دونوں نایون کے ہاتھ میں
تھا، چینی حکام کو ترک اور قرغون کا فکر تھا، ان کو صرف دونوں نایون سے زیادہ ڈر تھا، اس لئے
چینی حکام نے یہ شرط قبول کر لی اور خواجہ نیاز سے کہہ دیا کہ تم دونوں نایون سے لڑو جو زمین تمہارے
قبضہ میں آجائے، اس پر حکومت کرو، یہ سن کر تیمور ناراض ہوا اور خواجہ نیاز کی اس حرکت کی مخالفت
کی، چنانچہ اس نے ماجانڈ سانگ کے ساتھ جو کاشغر جدید میں تھا عارضی دوستی پیدا کر لی، لیکن اسکا
مطلب یہ نہیں کہ تیمور ماجانڈ سانگ کو چھوڑنے والا تھا، دونوں نایون قائم ماجانڈ سانگ کا کاشغر جدید
میں جم رہا، اس کی ترقی کی راہ میں ایک سخت رکاوٹ تھی، جس کا ہٹانا ضروری تھا، اس غرض
کے لئے تیمور نے عثمان علی کو آقسو سے جہان مؤخر الذکر کو ختنی فوجوں کو شکست دینے کے بعد
بھیجا دیا گیا تھا، کاشغر قدیم میں بلایا، اور اس کو ماجانڈ سانگ پر حملہ کرنے پر آمادہ کرنا چاہا، لیکن
عثمان علی راضی نہیں ہوا، کیونکہ اسکو تیمور سے بھی اندیشہ تھا، اس نے اندازہ کر لیا کہ اگر دونوں
ملکر ماجانڈ سانگ کو شکست دیدیں تو یقیناً بعد میں تیمور اس کی خبر لے گا، چنانچہ وہ کاشغر قدیم سے
اپنی قرغی فوج لیکر آقسو کی طرف روانہ ہوا، تیمور کو خبر ہوئی کہ عثمان علی شہر سے نکل گیا، تو اس نے
جتی ترکی فوج جمع کر رکھا، جمع کر کے عثمان علی کا تعاقب کیا، دونوں نایون قائم ماجانڈ سانگ شہر جدید
میں بیٹھا تھا اور موقع تلاش کر رہا تھا، تیمور کی خبر موجودگی سے فائدہ اٹھا کر شہر قدیم پر قبضہ کر لیا،
اور دھر تیمور عثمان علی کو گرفتار نہ کر سکا، اور جب واپس آیا، تو شہر قدیم کے باہر دونوں نایون فوجوں
سے جنگ ہوئی، تیمور گرفتار ہو کر قتل کیا گیا، یوں اس کا خاتمہ ہوا، یہ گستاخ کا واقعہ تھا،

تیمور کے قتل ہونے کے بعد عثمان علی اور ماجانڈ سانگ کے درمیان جنگ شروع ہوئی، جس کا فیصلہ عرصہ تک نہیں ہو سکا، ماجانڈ سانگ چند روز تک شہر حیدر پور قابض رہا، چونکہ وہ ایک غیر محفوظ شہر تھا، اسلئے اس نے تمام خزانہ اور اسلحہ شہر حیدر میں منتقل کر کے شہر خالی چھوڑ دیا، ایک دو روز کے بعد عثمان علی اس پر آکر قابض ہوا، اور ترکوں کے ساتھ اتحاد کر کے ماجانڈ سانگ پر چڑھائی کی، ایک عرصہ تک شہر حیدر کا محاصرہ کر رکھا، لیکن، ستمبر کو ماجانڈ سانگ شہر سے نکل کر ترکوں اور قزاقوں پر ٹوٹ پڑا، نہ صرف محاصرین کو شکست دی، بلکہ ان کی دوسو لاشیں میدان میں گرا دیں، عثمان علی کے بھائی کا بھی خاتمہ ہوا، جنگ اب تک جاری ہے، علاقہ کا شغریہ بین کس کا اقتدار رہے گا، بالکل نہیں کہا جاسکتا،

حکومت نائیکنگ اور چینی ترکستان :- اب تک ہم حوادث نیکانگ پر بحث کرتے رہے، اب دیکھنا یہ ہے کہ موجودہ شورش کے متعلق حکومت نائیکنگ نے کیا رویہ اختیار کیا، جہاں تک حکومت چین اور چینی مسلمانوں کا تعلق ہے، حکومت نے مسلمانوں کو سیاسی میدان میں بالکل مساوی حقوق اور مراعات دے رکھے ہیں، اور مکمل مذہبی آزادی قانوناً تسلیم کر لی گئی ہے، یہ دوسری بات ہے کہ مسلمان اپنی جہالت اور تعلیم کی کمی کی وجہ سے اس کے قابل نہیں ہوں کہ وہ سیاسی مساوات اور مذہبی آزادی سے فائدہ اٹھا کر دوسروں کے ہمسر بنیں، یہ حکومت کا قصور نہیں، بلکہ خود مسلمانوں کا قصور ہے، حکومت نائیکنگ چینی ترکستان کے مسلمانوں کے ساتھ وہی سلوک کرے گی، جو اندرونی مسلمانوں کے ساتھ کرتی ہے، اس میں شک نہیں کہ معزول گورنر جن شوزن نے وہاں کے مسلمانوں کے حقوق کا لحاظ نہیں کیا، لیکن فیصلہ اسکی ذات سے متعلق تھا، نہ کہ موجودہ حکومت چین کی پالیسی سے، جن شوزن نے حکومت چین کے ساتھ

۱۵ اکتوبر ۱۹۳۳ء کے بعد سے جو کچھ ہوا ہے، یہاں نہیں درج کیا گیا،

خدا دی کی، اس نے نہ صرف مسلمانوں کے حقوق کو پامال کیا، بلکہ اس نے خیانہ طور پر حکومت وک سے ایک معاہدہ بھی کیا، جس کی رو سے روسیوں کو بہت سے سیاسی اور تجارتی حقوق دیتے گئے، اور بہت سے روسیوں کو اپنی فوجوں میں بھی شامل کر لیا گیا، حکومت نائیکنگ کو جاپان کے ساتھ مشغول رہنے سے فرصت نہ ملی کہ چینی ترکستان کے معاملہ میں پہلے سے توجہ کرے بہر حال اُمسال کی شورش کی وجہ سے اس نے سمجھ لیا کہ اس صوبہ کا معاملہ محض گورنر کی ذات پر نہیں چھوڑا جاسکتا، اور وہاں مستقل امن قائم کرنے کیلئے ایک ایسی سکیم درکار ہے جو حکومت چین اور مسلمانان ترکستان دونوں کے لئے مفید ہو، اُمسال جیکہ شورش بہت زور پر تھی، حکومت نائیکنگ نے ایک جلسہ خاص طلب کیا، جہاں یہ طے کیا کہ ایک تحقیقاتی کمیشن روانہ کیا جائے، جو پہلے شورش کے اصلی اسباب معلوم کرے، اور مقامی مسلمانوں سے دریافت کرے کہ انکو حکومت سنکیانگ سے کیا شکایت ہے، ان کا سدباب کیا جائیگا، دوسری بات یہ طے ہوئی، کہ چن شوزن نے جو پالیسی اختیار کر رکھی تھی، اسکو منسوخ کر دیا جائے، اور سفید روسی جنکو چن شوزن نے اپنی فوجوں میں داخل کیا تھا بحال کیے جائیں، اور ان کے بجائے ویسی باشندے رکھے جائیں،

اس جلسہ کے فیصلہ کے مطابق حکومت نائیکنگ نے وانگ موسونگ (WANG MOSUNG) کو کمشنر مقرر کر کے روانہ کیا، اور اس کو مندرجہ ذیل امور کی طرف توجہ دلائی (۱) کمشنر کو چاہئے کہ ذاتی طور پر مسلم شہر اور قصبہ میں جائے، وہاں کے حالات تحقیق کرے، لوگوں سے دریافت کرے، کہ ان کو کیا شکایت ہے، ان کو سمجھائے، ان کا اعتماد اور ہمدردی حاصل کرے اور حکومت نائیکنگ کی طرف سے ہمدردی کا پیغام انکو پہنچا دے،

(۲) یہ کہ کانسو اور سنکیانگ کے درمیان آمدورفت کے لئے حتی الامکان سہولتیں پیدا

کرنے کی کوشش کرے، اور تعلیم عمومی کی مخالفت پالیسی کو جسے غرض سے وہاں کے گورنر نے اختیار

کر رکھی تھی منسوخ کر دے،

(۳) مقامی حکومت کے نظم و نسق کو درست کرنے کی کوشش کی جائے، اور بھاری اور ناقابل برداشت محصول اور لگان منسوخ کر دیا جائے،

(۴) عامی، ٹاچن، اردچی، اور کاشغریں خبر رسانی کی آسانی کے لئے لاسلکی قائم کی جائے،
(۵) سفید روسی فوج سے نکال دیئے جائیں، اور ان کی جگہ دیسی باشندے داخل کئے جائیں،

(۶) مسلمانوں سے درخواست کی جائے کہ وہ اپنے نمائندے، نائیکنگ مین، مبین، اور وہاں "دفتر امور مسلمانان سنکیانگ" قائم کر کے مرکزی حکومت کے ساتھ مسلم مسائل میں مشورہ کریں،
(۷) سنکیانگ کی صوبہ جاتی حکومت سے یہ مطالبہ کیا جائے کہ مسلم طلبہ کو مالی آسانیان بہم پہنچائی جائیں، تاکہ وہ اندرون چین کے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اعلیٰ تعلیم کی غرض سے شریک ہو سکیں،

(۸) چینی مسلمانوں کے عموماً اور سنکیانگ مسلمانوں کے لئے خصوصاً خاص نصاب تیار کر لیا جائے جو چین کی قومی روایت اور مسلمانوں کی مذہبی روایت پر مبنی ہو،

مذہبہ بالا ہدایات کو مد نظر رکھتے ہوئے، اگر ہم یہ کہیں کہ حکومت چین مسلمانوں کی درخواست

بلکہ نصارت اہلال دین کے علاوہ (۱۹۴۳ء) میں لکھ ہے کہ اندرونی چین کے مسلمانوں نے چینی ترکستان کی موجودہ نازک حالت دیکھ کر حکومت کے ساتھ مسلمانوں کے باہمی تعلقات رکھنے کے لئے حکومت نائیکنگ سے درخواست کی کہ مسلمانوں کی تعلیم کے لئے ایک خاص کمیٹی بنائی جائے، انکی درخواست منظور ہوئی، اور ۱۹۴۴ء کی ایک اسلامی تعلیمی کمیٹی "بنائی گئی" جن میں دس بڑے اور بااثر مسلمان اور تین غیر مسلمان شامل ہیں، نصاب اب زیر غور ہے،

نہیں ہے، اور نہ ان کے حالات درست کرنا چاہتی ہے۔ تو ہم نہیں سمجھ سکتے کہ خیر خواہی کا اظہار کن ذریعوں سے ہونا چاہئے، اور اصلاحی اسکیم کا نفاذ کن طریقوں سے ہونا چاہئے، میری نظر میں اوپر کے بیانات میں کوئی ایسی بات نہیں ہے، جو مسلمانوں کے مفاد کے منافی ہو، مفید ردیوں کو فوج سے نکالنا اور دیسی باشندوں کو رکھا جانا، وہ ان کے مسلمانوں کے لئے ایک ایسا امتیاز ہے کہ خطرہ کے وقت وہ ہر طرح سے اپنے مفاد کی حفاظت کر سکتے ہیں، تعلیم عمومی کی مخالفت پالیسی کے منسوخ کرنے، و کثرت سے مسلمان طلبہ کے اندرون چین کے کالجوں اور یونیورسٹیوں میں داخل ہونے سے نہ صرف وہ بہت اور جمود جو ایک عرصہ سے باشندگان سنکیانگ پر طاری تھا دور ہو سکتا ہے، بلکہ مسلمانوں اور غیر مسلمانوں کے باہمی تعلقات بھی جو تعصب اور غلط فہمی کی وجہ سے منقطع ہو چکے تھے، جوڑے جاسکتے ہیں، ناکننگ بین "دفتر امور مسلمانان سنکیانگ" کے قائم کرنے سے مسلمانوں اور حکومت چین کے سیاسی تعلقات جو معزول گورنر چن شوزن کی نااہلی اور بد عملی سے بگڑے ہوئے تھے، پھر درست ہو سکتے ہیں، اور مسلمانوں کے لئے خاص تعلیمی نصاب کے جاری کرنے سے نہ صرف وہ اپنی روایات محفوظ کر سکتے ہیں، بلکہ غیر مسلمانوں کو تعلیم اسلام کی طرف بھی مائل کر سکتے ہیں، میرے خیال میں وہ دن دور نہیں جبکہ اکثر چینی اسلامی تعذیب اختیار کریں گے، اور اسلامی اصول سے اپنی حکومت چلائیں گے، کیونکہ اسکی علامت ہر جگہ اور ہر طبقہ اور ہر تحریک میں نظر آتی ہے،

سترہواں باب

مسلمانان چین

محدود ذرائع اور نامکمل معلومات نے مجھے مزید لکھنے کی اجازت نہیں دی تاہم چینی مسلمانوں کے عام حالات واضح کرنے کے لئے اور چند سطحوں پر ان اضافہ کیجاتی ہیں جنہیں مندرجہ ذیل عنوان سے بحث کیجاتیگی،

(۱) چینی مسلمانوں کا پیشہ، (۲) ان کے مذہبی رسوم، (۳) ان کی آبادی اور مساجد،

اپنی مسلمانوں کا پیشہ

پیشہ کے اعتبار سے مسلمانان چین پانچ طبقوں میں تقسیم کئے جاسکتے ہیں (۱) سپاہی (۲) ہمارے (۳) زرعی طبقہ (۴) مزدور (۵) سرکاری ملازم،

جہاں تک میرا ذرا علم ہے چینی مسلمان اپنی آبادی کے اعتبار سے پندرہ فیصدی سپاہی ہیں، تیس فیصدی تاجر، دس فیصدی مزدور، چالیس فیصدی کاشت کار، اور پانچ فیصدی سرکاری ملازم،

یہ کہنا نہایت مشکل ہے کہ کون سے صوبہ میں مسلم فوج کتنی ہے، مگر یہ یقینی ہے کہ کوئی

بڑا زرعی طبقہ بین کسان اور زمیندار دونوں شامل ہیں،

جہت مسلمانوں سے خالی نہیں اگرچہ وہ غیر مسلم قاعدے کے ماتحت کیون نہ ہو، اور اس میں شک نہیں کہ شمالی اور وسطی چین میں مسلم افسروں کے زیادہ ہونے سے مسلم سپاہیوں کی تعداد بھی زیادہ ہو، خصوصاً صوبہ کانسو اور نینگ ہیا میں، شمالی و مغربی چین کے علاوہ صوبہ یون نان کی فوجوں میں بھی مسلمانوں کی تعداد کافی پائی جاتی ہے، اور صوبہ کوانگ سی میں مسلم کمانڈر یہ چھونگ ہسی (PAHGHUNGHSI) کو اپنے صوبہ میں کافی اقتدار حاصل ہے، اس کے نقل و حرکت سے حکومت نانکینگ کو بے چینی رہتی ہے، وجہ یہ ہے کہ حکومت نانکینگ کا تصرف وسط چین اور دار یان ٹز کے علاقوں پر ہے، شمال یا جنوب کے انتہائی حصوں میں اس کا زیادہ زور نہیں، اس کے شاہدین کہ چین کے صوبائی حاکم اکثر خود مختار ہوتے ہیں، اور مرکز کی حکومت سے مالیات اور امور خارجہ کے ان کے کام میں کچھ مداخلت نہیں کرتی، یہی وجہ ہے کہ بسا اوقات ایک صوبہ کا حاکم یا فوجی کمانڈر اپنے ہمسایہ کے خلاف ہتھیار اٹھالیتا ہے، یہ چھونگ ہسی کا قدر عرصہ سے جنوب چین میں قائم ہے، وہ ایک طرف صوبہ کوانگ ٹانگ کے گورنر سے منسوب ہے، اور دوسری طرف حکومت نانکینگ سے گورنر کوانگ ٹانگ چند باتوں کی بنا پر نانکینگ سے ناراض ہے، چونکہ چین کا ایک عام دشمن یعنی جاپان اس وقت اپنے غضب کے دانت دکھا رہا ہے، اس لئے یہ لوگ خاموش ہیں، ورنہ اس وقت کنیشن کی طرف سے خانہ جنگی کی آواز سنائی دی ہوتی، یہ قیاس سے بعید نہیں کہ گورنر کوانگ ٹانگ کسی نہ کسی وقت مرکزی حکومت کے ساتھ برسر پیکار ہوگا، ایسے موقع پر دیکھنا یہ ہے کہ یہ چھونگ ہسی کس کے طرفدار ہوتے ہیں، کسی کی طرف کی کامیابی کا انحصار اس مسلم کمانڈر کے فیصلہ ہی پر ہے،

باقی رہے شمال مغرب چین کے مسلم افسران تو وہ حکومت نانکینگ کے خیر خواہ اور معاون ہیں، ان سے حکومت کو کسی قسم کے مناقشہ کا اندیشہ نہیں ہے، مگر اس بات کا خطرہ

ضرور ہے کہ ان میں اور غیر مسلم افسران میں کسی نہ کسی وقت شدید اختلاف ہوگا، کیونکہ وہ ان کے غیر مسلم افسر مسلمانوں کو نہایت حسد کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، اور ان کی قوت توڑنے کیلئے ہر وقت تدبیریں سوچتے رہتے ہیں، مسلمان حکومت نانکینگ کے لحاظ کیوجہ سے کسی قسم کی سخت کارروائی اختیار نہیں کرتے، کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ چین کی آزادی ان کی متحدہ قوت اور متحدہ عمل سے ہے، سیاسی معاملہ میں مسلمانان چین کا واحد طرز عمل یہ ہے کہ مرکزی حکومت کیساتھ تعاون کریں، اس سے نہ صرف حکومت نانکینگ کو تقویت ہوتی ہے، بلکہ خود ان کی پوزیشن کا استحکام بھی اس پر منحصر ہے، یہی وجہ ہے کہ بادیو دیکہ ان کی فوج کافی ہوا، انھوں نے کہیں اپنی سیادت قائم کرنے کی کوشش نہیں کی،

چینی مسلمانوں کے مختلف مقامات میں سکونت پذیر ہونے سے ان کے پیشے بھی مختلف ہیں، جن میں معنوم ہے کہ چین کے انتہائی جنوب سے لیکر انتہائی شمال تک کوئی ایسی جگہ نہیں ہے جو مسلم آبادی سے خالی ہو، ان کے ذرائع معاش میں پہلے گری اور سرکاری ملازمت کے علاوہ تجارت، زراعت اور مزدوری بھی شامل ہے، ان کے تجارتی سامان کھال، پوٹین، چمڑے، ریشم، چائے، ظروف و سفال، دوائیں، قالین، جانور، اور دیگر ضروریات ہیں، کھال اور پوٹین کی تجارت کا نسو، شانشی، شنسی، ہانان اور ہایہ کے مسلمان اور تبار چمڑے کی تجارت ہونان، کیانگ سو، اور سی چوان کے مسلمان زیادہ کرتے ہیں، ریشم کیانگ سو اور ہویہ کے مسلمان، چائے یونان، کیانگ سو اور ہایہ کے مسلمان، ظروف و سفال کیانگ سو اور ہویہ کے مسلمان، دوائیں یونان سی چوان اور کانسو کے مسلمان، قالین، پکین، ہانکاؤ، ریشم، کھال اور لانگ چائو کے مسلمان، اور جانوروں کی تجارت کانسو، ہانان، اور شانگ ٹانگ کے مسلمان کرتے ہیں،

طبعی حیثیت سے وادی یا ٹنگ ٹنگ کے علاقے، اور دریائے زرد (ہوانگ ہو) کے ارد گرد کی زمین زرخیز ہے، جو لوگ ان علاقوں میں بستے ہیں، عموماً زراعت کو اپنا ذریعہ معاش بناتے ہیں، اس بنا پر، ہانان، ہاپے، کیا ٹنگ، سوشا ٹنگ، ٹانگ، آن ہوئی کے مسلمان زیادہ تر زراعت کرتے ہیں۔ مزدوری پیشہ لوگ بڑے بڑے شہروں میں زیادہ ہوتے ہیں، مثلاً ننگھائی، ہان کاؤ، کینٹن، اور تیان سن وغیرہ دیہات میں جو غریب لوگ ہیں، وہ کچھ نہ کچھ اپنا کام کرتے ہیں، اور مزدوری بہت کم کرتے ہیں، ایک تو اس وجہ سے کہ بہت کم لوگ ایسے ہیں، جو اپنے ہان کوئی مزدور رکھتے ہیں، دوسرے اس وجہ سے کہ زمیندار بہت کم ہیں اور وہ خود کاشت کرتے ہیں، بڑے زمینداروں کی زمین، اگر وہ خود کاشت نہیں کر سکتے تو کرایہ پر کان کو دیجاتی ہے، اور مزدور رکھ کر زمین کے کاشت کرنے کا رواج چین میں بہت کم ہے،

۲۔ مذہبی رسوم

مذہبی رسوم کے اہم اجزاء، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج میں جن کے ادا کرنے سے ایک مسلمان ایک غیر مسلمان سے ممتاز ہوتا ہے، لیکن ان امور میں چینی مسلمان مجموعی حیثیت سے اتنے سرگرم نہیں ہوتے، جتنے کہ جاوا یا ہندوستان میں دکھائی دیتے ہیں، ہم اس بات کا اگرچہ انکار نہیں کر سکتے کہ ان میں نماز پڑھنے والے، زکوٰۃ دینے والے، اور حج کرنے والے مسلمان موجود ہیں، لیکن ان کی تعداد اور مہمات اسلام کے مقابلہ میں بہت کم ہے، کل مسلم آبادی کے اعتبار سے نماز پڑھنے والے ایک ثلث ہونگے، ان میں اکثر سن رسیدہ لوگ ہوتے ہیں، جو بچہ بچہ نماز بہت کم ادا کرتے ہیں، البتہ جمعہ اور عیدین میں ضرور شریک ہوتے ہیں، روزہ رکھنے والے بچہ خیال کئے جاتے ہیں، ان میں عورتیں زیادہ ہوتی ہیں، اور بعض لوگ اپنی بیوی

کے اصرار سے بھی روزہ رکھتے ہیں، اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ جس کی بیوی دیندار ہو، وہ بھی دیندار ہوتا ہے۔
مگر افسوس کہ چین میں مسلم عورتوں کی دینی تعلیم کے لئے کوئی خاص انتظام نہیں، ورنہ ہر عورت اپنے شوہر کو دینی اعمال کی ادائیگی پر آمادہ کر دیتی،

زکوٰۃ دینے والے زیادہ سے زیادہ دس فیصدی ہون گے، مگر وہ بھی قاعدہ سے نہیں دیتے، کیونکہ اس کے وصول کرنے کے لئے کوئی خاص محکمہ نہیں، جو مالدار ہیں، جب انکو خیال آتا ہے تو جو کچھ خود وہ مناسب سمجھتے ہیں نکال کر دیتے ہیں، حج کرنے والے سالانہ زیادہ سے زیادہ پانچ سو ہونگے، اور اس تعداد سے کبھی متجاوز نہیں ہوئے،

چینی مسلمانوں میں جن ارکان پر زیادہ زور دیا جاتا ہے، وہ نماز اور روزہ ہے، اس میں کوئی شک نہیں، کہ جو لوگ ان ارکان اور احکام سے واقف ہیں، وہ ان کے پابند ہیں، مگر چین میں ایسے لوگ بہت قلیل تعداد میں، جو ان باتوں سے آگاہ ہوں، وجہ یہ ہے کہ یہ سب دینی تعلیم پر موقوف ہے، جو لوگ مدرسہ میں داخل نہ ہوئے ہوں، اور جنہوں نے عربی زبان نہ سیکھی ہو، یقیناً وہ ان باتوں سے ناواقف ہونگے، اور چین میں اسلامی تعلیم اس قدر وسیع نہیں جس قدر ہندوستان یا دیگر ممالک اسلام میں ہے، حقیقت بھی یہ ہے کہ تعلیم کی کمی نے چینی مسلمانوں کو پست کر رکھا ہے، اس کا واحد علاج یہ ہے کہ وسیع پیمانہ پر تعلیم پھیلائی جائے، اس کے علاوہ کوئی دوسری راہ عمل نہیں ہے،

اس سلسلہ میں بغیر ممالک اسلام کی خاص توجہ کے غالباً خود چینی مسلمان کوئی نمایاں کام نہیں کر سکتے، ایک تو علماء دین کی کمی، اور دوسرے اسلامی مطبوعات کی نایابی، دینی علماء اور اسلامی مطبوعات دونوں تعلیم کی بنیاد ہیں، جن کے بغیر حقیقت اسلام چین کے عام و خاص میں پھیل نہیں سکتی، میں یقین کے ساتھ یہ کہہ نہیں سکتا کہ ممالک اسلامیہ دینی علماء کی تیاری اور اسلامی ادب کی

شاعت میں چینی مسلمانوں کی مدد نہ کریں گے، جبکہ چینی مسلمان حد سے زیادہ اس کے خواہشمند ہیں کہ بیرونی مسلمان ان دوباتوں میں حتی الامکان ان کو مدد پہنچائیں تاکہ ان کے کاموں میں سہولت ہو، اور وہ اسلام کے چراغ کو آفتاب کی صورت میں تبدیل کر دیں، (آمین)

۳۔ اُن کی آبادی،

چینی مسلمانوں کی تعداد کتنی ہے؟ مختلف صوبوں میں مسلمانوں کی آبادی کیا ہے؟ اور کون سے مقام میں کتنی مسجدیں ہیں؟ یہ سب ایسے سوالات ہیں جن کے متعلق صحیح جواب نہیں مل سکتا، اور نہ کوئی مؤلف ان کے متعلق تفصیل کیرا تھ بحث کر سکتا ہے، کیونکہ یہ سوالات کسی نظر پر پر مبنی نہیں ہیں، کہ قوتِ فہم سے ان پر عقلی دلیل قائم کر دی جائے، ان کے صحیح جوابات اس وقت مل سکتے ہیں جبکہ مؤلف کے پاس کوئی ایسا ذریعہ ہو جس سے چینی مسلمانوں کی صحیح تعداد معلوم کی جاسکے، یا خود مدت دراز تک چین کے ہر گوشہ میں پھرتا رہے، اور مسلمانوں کی تعداد کی تحقیق کرے، ان کے علاوہ اور کوئی چارہ نہیں ہے، بعض لوگوں کا خیال تھا کہ حکومت کی مردم شماری سے یہ تعداد غائباً معلوم کی جاسکتی ہے، لیکن یہ خیال غلط ثابت ہوا، کیونکہ حکومت کو مذہب سے زیادہ تہدکار نہیں، حال میں حکومت ناکینگ کی طرف سے جو مردم شماری شائع ہوئی ہے، اس میں مرد و عورت اور بچوں کے علاوہ صرف پیشہ کا ذکر ہے، اہل مذہب کی تعداد اس قابل نہیں سمجھی گئی کہ مردم شماری میں درج کی جائے،

یہ تو یقینی ہے کہ کسی نے چینی مسلمانوں کی صحیح تعداد نہیں بتائی، ان کے متعلق اگرچہ بہت سی تصانیف ہو چکی ہیں، لیکن ان سے نہ صرف چینی مسلمانوں کی صحیح تعداد کا پتہ نہیں لگتا، بلکہ ان سے مسلمانوں کے اصلی حالات کا اندازہ لگانا بھی مشکل ہوتا ہے،

ڈاکٹر زونمر کی کتاب موجودہ محمدی دنیا، اسٹاڈرڈ کی جدید دنیا سے اسلام اور ڈاکٹر آرنلڈ کی اشاعت اسلام اور پروفیسر گب کی کدھر اسلام، ان کتابوں میں اگرچہ چینی مسلمانوں کا ذکر ملتا ہے، لیکن ان میں مفید اور دلچسپ معلومات کم ہیں، ان کتابوں سے بہتر و مفہوم ہے جو تعلقات حاضر العالم الاسلامی میں درج ہے، اس میں اگرچہ چینی مسلمانوں کے پورے حالات نہیں مل سکتے، لیکن اس کے پڑھنے سے کم سے کم قارئین کے ذہن میں چینی مسلمانوں کے متعلق ایک خاکہ کھینچ جاتا ہے، اس کے علاوہ وہ ان ذہریے اثرات سے محفوظ رہتے ہیں جو یورپین مشنریوں کے پھیلنے ہوئے ہیں،

یہ بات تو قطعی غلط ہے کہ مسلمانان چین کی تعداد ایک کروڑ سے زیادہ نہیں ہے، بعض چینی مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ سات چینیوں میں ایک مسلمان ضرور ہے، چین کی کل آبادی حکومت ٹائیٹنگ کی مردم شماری کے مطابق جو ۱۹۲۹ء میں شائع ہوئی ہے، ۴۶۲،۸۳۷،۷۹۳ بتائی گئی ہے، اس لحاظ سے چینی مسلمانوں کی تعداد ساڑھے چھ کروڑ سمجھنا چاہئے، چین کے بعض مسلم رسالوں میں آٹھ کروڑ تک بھی لکھا ہے، لیکن یہ مبالغہ سے خالی نہیں، اس کتاب کے نوین اور گیارہویں باب میں مسلم عوام کے دو بیان درج ہیں، جن میں سات کروڑ بتائی گئی ہے، اور اکثر چینی مسلمان یہی کہتے ہیں کہ ان کی تعداد سات کروڑ ہے،

مزید غور کرنے سے یہ تعداد بھی صحیح ثابت نہیں ہوتی، کیونکہ سب کو معلوم ہے کہ ملک چین میں جہاں مسلم آبادی زیادہ ہے، وہ صوبہ سن کیاٹنگ (چینی ترکستان) کا نسو (جس میں نینگ ہیا بھی

Rev. S. M. Zwemer: The Mohammedan world today ۱۵

Lothrop Stoddard: The New world of Islam ۱۵

Dr. Arnold: The spreading of Islam ۱۵

Dr. H. A. R. Gibb: Whither Islam ۱۵

شامل ہے اور یونان ہے صوبہ سنکیانگ کے مسلمان زیادہ سے زیادہ چھپس لاکھ ،
 (۲۵۰۰۰۰۰) خیال کئے جاسکتے ہیں اور کانسو و تینگ کے مسلمان چوالیس لاکھ (۴۴۰۰۰۰) اور
 یونان کے مسلمان چالیس لاکھ (۴۰۰۰۰۰) اس طرح ان چار صوبوں کے مسلمانوں کی تعداد
 ایک کروڑ نوے لاکھ (۱۹۰۰۰۰۰) سمجھ لیجئے، سات کروڑ (۷۰۰۰۰۰۰) میں سے ایک کروڑ
 نوے لاکھ (۱۹۰۰۰۰۰) نکال کر باقی پانچ کروڑ لاکھ (۵۹۱۰۰۰۰۰) رہ جاتے ہیں، مذکورہ
 بالا چار صوبوں کے علاوہ چوبیس صوبے اور دو ماتحتی ریاستیں ہیں، اگر پانچ کروڑ لاکھ (۵۹۱۰۰۰۰۰)
 کو ۲۶ مقاموں میں تقسیم کر دیا جائے تو ہر ایک مقام میں مسلمانوں کی تعداد کم و بیش ۲۶۳۰۰۰ ہوتا
 چاہئے، مگر سولے پندرہ سو صوبوں کے دیگر مقاموں میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے،
 جس کی بنا پر بلاخوت میں کہہ سکتا ہوں کہ بعض چینی مسلمانوں کا یہ کہنا کہ ان کی تعداد سات کروڑ
 ہے، مبالغہ آمیز اور غیر صحیح ہے،

بروم ہال (Broomhall) نے اپنی کتاب "اسلام در چین" میں چینی مسلمانوں
 کے متعلق جو کچھ لکھا ہے، اسکو بعض یورپین مصنف قریب الصواب سمجھتے ہیں، اس بنا پر کہ
 بروم ہال نے "دوسو" چھٹیان چین کے طول و عرض میں بھی قہین، اور مقامی مشرکوں سے
 دریافت کیا تھا کہ ان کی جائے اقامت میں مسلمانوں کی تعداد کتنی ہے، مگر اس کا بیان میرے
 نزدیک زیادہ معتبر نہیں ہے، کیونکہ اس میں بعض اعداد میں غلطیاں ہیں، جن کی ہم اپنے علم
 کی بنا پر تردید کر سکتے ہیں، مثلاً اس نے لکھا ہے کہ صوبہ ہونان (Hunan) میں مسلمانوں
 کی تعداد ۳۰۰۰۰ سے زیادہ نہیں، حالانکہ وہاں ۸۰۰۰۰ سے زیادہ مسلمان ہیں جو چانگ ٹ
 (Chang Tse) پاؤ کینگ، Po King چانگ شا (Chang Sha)
 میں چاؤ (Hein Chow) اور دوکانگ (Wu Kang) میں پھیلے ہوئے ہیں

صرف شہر یاؤنگنگ میں ۲۰۰۰۰ مسلمان موجود ہیں اور چانگ ٹہ میں ۳۵۰۰۰ ہونگے اور باقی
 میں چاؤ، دوکانگ، چانگ شا اور میان ٹانگ (Hian Yang) میں
 بروم ہال کے بیان کے مطابق مندرجہ مقامات میں مسلمانوں کی تعداد یہ ہے:

صوبہ	مسلم آبادی	صوبہ	مسلم آبادی
سن کیانگ	۲۴۰۰۰۰	شانسی	۲۵۰۰۰
کانسو	۳۵۰۰۰۰	ہونان	۲۰۰۰۰
شنسی	۱۰۰۰۰۰	کوی چاؤ	۱۰۰۰۰
چلی	۱۰۰۰۰۰	ہوپہ	۱۰۰۰۰
یون نان	۱۰۰۰۰۰	کوانگ ٹانگ	۲۵۰۰۰
پنخوریہ	۲۵۰۰۰۰	کوانگ سی	۲۰۰۰۰
سی چوان	۲۵۰۰۰۰	آن ہوئی	۴۰۰۰۰
شانگ ٹانگ	۲۰۰۰۰۰	کیانگ سی	۲۵۰۰
ہانان	۲۰۰۰۰۰	فوکین	۱۰۰۰۰
کیانگ سو	۲۵۰۰۰	چیکیانگ	۶۵۰۰
		میزان کل	۱۵۱۶۱۰۰۰

بروم ہال کے علاوہ بعض فرانسیسی مستشرقین نے بھی چینی مسلمانوں کے متعلق کچھ لکھا ہے،
 اور ان کے بیان کے مطابق مسلمانوں کی تعداد یہ ہے،

۱۵ میرا پیدائشی مقام، سہ ہانان (Honn) اور ہونان (Hunan)

مسلم آبادی	صوبہ	مسلم آبادی	صوبہ
۲۵۰۰۰	شانشی	۱۰۰۰۰۰	سن کیانگ
۲۵۰۰۰	ہنان	۱۴۰۰۰۰	کانسو
۲۵۰۰۰	کیانگ سو	۷۰۰۰۰	یون نان
۴۰۰۰۰	آن ہوئی	۵۰۰۰۰	چلی
۲۵۰۰	کیانگ سی	۲۰۰۰۰	شائنگ ٹانگ
۲۰۰۰۰	سی چوان	۷۵۰۰	چکیانگ
۳۵۰۰۰	کوانگ ٹانگ	۱۰۰۰۰	فوکین
۱۵۰۰۰	کوانگ سی	۱۰۰۰۰	ہوچ
۲۰۰۰۰	کوئی چاؤ	۱۰۰۰۰	ہونان
۲۰۰۰۰	پنخورہ	۳۰۰۰۰	شنسی
۳۰۰۰۰	تبت	۳۰۰۰	کوکنور

(میزان کل) ۴۲۰۰۰۰

لیکن مجھے اس کے تردید کرنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ یہ اعداد شماری نہ صرف چینی مسلمانوں کے نزدیک ناقابل قبول ہے، بلکہ یورپین مشرکوں نے بھی اسکو غلط سمجھا ہے، اور ہر دم ہال کا بیان اسکی تردید نصارۃ اللہ (دیکھیں) کی طرف سے ہو رہی ہے، نصارۃ اللہ چینی مسلمانوں کا ایک پرچہ ہے، جو پانچ سال سے چین سے شائع ہو رہا ہے، اس میں وقتاً فوقتاً مختلف مقامات کے مسلمانوں کے حالات درج ہوتے ہیں جو اپنے خاص ذریعہ سے حاصل کئے جاتے ہیں، چینی مسلمانوں کی مردم شماری کے متعلق جو کچھ نصارۃ اللہ میں شائع کیا گیا ہے

وہ بروم ہال کے بیان سے بہت مختلف ہے، مثلاً گوانگ سی کے متعلق بروم ہال نے مسلمانوں کی تعداد صرف ۲۰۰۰ بتائی ہے، مگر نضارة اللہ کے خاص مضمون نگار نے لکھا ہے کہ وہاں ۷۰۰۰ سے زیادہ مسلمان ہیں، صوبہ آن ہوئی کے متعلق بروم ہال نے صرف ۲۰۰۰ لکھا ہے حالانکہ وہاں ۲۰۰۰ سے زیادہ مسلمان ہیں،

ادارہ نضارة اللہ کی یہ کوشش دو سال سے جاری ہے مگر اب تک اس نے صرف تین چار صوبوں کی تحقیق کی ہے، کبھی ایک ضلع کی اور کبھی ایک شہر کی، جہاں تک میراجاں ہو اس نام میں اور چار پانچ سال لگیں گے اور غالباً ۱۹۳۷ء سے قبل اس کا انجام پانا مشکل ہے، کیونکہ اس سلسلہ میں نہ صرف مسلمانوں کی تعداد کی تحقیق کرنا ہے، بلکہ اون کی مساجد، مدارس اور انجمنوں کی بھی، اگر یہ کام پورا ہو جائے، تو نہ صرف چینی مسلمانوں کی صحیح تعداد معلوم ہو جائیگی، بلکہ بعض مساجد کا تعمیری سال اور اون کے اماموں کے نام بھی معلوم کئے جاسکتے ہیں، مزید برآں زمانہ مساجد اور زمانہ مدارس ساتھ ساتھ درج کئے جاتے ہیں، اگر یہ معلومات شائع ہو جائیگی، تو یقیناً مسلمانوں کے نزدیک وہ بڑی قابل قدر ہوگی، حال میں عبد الرحمن ماسونگ ٹنگ (Mr. Saung Tin) نے جو چین کی انجمن ترقی و اتحاد کمپن کے صدر ہیں، مصر میں ایک تقریر کے دوران میں چینی مسلمانوں کے متعلق یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اس وقت چین میں مسلمانوں کی تعداد کم سے کم پانچ کروڑ ہے، لیکن اون کا یہ بیان کسی تحقیق پر مبنی نہیں، بلکہ ایک خاص اندازہ پر مبنی ہے، جسکو ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ کمان تک صحیح ہے، انھوں نے زیادہ تفصیل کے ساتھ بیان نہیں کیا، صرف متعدد صوبوں کا ذکر کیا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:-

۱۔ انکی تقریر جمعیتہ الہدایۃ الاسلامیہ، قاہرہ رمضان ۱۳۵۷ھ میں ہوئی تھی،

”میں سمجھتا ہوں کہ چین میں پانچ کروڑ مسلمان ضرور ہونگے، مثلاً چینی ترکستان کے تمام باشندے جو ۲۵۵۰۰۰ پر مشتمل ہیں، تقریباً سب مسلمان ہیں، اور صوبہ کانسو نینگ ہیما اور چین ہائی کی آبادی میں سے مسلمان ضرور ہیں، یونان میں مسلم آبادی ۲۵ فیصدی ہے، اور کل آبادی ۳۱ ہے، چین سے ۵۰۰۰۰ مسلم ہونگے تنسی کے مسلمان اگر ۲۵ فیصدی کا حساب لگائے تو اس میں ہوتے ہیں شینگنگ اور ہاپہ ہر ایک صوبہ کے باشندے کم و بیش ہوتے ہیں، چین سے مسلم آبادی کی تعداد ۱۲ فیصدی ہے، یعنی ہر ایک صوبہ میں کم و بیش مسلمان ہیں، صوبہ ہانان کے مسلمان اگر ۱۲ فیصدی سمجھے جائیں تو اس میں کم سے کم مسلمان ہون گے، مذکورہ بالا وہ صوبے ہیں جن میں زیادہ مسلمان پائے جاتے ہیں جن صوبوں میں مسلمانوں کی تعداد بہت کم ہے، وہ چکیانگ اور فوکیں ہیں، پھر بھی چکیانگ میں اور فوکیں میں مسلمان ہیں، باقی صوبوں میں یا دس فیصدی کے حساب سے یا پانچ فیصدی کے حساب سے یا ۲ فیصدی کے حساب سے یا ۱ فیصدی کے حساب سے ان وجہ کی بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ چین میں اس وقت مسلمانوں کی تعداد پانچ کروڑ ہے،

عبدالرحمن ماسوننگ ٹینگ نے جو کچھ بیان کیا ہے، وہ ضرور نہیں کہ بالکل صحیح ہو، کیونکہ انھوں نے اپنے خاص اندازہ سے یہ حساب لگایا، نہ کہ تحقیق سے، اور بعض صوبوں کی اعداد شماری اس سے کہیں زیادہ بتائی گئی، جو وقتاً فوقتاً نصارۃ اللہ لامل دیکھیں، میں شائع ہو چکی ہے، اگر وہ اعداد شماری نظر انداز کر دیجائے، جو مقامی مسلمانوں کی خاص تحقیق سے معلوم کی گئی ہے، اور اسکو ناقابل اعتبار سمجھا جائے، تو ہم اس پر اسے زنی کرنے سے قاصر ہیں، کہ وہ اعداد شماری جو قیاس محض پر مبنی ہو، وہ کہاں تک صحیح ثابت

ہو سکتی ہے،

سید محبوب علیؒ (سلاٹک ریویو) (نمبر ۱۹۳۳ء صفحہ ۱۷) میں لکھتا ہے، کہ جمہوریت چین میں کم سے کم پانچ کروڑ مسلمان ہونگے، اس نے دو دلیلیں پیش کی ہیں ایک تو یہ کہ خود اس نے سنا کہ چینی مسلمان یہی تعداد بتاتے ہیں، اور دوسری یہ کہ تنگان قبیلہ (Dungan) جو کانسو سے پختوریہ تک پایا جاتا ہے، اس میں مسلمانوں کی تعداد تین کروڑ سے زیادہ ہے،

چینی مسلمانوں کا کوئی متفقہ بیان نہیں ہے اکانسو کے مسلمان کہتے ہیں، کہ چین میں مسلمانوں کی تعداد نو بلکہ دس کروڑ سے زیادہ ہے، یونان کے مسلمان بیان کرتے ہیں کہ اون کی تعداد سات کروڑ ہے، اب ہم چین کے مسلمانوں کا بیان سنتے ہیں کہ اون کی تعداد پانچ کروڑ ہے، یہ بیان گویا اس بات پر مہر لگا دیتے ہیں کہ یہی صحیح تعداد ہے، لیکن جب میں نے ان کا بیان پڑھا، جو کہ انھوں نے میرے پاس ارسال کیا تھا، مجھے اس میں کوئی ایسا ثبوت نہیں ملا جو اس کی صحت پر دلالت کرتا ہو،

سید محبوب علیؒ کی دونوں دلیلیں میرے نزدیک اسلئے ناقابل قبول ہیں کہ مختلف زمانہ میں چینی علماء نے مختلف بیان دیے ہیں ۱۹۲۹ء میں ایک چینی مسلم افسر نے جو محمد سلیمان کے نام سے موسوم تھا، قاہرہ کی سیاحت کرتے وقت ایک اخبار کے نمایندہ سے یہ بیان کیا کہ چینی مسلمانوں کی تعداد سات کروڑ ہے، لیکن چند سال کے بعد ایک چین کے عالم عبد الرحمن وانگ ہشان نامی نے ۱۹۲۶ء قاہرہ میں یہ بیان دیا کہ چینی مسلمانوں کی تعداد ہے (تین کروڑ چالیس لاکھ) ہے اس پر مولانا محمد علی مرحوم اپنے "کامریڈ" میں یہ نکتہ چینی کرتے ہیں

۱۵ کامریڈ ۱۵ جون ۱۹۲۶ء صفحہ ۱۵۳۶

کہ خود مسلمان چین کے اس وسیع اختلاف آراء سے ظاہر ہے کہ بغیر مستظم اعداد شماری کے یہ کیونکر
توقع کیا جاسکتا ہے کہ جو کچھ انھوں نے بیان کیا ہے، وہ بالکل صحیح ہے، بہر حال ان کے
اندازہ میں اس قدر غلطی نہیں ہو سکتی جس قدر کہ غیروں کے اندازہ میں

اب عبد الرحمن ماسونگ ٹینگ کا بیان بھی شامل کر لیجئے، تو آسانی سے ہم اس نتیجہ
پر پہنچتے ہیں کہ کہاں تک خود چینی مسلمانوں کو اس کا علم ہے کہ اون کی تعداد کیا ہے، ہر کیف
یہ ضرور ہے کہ کسی چینی مسلم نے یہ نہیں بتایا کہ اون کی تعداد تین کروڑ سے کم ہے۔

سید محبوب علی کی دوسری دلیل بالکل غلط ہے، کیونکہ اس وقت کا نسو دھینگ ہیا
بھی شامل ہے اور پورہ (کیرن دھینگ) یو ٹینگ، چار اور جہول کی کل آبادی ایک قول
کے مطابق ۳۴۸۷۱۵۵ ہے جس کی تفصیل یہ ہے۔

کانشو دھینگ ہیا۔ ۱۶۲۲۸۱۸ چار۔ ۱۹۹۷۳۴

جہول دھینگ۔ ۱۵۰۰۰۸۴۳ کیرن دھینگ۔ ۱۰۲۶۵۲۶۰

اور دوسرے قول کے مطابق ۲۲۹۱۲۶۷، جسکی تفصیل یہ ہے۔

کانشو دھینگ ہیا۔ ۱۶۲۸۱۲۸۴۹ ٹینگ ہیا۔ ۱۱۲۴۹۸۶۹ چار۔ ۱۱۹۶۷۰۱۵ کیرن۔

۱۶۴۳۲۹۷۱ یو ٹینگ۔ ۱۱۵۲۳۳۱۲۳ جہول۔ ۶۵۹۳۴۴۰ خیلو ٹینگ۔

۱۳۷۲۴۸۷۳

اس میں شک نہیں کہ کانشوین مسلمانوں کی تعداد بیسے خیال کی جاسکتی ہے لیکن منجورہ
کو ہرگز یہ بات نصیب نہیں، اس میں مسلمانوں کی تعداد زیادہ سے زیادہ بیسے خیال کی جاسکتی ہے،

Yuen: Two years Nationalist China page 413

Shun Pao year Book 1933 Page 3 Section D

خواہ ان علاقوں کی مجموعی آبادی چار کروڑ سے زائد ہو خواہ صرف ساڑھے تین کروڑ ہو وہاں
مسلمانوں کی تعداد ہرگز تین کروڑ تک نہیں پہنچ سکتی۔

چینی مسلمانوں کی اعداد شماری کے متعلق میرے پاس بھی کوئی خاص ذریعہ نہیں ہے، کیونکہ
جب تک میں باہر ہونگا، اس وقت تک یہ کام مجھ سے انجام پانا مشکل ہے، تاہم میری رائے
عبدالرحمن وان ہاشان کی رائے سے ملتی ہے، اس نے سنہ ۱۹۷۹ء میں چینی مسلمانوں کی تعداد
ساڑھے تین کروڑ بتائی تھی، اور میں اس وقت ان کی تعداد تین اور چار کروڑ کے درمیان سمجھتا
ہوں، کیونکہ مغربی مصنفوں کی تصانیف کے دیکھنے سے عام چینی مسلمانوں کی رائے سننے سے
علمائے چین کے بیان کے مقابلہ کرنے سے چینی رسالوں کے مطالعہ کرنے سے، اور چین کے
ہر صوبہ کی آبادی کے مقابلہ کرنے سے میرا پہلا گمان رفتہ رفتہ یقین کی شکل اختیار کر لیتا ہے،
لیکن اسکے ساتھ میں یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ میرا قول، قول فیصل ہے، ہو سکتا ہے کہ میں غلطی پر
ہوں لیکن مجھے یقین ہے کہ اس قدر غلطی نہیں ہو سکتی جس قدر غیروں سے ہوئی ہے، مجھے
عبدالرحمن ماسونگ ٹینگ کے قول کے قبول کرنے میں اس لئے تامل ہے کہ میں نے گذشتہ
سال عبداللہ صدیق جان سے جو نصیحت الہلال دیکھیں، کے اڈیٹر ہیں، چینی مسلمانوں کی اعداد
شماری کے متعلق دریافت کیا تھا، لیکن اس نے مجھ کو کچھ نہیں بتایا، اور عبدالرحمن ماسونگ ٹینگ
جب قاہرہ گئے تھے، وہ بھی ان کے ساتھ تھے، اور ایک بات یہ کہ عبدالرحمن ماسونگ ٹینگ
نے تقریر کرتے وقت مجمع کے سامنے یہ عذر کیا کہ وہ تفصیل سے نہیں بتا سکتے کیونکہ ان کے پاس
(Reference) کتاب نہیں ہے، حالانکہ وہ اچھی طرح جانتے تھے کہ جب دیگر
ممالک اسلام میں پھین گئے، تو ضرور وہاں کے مسلمان ان سے دریافت کریں گے،
بدقسمتی سے میں اب تک ہندوستان میں ہوں، جب ایک طرف چینی مسلمانوں کے

حقیقی حالات ممالک اسلام سے معلوم کر دین، تو اور ضروری کام مجھ سے انجام نہیں پاسکتا
 تاہم قبل اس کے کہ میں اس باب کو ختم کر دین، یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ اعداد شماری کے
 متعلق اپنا خیال درج کر دین توارئین کو اختیار ہے کہ تین کروڑ سے کچھ زیادہ مانیں یا پورے
 پانچ کروڑ یا تین اور پانچ کروڑ کے درمیان کوئی اور عدد،
 مقامی حکام سے چینی مسلمانوں کی صحیح تقسیم غالباً یہ ہے،

صوبہ	کل آبادی	مسلم آبادی	صوبہ	کل آبادی	مسلم آبادی
سکیانگ	۲۵۵۱۴۴۱	۲۵۰۰۰۰۰	ہوپہ	۲۶۶۹۹۱۲۶	۸۰۰۰۰
کانشو	۶۲۸۱۲۲۶	۳۲۰۰۰۰۰	کوی چاؤ	۱۸۷۳۵۷۲۲	۵۰۰۰۰
یوننان	۶۸۲۱۲۳۴	۴۰۰۰۰۰۰	کوانگ سی	۱۳۶۴۸۲۰۰	۷۵۰۰۰
ہاپہ	۳۱۲۳۲۱۳۱	۳۵۰۰۰۰۰	سوی یوان	۲۱۳۳۷۶۸	۱۴۰۰۰۰۰
شنشی	۱۱۸۰۲۴۴۶	۳۲۰۰۰۰۰	ہنسی کان	۸۹۰۶۴۳۰	۸۷۰۰۰۰۰
سی چوان	۴۷۹۹۲۲۸۲	۲۵۰۰۰۰۰	چکیانگ	۷۰۶۴۲۷۰۱	۱۳۰۰۰۰۰
کیانگ سو	۳۴۱۲۵۸۵۷	۳۰۰۰۰۰۰	کیانگ سی	۲۰۳۲۲۸۳۷	۳۰۰۰۰۰
ہانان	۳۰۵۶۵۶۵۱	۲۶۰۰۰۰۰	فوکین	۱۰۰۷۱۱۳۶	۲۰۰۰۰۰
شانگ ڈانگ	۲۸۶۷۲۴۱۹	۳۲۰۰۰۰۰	کیرن	۷۶۳۴۶۷۱	۶۰۰۰۰۰۰
شنشی	۱۲۲۲۸۱۵۵	۱۸۰۰۰۰۰	لیونینگ	۱۵۲۳۳۱۲۳	۸۰۰۰۰۰۰
آن ہوئی	۲۱۷۱۵۳۹۶	۳۰۰۰۰۰۰	خیلونگیاںگ	۳۷۲۴۸۷۳	۶۲۰۰۰۰۰
چار	۱۹۹۷۰۱۵	۸۰۰۰۰۰۰	جہول	۶۵۹۳۴۴۰	۱۴۰۰۰۰۰۰

صوبہ	کل آبادی	مسلم آبادی	صوبہ	کل آبادی	مسلم آبادی
کوئٹہ ٹانگ	۳۲۴۷۱۶۲۶	۱۸۰۰۰۰	جنگ ہیا	۱۴۹۸۶۹	۸۰۰۰۰
ہونان	۳۱۵۰۱۲۱۲	۱۰۰۰۰۰	منگولیا	۱۶۰۱۰۶	۱۰۰۰۰۰
چینگ ہائی	۶۱۵۵۰۵۷	۳۶۳۰۰۰	تبت	۷۲۲۰۱۱	۸۰۰۰۰
میزان کل			۳۹۹۱۸۰۰۰	۴۶۴۷۸۶۳۸۰	

مولانا شوکت علی صاحب امریکہ کے سفر سے آتے وقت مسرت گزرے اور وہاں کے
چینی طلبہ سے جو جامع ازہرین مقیم ہیں ملاقات کی طلبہ کے رئیس ابراہیم شاوچین نے مولانا
موصوف کو کچھ چینی مسلمانوں کے حالات بتائے اور ایک طویل مسلم آبادی کی فہرست بھی دی
جو مندرجہ ذیل ہے:

نام صوبہ	غیر مسلم آبادی	مسلم آبادی	کل آبادی
کیانگ سو	۳۶۱۲۶۰۰۰	۲۰۰۰۰۰۰	۳۸۱۳۶۰۰۰
چیکیانگ	۱۹۶۴۳۰۰۰	۱۰۰۰۰۰۰	۲۰۶۴۳۰۰۰
آن ہوئی	۲۱۷۱۵۰۰۰	۰	۲۱۷۱۵۰۰۰
کیانگسی	۱۹۳۴۲۰۰۰	۱۰۰۰۰۰	۲۰۴۴۲۰۰۰
ہوپہ	۱۶۱۹۹۰۰۰	۵۰۰۰۰۰	۲۶۶۹۹۰۰۰
ہونان	۳۱۴۰۱۰۰۰	۱۰۰۰۰۰۰	۳۲۵۰۱۰۰۰
سی چوان	۲۳۹۹۲۰۰۰	۴۰۰۰۰۰	۲۴۳۹۲۰۰۰
ہاپہ	۲۶۲۲۳۰۰۰	۴۰۰۰۰۰۰	۳۰۲۲۳۰۰۰

نام صوبہ	غیر مسلم آبادی	مسلم آبادی	کل آبادی
ہریانہ	۲۷۵۴۴ ...	۳۰۰۰۰۰۰	۲۸۴۸۳ ...
شمالی پنجاب	۲۴۴۷۳ ...	۲۰۰۰۰۰۰	۲۸۴۷۳ ...
شمالی	۱۰۷۳۰۰۰۰	۱۵۰۰۰۰۰	۱۲۲۳۰۰۰۰
شمالی	۴۸۰۲۰۰۰	۵۰۰۰۰۰۰	۱۲۲۳۰۰۰۰
کاسو	۱۲۸۱۰۰۰	۵۰۰۰۰۰۰	۴۴۸۱۰۰۰
پنجاب	۳۴۲۳۰۰۰	۱۵۵۰۰۰۰	۴۱۹۵۰۰۰
پنجاب	.	۱۲۵۰۰۰۰	۱۲۵۰۰۰۰
فکین	۱۰۰۷۱۰۰۰	.	۱۰۰۷۱۰۰۰
کوٹلی	۳۲۲۲۸۰۰۰	۲۰۰۰۰۰۰	۳۲۲۲۸۰۰۰
پونہ	۹۴۴۹۰۰۰	۴۱۵۷۰۰۰	۱۳۸۲۱۰۰۰
کوی چاؤ	۱۱۷۴۴۰۰۰	۳۰۰۰۰۰۰	۱۲۰۴۴۰۰۰
لیونینگ	۱۵۰۸۳۰۰۰	۱۵۰۰۰۰۰	۱۵۰۲۳۳۰۰۰
کیرن	۹۲۹۵۰۰۰	۱۲۰۰۰۰۰	۷۴۹۵۰۰۰
خیونکیانگ	۳۵۷۰۰۰	۱۵۰۰۰۰۰	۳۷۲۵۰۰۰
سنگیانگ	.	۲۵۵۲۰۰۰	۲۵۵۲۰۰۰
ہول	۱۵۹۲۰۰۰	۵۰۰۰۰۰۰	۴۵۹۲۰۰۰
چھار	۹۹۹۰۰۰	۱۰۰۰۰۰۰	۱۹۹۹۰۰۰
کوٹلی	۱۳۳۵۲۰۰۰	۲۹۴۰۰۰	۱۳۴۴۸۰۰۰

نام صوبہ	غیر مسلم آبادی	مسلم آبادی	کل آبادی
سوی لووان	۱۲۳۰۰۰	۲۰۰۰۰۰	۳۱۲۳۰۰۰
ہسی کان	۸۸۰۶۰۰۰	۱۰۰۰۰۰	۹۹۰۶۰۰۰
تبت	۳۶۷۳۰۰۰	۵۰۰۰۰	۳۷۲۳۰۰۰
منگولیہ	۶۱۵۵۰۰۰	۵۰۰۰۰	۶۱۶۰۰۰۰
میزان کل	۲۶۴۲۰۰۰۰	۲۶۴۲۰۰۰۰	۵۲۸۴۰۰۰۰

اس فہرست میں بعض صوبوں کے متعلق مسلم آبادی کا جو تناسب لگایا گیا ہے، ہمیں کسی میں اور قطعی غلطیاں ہیں جن کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں، ایک تو یہ کہ صوبہ سنکیانگ اور نینگ ہیا میں تمام آبادی مسلم بتائی گئی ہے چینی زبان میں جس صوبہ کو سنکیانگ کہتے ہیں، وہ چینی ترکستان ہے، اگر اس صوبہ میں غیر مسلم بالکل موجود نہیں تو ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ چینی غیر مسلم (گورنر کیون اور چچی میں رہتا ہے، اور اس سال وہاں کی شورش چینیوں کے خلاف کیون برپا کی گئی، اور یہ خبر کہ جب مسلمانوں نے علاقہ کا شغریہ پر قبضہ کر لیا تو دو ماہ کے اندر کسی لاکھ چینی مسلمان ہو گئے،

بعض چینی علماء کا خیال ہے کہ وہاں کم سے کم ۲۰ فیصدی چینی ہونگے، جو شان تیان شان اور ترکستان کے مشرق میں آباد ہیں، اگر ۲۰ فیصدی نہیں تو کم از کم یہ تعداد فیصدی ضرور ہوگی یہ ایک حقیقت ہے اور ہم کسی طریقہ سے اس کا انکار نہیں کر سکتے، ہم عبد الرحمن ماسونگ ٹینگ کے قول کے مطابق کانسو، نینگ ہیا اور چین ہائی میں مسلمانوں کی تعداد ۵۰ فیصدی خیال کر سکتے ہیں، لیکن ابراہیم شا کو چن نے کانسو کے مسلمانوں کو ۱۰ فیصدی سے زیادہ اور نینگ ہیا کی کل آبادی کو مسلمان بتایا، چین میں سولے چینی ترکستان

کے اور کوئی ایسا صوبہ نہیں ہے جس میں فیصدی مسلمان پائے جاتے ہوں، اور یہ قطعاً نہیں ہو سکتا کہ ٹینگ ہیا کے تمام باشندے مسلمان ہی مسلمان ہوں، خدا کرے کہ ایسا ہی ہو لیکن واقعہ اسکے خلاف ہے،

ایک قطعی غلطی یہ ہے کہ صوبہ فوکیں اور آن ہوئی میں اس نے مسلمانوں کو ایک فلم خارج کر دیا، یہ کہنا کہ ان دو صوبوں میں مسلمان بالکل نہیں ہم کسی طریقہ سے اسکو تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں، کیونکہ ان ہوئی کی مسلم آبادی کی اعداد شماری "نصارة الاملا" پکین کی جلد چہارم کے کسی عدد میں شائع ہو چکی ہے، اور فوکیں کے متعلق ہمارے سامنے ماسونگ ٹینگ کا بیان ہے انھوں نے وہاں مسلمانوں کی تعداد ۲۰۰۰۰ بتائی ہے،

غرض کہ چینی مسلمانوں کی اصلی تعداد اب تک تحقیق طلب ہے، چینی مسلمانوں کے مختلف بیانات کے روسے ان کی تعداد تین کروڑ سے زیادہ تو یقینی ہے، لیکن آبادی پانچ کروڑ تک پہنچ گئی ہو یا نہیں، اس میں شبہ کی گنجائش ہے، ایک دو سال سے پکین کے مسلمان اسکی تحقیق کر رہے ہیں لیکن اب تک کامیاب نہیں ہوئے، اگر ان کی رپورٹ تین چار سال کے بعد شائع ہو جائیگی تو وہی قول مفصل ہوگی، اور وہی قابل اعتبار سمجھی جائیگی،

مساجد،

اب دیکھنا یہ ہے کہ چین میں مجموعی لحاظ سے مساجد کی تعداد کیا ہوگی، یہ بتانا آسان کام نہیں کہ کون سے شہر میں کتنی مسجدیں ہیں، اور کون سے صوبہ میں کتنی؟ جب تک ان کی تحقیق نہ کی جائے، اسوقت تک ہمارا جواب صحیح نہیں ہو سکتا، لیکن قیاس سے ہم کو ایک اندازہ ہو سکتا ہے، اس میں شک نہیں کہ قیاس کبھی غلط بھی ہوتا ہے، مگر غلطی خفیف ہوتی ہے، غلطیوں کا کیا

دقیق تحقیقات میں بھی غلطیاں ہوتی ہیں، ان کا کچھ علاج نہیں، قیاس سے اگر خطا ہو گئی ہو تو بعد
 میں تحقیق کی جا سکتی ہے، اس بنا پر ہم اس وقت قیاس سے کام لیتے ہیں، کہ بعد میں ہم خود تحقیق کر سکیں
 انشاء اللہ تعالیٰ،

چین کی مساجد کی تعداد کا اندازہ کرنے کیلئے، سب سے پہلے ہم کو اس پر غور کرنا ہے
 کہ ایک مسجد کی آبادی کم سے کم کیا ہوگی، اور زیادہ سے زیادہ کیا؟ آبادی کا مطلب یہ نہیں ہے
 کہ مسجد میں نمازیوں کی کتنی گنجائش ہو، اور ایک وقت کتنے آدمی اس میں نماز پڑھ سکتے ہیں، آبادی
 کا مطلب میرے نزدیک یہ ہے کہ مسجد بذات خود ایک نظام ہے، جو کلیسائی نظام سے
 (Church Parish) مشابہ ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ چین میں نظام مسجد صرف عملی صورت
 میں موجود ہے، اور نظری نہیں اور کلیسائی نظام نظری اور عملی دونوں صورت میں پایا جاتا ہے
 چین میں ہر مسجد سے متعلق ایک خاصی آبادی ہوتی ہے، جو دینی امور میں اس مسجد کے
 ماتحت ہوتی ہے، مسجد ہی مسلمانوں کا مرکز ہے، جہاں وہ جمع ہوتے ہیں، وہی ان کا قطب
 ہے، جس کے ارد گرد وہ چکر کرتے ہیں، مسلمانوں کے تعلقات مساجد کیساتھ ایسے ہیں جیسے کہ
 کہ شہریوں کے تعلقات حکومت بلدیہ کے ساتھ ہر شہری حکومت بلدیہ کا رکن ہو سکتا ہو، اور
 ہر مسلم اپنی مسجد کا رکن ہو،

جہاں تک میرا خیال ہے، ایک مسجد کی آبادی کم سے کم سو ہوگی، اور زیادہ سے زیادہ دس ہزار
 دس ہزار آبادی کی مسجدیں بہت سو کے کم ہیں، لیکن ایسی مساجد جن کی آبادی دو ہزار سے لیکر
 چار ہزار تک ہے، عام طور پر نظر آتی ہیں، اگر ہر مسجد کی اوسط آبادی تین ہزار سمجھیں
 تو تین کروڑ مسلم آبادی کی مسجدوں کی اوسط تعداد دس ہزار ہوگی، اور اگر چینی مسلمانوں کی تعداد
 چار کروڑ فرض کر لیں تو مسجدوں کی تعداد تیرہ ہزار سے کچھ زیادہ ہوگی، ان میں یہ ایسی ہوگی

جسکی آبادی دس ہزار کی ہو، یہاں ایسی جسکی آبادی ستو کی ہے، یہاں ایسی جسکی آبادی دو سو ہزار کی ہے، اور
یہاں ایسی جن کی آبادی چار ہزار کی ہے،

قدیم زمانہ میں حکومت چین نے اگرچہ کئی شاندار مسجدیں تعمیر کی تھیں مثلاً جامع مسجد کین جامع مسجد سی آن
جامع ناکینگ اور جامع مسجد شی نان، لیکن انکی تعداد قلیل ہے، ان مسجدوں کے علاوہ چین میں صینی مسجدیں
ہیں سب کی سب عام مسلمانوں کے چنڈہ سے تعمیر ہوئی ہیں، چنڈہ دینے میں ہر مقام کے مسلمان شریک
ہو سکتے ہیں، اگر شنگھائی کے مسلمان ایک نئی مسجد بنانا چاہتے ہیں تو چین اور ناکینگ کے مسلمان چنڈہ
دینے میں ہرگز تامل نہیں کریں گے، اور علی الحکس صینی مسلمان اس وقت تک نئی مسجد کی تعمیر کا ارادہ نہیں کریں گے
جب تک یہ نہ دیکھ لیں گے کہ پرانی مسجد میں نمازیوں کی گنجائش بہت کم ہے، چین میں مسجدوں کے متعلق
کوئی فرقہ بندی نہیں ہے، کہ یہ دہائیوں کی مسجد ہو، وہ سینوں کی، اور وہ شیعیوں کی، وغیرہ اور نہ چین میں ذاتی
مسجد پائی جاتی ہے، یعنی ایسی مسجد جو کسی شخص کے نام سے موسوم ہو، اگرچہ بعض اوقات متمول لوگ اپنے ذاتی
روپیہ سے مسجدیں بناتے ہیں لیکن وہ نہ ان پر حکومت کر سکتے ہیں، اور نہ انکو اپنی ذاتی جائداد تصور کر سکتے
ہیں اور انکو مسجدوں کے انتظام کا چارج عام مسلمانوں کے ہاتھ میں دینا پڑتا ہے،

نظام مسجد،

چین میں مسجدوں کا نظام دو شعبوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے، شعبہ امور شرعی، اور شعبہ امور انتظامی،
شعبہ امور شرعی کے ماتحت امام، خطیب، موزن، اور بعض جگہ مفتی بھی ہوتے ہیں اگر مسجد سے متعلق
آبادی کی کثرت ہو، اور مسلم بھی ہوتے ہیں اگر مسجد میں عربی مدرسہ بھی ہو، امام کا کام صرف امامت تک
محدود نہیں، بلکہ نظامت مسجد کے ماتحت جو علم آبادی ہے، اس میں اگر کوئی ایسا معاملہ پیش آئے جو شرع
سے تعلق رکھتا ہو، اس کا بھی انجام دینا امام کے فرائض میں داخل ہے، مثلاً شادی بیاہ اور جنازہ وغیرہ
خطیب جمعہ کے روز خطبہ پڑھتا ہے، موزن وقت پڑاؤں دیتا ہے، مفتی امام کا مشیر ہوتا ہے، اور علم کوچن

کو تھوڑے بہت احکام شرعی سکھاتا ہے،

شعبہ انتظامی متولیوں کے ہاتھ میں ہے جو جمہور مسلمانوں کی رے سے منتخب ہوتے ہیں، انکا کام مسجدوں کا انتظام کرنا، اور ان کاموں کو انجام دینا ہے جو مسلمانوں سے تعلق رکھتے ہوں، مساجد کے ذرائع آمدنی چار ہیں، (۱) وقف، (۲) عام چنڈہ (۳) پیسہ چنڈہ، (۴) محصول ذبیحہ، بعض اوقات مالدار مسلمان اپنی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ مسجد کیلئے وقف کر دیتے ہیں، اور متولی اس کے منافع سے مسجد کو چلاتا ہے، عام چنڈہ کا دستور یا تو ہمارا ہوتا ہے، یا سالانہ، اور ہر شخص حسب استطاعت اس کا خیر میں شریک ہوتا ہے، پیسہ چنڈہ سے مراد یہ ہے کہ متولی مسجد کے چیراسیوں کو مسلمانوں کے گھر گھر بھیجتا ہے کہ ہر شخص سے صرف ایک پیسہ وصول کریں، اس کا غالباً مہینہ میں ایک دور ہوتا ہے، محصول ذبیحہ کی تفصیل میں نے کسی باب کے ضمن میں کی تھی، وقف کے علاوہ محصول ذبیحہ ہی مسجد کی بڑی آمدنی ہے، اگر یہ نہ ہوتی، تو مسلمانوں کا کام مشکل سے چلایا جاسکتا، اس سے مسلمانوں کی تعلیم کا انتظام ہوتا ہے، اس سے رفاہ عام کا کام ہوتا ہے، اور اس سے دیگر خیراتی ادارات کو چلایا جاتا ہے،

والحمد للہ رب العالمین